یہ کتاب مستطاب بتاریخ ۸ اگست ۷۲ء
بروز منگل بعوض مبلغ ۴ روپے
ازاں برادرم علامہ ادریس قریشی خرید گئی = فقیر محمد شریف عفا اللہ عنہ

اے رضا یہ احمد نوری کا فیض نور ہے

تذکرہ نوری

جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور قاضی محمد غوث کے لئے - ٹیلیفون ۶۴۰۵۰

مفصل حالات و سوانح ابوالحسین نوری میاں مارہروی رحمۃ اللہ علیہ

مؤلفہ : مولوی غلام شبر قادری۔ نوری۔ بدایونی

مرتبہ : محمد ایوب قادری ایم۔ اے۔

الناشر
سُنی دار الاشاعت
علویہ رضویہ ڈجکوٹ روڈ
لائلپور

(جملہ حقوق محفوظ ہیں)

طباعت ۱۹۶۸ء

باراوّل .... ایک ہزار

قیمت .... روپے پیسے ۴-۵۰

مطبوعہ .... پریس لائلپور

ناشر .... کتبخانہ سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ

.... ڈجکوٹ روڈ لائلپور

پریس .... راست گفتار پریس

MASOOD FAISAL JHANDIR LIBRARY
Acc No: 125634
MAILSI

TECHNICAL SUPPORT BY
CHUGHTAI
PUBLIC LIBRARY

فہرست تذکرہ نوری

پیش لفظ۔ صاحبزادہ مولوی عبدالمجید اقبال میاں بدایونی۔ بی۔ اے۔ آنرز ایم۔ اے ۴

برحاشیہ مختصر حالات امام اعلیٰحضرت مثلاً خلافت وزیارت حرمین طیبین۔ ۵

مقدمہ جناب محمد ایوب قادری لیکچرار اردو کالج کراچی ۱۴

برحاشیہ مختصر حالات اعلیٰحضرت مثلاً سن ولادت وتعلیم وتربیت دینی علوم وغیرہا۔ ۱۵

برحاشیہ مختصر حالات اعلیٰحضرت آپ عاشق رسول اور الحب للّٰہ والبغض للّٰہ کی تصویر تھے۔ ۴۰

دیباچہ مولوی غلام شبر قادری نوری بدایونی (مؤلف) ۵۲

باب اول۔ ولادت وتعلیم وتربیت ۵۳

وصل اول تربیت وتادب۔

ادب اوّل پوری کوشش سے التزام ظاہر شریعت۔ ۶۱

ادب دوم قرآن وحدیث پر پورا عمل و ۶۳

تحقیق ندرانہ

ادب سوم طریقہ سلوک پر سلوک ۶۶

ادب چہارم مذہب اہلسنت وجماعت کا اعتقاد ۶۸

ادب پنجم ریاضت نفس ادب ششم صبر۔ ۷۰

ادب ہفتم بلاؤں پر تحمل کرنا۔ ۷۱

ادب ہشتم علوم دینیہ میں اشتغال ۷۲

ادب نہم۔ فقراء کی مجالست۔ وادب دہم۔ ملوک واغنیاء سے استغناء ۷۳

ادب یازدہم۔ وثوق رجا۔ ادب دوازدہم۔ حزین القلب رہنا۔ ۷۷

ادب سیزدہم۔ خندہ رو رہنا۔ ادب چہاردہم۔ برادران دینی کی حاجت براری ۷۸

ادب پانزدہم سے ہفتدہم تک رحم سخاوت وغیرہ ۸۱

ادب سیزدہم۔ ہر کام میں اولوالعزم ہونا۔ ادب نوزدہم۔ لغویات اور ۸۲

فضول سے بچنا۔

ادب بستم تا بست و دوم ہر کام میں وسط اختیار کرنا خدا کے لئے بغض و محبت کرنا۔ ۸۳

ادب بست و سوم و چہارم امر بالمعروف و نہی عن المنکر۔ ۸۴

از ادب بست و پنجم تا بست و ہشتم نرم خو۔ دینی امور میں مضبوط و ترک نزاع۔ ۸۵

ادب بست و نہم تا سی و دوم۔ احوال کا چھپانا۔ وغیرہ ذالک ۸۶

ادب سی و سوم طریقہ توحید پر سلوک ۸۹

ادب سی و چہارم۔ اختیار ترک کرنا ۹۰

ادب سی و پنجم۔ قضائے الٰہی پر راضی ہونا۔

ادب سی و ششم۔ محبت شیخ۔ ادب سی و ہفتم ہمیشہ اس کی جانب متوجہ رہنا ۹۰

ادب سی و ہشتم تا چہل۔ ہر کام میں شیخ کو ساتھ دیکھنا وغیرہ۔ ۹۱

ادب چہل و یکم کسی دوسرے سے استفادہ قطع کر دینا۔ ۹۲

ادب چہل و دوم۔ اعتقاداً اور عملاً۔ طلباً۔ محبتاً۔ غیرۃً شیخ میں فانی مطلق ہو جانا۔ ۹۳

ادب چہل و سوم۔ ہمیشہ مشتاق رہنا۔ ادب چہل و چہارم عشق کامل۔ ۹۴

ادب چہل و پنجم۔ خلق خدا سے اعراض۔ ادب چہل و ششم حضور قلب مع اللہ۔ ۹۵

ادب چہل و ہفتم محبت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم۔ ادب چہل و ہشتم خلاف شریعت سے اجتناب۔ ۹۶

ادب چہل و نہم۔ مسلمانوں کو نصیحت کرنا۔ ادب پنجاہم۔ اپنے اہل سلسلہ کی ہوا خواہی۔ اور ان کو دعا دینا۔ ۹۷

ادب پنجاہ و یکم تا پنجاہ و چہارم ۹۸

ادب پنجاہ و پنجم۔ حضرات قادریہ سے صحبت رکھنا۔ ۱۰۰

ادب پنجاہ و ششم تا پنجاہ و ہشتم سماع وغیرہ۔ ۱۰۱

ادب پنجاہ ونہم تا ادب شصت ویکم	۱۰۳
ادب شصت ودوم۔ تلاوت قرآن مجید پر مداومت۔	۱۰۴
ادب شصت وسوم حضرات سلسلہ کی فاتحہ	۱۰۵
ادب شصت وچہارم تا ادب شصت وششم۔ عیوب کی پردہ پوشی کرنا	۱۰۶
ادب شصت وہفتم تا ادب شصت ونہم شریعت پر التزام۔	۱۰۷
حلیہ مبارک	۱۰۹
اسناد علوم باطنیہ	۱۱۴
معذرت	۱۱۶
دوسرا واقعہ۔	۱۱۹
تیسری روایت	۱۲۰
باب دوم تقسیم اوقات ریاضات	۱۲۱
باب سوم۔ اخلاق۔ شریعت وحمایت شریعت واتباع طریقت کے بیان میں۔	۱۲۴
باب چہارم ذکر قناعت وسخاوت وعطاء وایثار۔	۱۲۶
باب پنجم ذکر تعلیم وتکریم اساتذہ ومشائخ وسادات وعلماء	۱۲۸
وصل اول علماء ورؤسا	۱۲۹
وصل دوم فقراء وسادات کرام	۱۳۰
باب ششم حضور انور قدس سرہٗ کے مصنفات۔ وصل اول حمایت شریعت۔	۱۳۱
وصل دوم لطائف طریقت	۱۳۳
باب ہفتم علوم دعوت وتکبیر وتعبیر خواب کے بیان میں۔	۱۴۱
باب ہشتم حضور قدس سرہ کے تصرفات وحکومت۔	۱۴۵
باب نہم حضور کا رعب وسطوت وتعبد ستر حال عفو صبر واستقامت ومعاشرت۔	۱۵۳
باب دہم ذکر خلفائے حضور اقدس واسمائے بعض مریدین	۱۵۶
برحاشیہ مختصر حالات اعلیحضرت مثلاً حفظ قرآن وسیرت	۱۵۹
باب یازدہم حضور اقدس قدس سرہ کے خوارق عادات۔	۱۶۴
اختتام۔ رحلت حضور اقدس	۱۸۴

قدس سرہ وحالات عرش	١٨٦
حالات مؤلف	١٩٦
برحاشیہ حالات اعلیٰحضرت مثلاً علم جفر میں کمال حاصل کرنا۔ اور نقش مربع کو دو ہزار تین سو طریقہ سے بھرنا۔	٢٠٥
حروف آخر۔	٢٠٧

ختم شد

حرفِ آغاز

تذکرہ نوری کا مسودہ ایک مخطوطہ کی صورت میں ہمارے فاضل پروفیسر جناب محمد ایوب قادری ایم۔ اے کی وساطت سے ان کی علمی خزینوں سے دستیاب ہوا ہے جو پاک و ہند کی علمی شخصیات کی سوانحی حالات پر مشتمل ہیں اس کتاب کی افادیت ایک مدت سے محسوس کی جارہی تھی اہل تحقیق کی نگاہ جستجو ہمیشہ ایسی کتابوں کی تلاش میں رہی ہے اور ہمارا دعویٰ ہے کہ اس تاریخی مخطوطہ کے اشاعت ہونے کے بعد تاریخی دنیا میں ایک نئے باب کا اضافہ ہوا ہے۔ اس سلسلہ میں ہم جناب محمد ایوب قادری کے دلی طور پر ممنون ہیں کہ انہوں نے علمائے اہل سنت میں ایک قابل صد احترام ہستی کے سوانحی حالات کی اشاعت میں ہمارے ساتھ تعاون فرما کر حقائق کی ایک نایاب چیز اہل ذوق تک پہنچائی۔

ہمارا مکتبہ علمائے اہلسنت کے ٹھوس علمی کارنامے اور اعتقادی نگارشات کو اہل علم کے سامنے پیش کرنے کا عزم لے کر سامنے آیا ہے اور اس قصد میں ہم اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بڑی تیزی سے کامیابی حاصل کر رہے ہیں ہم اپنی بے سروسامانی کے باوجود اہل علم تک وہ نایاب کتب پہنچانے کا اہتمام کر رہے ہیں جنہیں زمانوں کی بے اعتنائی نے گوشہ گمنامی میں پھینک دیا تھا ہمیں یہ امید کرتے ذرہ بھر بھی شک نہیں کرنا چاہیئے کہ ہمارے علمی اور نظریاتی معاونین ہماری مطبوعات کی سرپرستی سے کبھی پہلو تہی نہیں کریں گے۔

احقر الانام

فقیر ابو السلیم محمد اسلم علوی

سُنّی دارالاشاعت علویہ رضویہ ڈجکوٹ روڈ لائلپور

پیش لفظ

از صاحبزادہ مولوی الحاج محمد عبدالمجید اقبال میاں بدایونی۔ بی۔ اے (آنرس) ایم۔ اے

پورب کا قصبہ بلگرام نہایت مردم خیز مقام ہے۔ یہاں سے بڑے بڑے صوفیہ و علماء اور ارباب علم وفضل اٹھے اور ان کی شہرت چار دانگ عالم میں پھیلی ان اکابر کے حالات میر غلام علی آزاد بلگرامی نے اپنی تصانیف مآثر الکرام وغیرہ میں نہایت تفصیل سے بیان کئے ہیں۔ میر عبدالواحد بلگرامی (ف ۱۰۱۷ھ) اکبری دور کے نامور شیخ طریقت گذرے ہیں۔ ان کے فرزند میر عبدالجلیل بلگرامی (ف ۱۰۵۷ھ) نے بلگرام کی سکونت ترک کر کے مارہرہ (ضلع ایٹہ۔ یوپی) کو اپنی اصلاحی وتبلیغی سرگرمیوں کا مرکز بنایا۔ کمبوہان مارہرہ کے ایک نامور بزرگ چودھری وزیر محمد خان۔ میر عبدالجلیل کے مرید ہوگئے اور انہوں نے میر صاحب کو مکانات تعمیر کرا کے دیئے۔ میر صاحب کی آمد ورفت کا سلسلہ بلگرام میں بھی رہا۔ میر عبدالجلیل کے پوتے شاہ برکت اللہ (ف ۱۱۴۲ھ) بن میر اویس (ف ۱۰۹۷ھ) نے باقاعدہ مارہرہ میں سکونت اختیار کی۔ وہ نامور صوفی و شیخ تھے۔ صاحب البرکات شاہ برکت اللہ کے بعد ان کے فرزند اکبر شاہ آل محمد سجادہ نشین ہوئے۔ ۱۱۶۴ھ میں انکا وصال ہوا اس کے بعد شاہ حمزہ مارہروی نامی گرامی شیخ طریقت تھے۔ بڑے بڑے امراء حضرت کے حلقہ ارادت میں منسلک تھے۔ حضرت شاہ حمزہ کا وصال ۱۱۹۸ھ میں ہوا۔ ان کے بعد ان کے خلف اکبر حضرت شمس الدین ابوالفضل سید آل احمد المقلب بہ اچھے میاں قدس سرہٗ سجادہ نشین ہوئے۔ حضور اچھے میاں کے زمانے میں خانوادہ برکاتیہ کی شہرت دور دور ہوئی۔ شہر بدایوں آپ کے فیوض وبرکات سے خاص طور سے مستفیض ہوا۔ آپ ہی کے زمانے سے بدایوں کا مشہور عثمانی خاندان حلقہ ارادت میں منسلک ہوا۔ اس خاندان کے دوسرے اکابر بزرگ تو سلسلہ عالیہ مارہرہ سے وابستہ تھے مگر حضرت

شاہ عین الحق عبدالمجید قدس سرہٗ کے حضور اچھے میاں کے مرید و خلیفہ ہونے کے بعد جو تعلقات قائم ہوئے وہ تا ایندم قائم ہیں۔ شاہ عین الحق بدایونی حضور اچھے میاں کے مشہور اور خاص خلیفہ تھے۔ آپ نے بدایوں سے سلسلہ عالیہ قادریہ کی خوب نشر و اشاعت کی اور بدایوں۔ مارہرہ شریف کی شاخ قرار پائی۔ حضرت شاہ عین الحق عبدالمجید کے مرید ہونے کا بھی خاص واقعہ ہے۔ حکیم عنایت حسین مارہروی لکھتے ہیں

"بروئیت جناب مستطاب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم و جناب حضرت غوث الثقلین مشرف گردید و بمد راں واقعہ دید کہ حضرت جناب عالی (حضور اچھے میاں) ہم باں مقام کدام پایہ قرب اختصاص در شتہ اند و باشارہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم جناب غوث الاعظم دستگش بدست جنابعالی میدہند (آثار احمدی قلمی)

اس کے بعد حضرت عین الحق عبدالمجید۔ حضور اچھے میاں کے مرید ہوئے اور اپنے مرشد کے محبوب و مخصوص و مقرب ٹھہرے حکیم عنایت حسین لکھتے ہیں۔

"پس از طے مراحل سلوک و فقر بلباس صوفیہ و سند خلافت سلاسل عالیہ سرفرازی یافت۔ ملازم آستان قدسی گشت۔ جنابعالی را باوے نظرے و غایتے خاص بود و ابا بجناب نسبتی قوی بل اقوی بودہ چنانچہ اکثر جناب عالی می فرمودند کہ مولوی عبدالمجید بمقام بل من مزید است و ہمچو او طالبے صادق دیار موافق نیست" (آثار احمدی قلمی)

حضور اچھے میاں کے وصال کے بعد ۲۷۔ ۲۸ سال تک حضرت عین الحق عبدالمجید بدایوں میں مسند رشد و ہدایت پر جلوہ افروز رہے۔ آپ کے مرید و متوسلین و مستفیضین کا شمار احاطہ قیاس سے باہر ہے۔ آپ کے خاص تلامذہ مارہرہ میں شاہ آل رسول (ف ۱۲۹۶ھ) اور شاہ غلام محی الدین امیر عالم (ف ۱۲۸۶ھ) خاص طور سے قابل ذکر ہیں شاہ آل رسول مارہروی کے خلیفہ اعلیحضرت[1] مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی ہیں۔ شاہ

---

[1] حضور پر نور اعلیحضرت عظیم البرکت رضی اللہ عنہ آپ کے والد ماجد حضرت مولانا نقی علی مارہرہ
(باقی اگلے صفحہ پر)

عین الحق عبدالمجید کے خلفاء میں شاہ آل رسول مارہروی کے صاحبزادگان شاہ ظہور حسن صاحب مارہروی (ف ۱۲۶۶ھ) شاہ ظہور حسین مارہروی (ف ۱۳۱۲ھ) بھی خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ شاہ ظہور حسن صاحب مارہرویؒ کے صاحبزادے حضرت شاہ ابوالحسین نوری میاں رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ مولوی محمد یعقوب ضیاء القادری بدایونی رقم طراز ہیں

ایک مرتبہ حضرت سیدی شاہ ظہور حسین چھوٹو میاں اور حضرت میاں صاحب قبلہ (حضرت شاہ ابوالحسین نوری میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ) دونوں بزرگوار عرس شریف بدایوں میں رونق افروز تھے متوسلین خاندان دونوں حضرات کی زیارت سے

حاشیہ: شریف میں حضور پر نور سید شاہ آل رسول احمدی رضی اللہ عنہم کے دست حق پرست پر ۱۲۹۴ھ میں سلسلہ قادریہ عالیہ برکاتیہ میں بیعت ہوئے اسی وقت مرشد برحق مولانا سید آل رسول نے آپکو اور آپکے والد ماجد کو خلافت نامہ عطا فرما کر خرقہ مقدسہ سے بھی سرفراز فرمایا حضرت مولانا سید ابوالحسین نوری میاں صاحب نے حضرت سے عرض کی کہ حضور آپ کے یہاں تو ہر ایک عرصہ با مشقت مجاہدات و ریاضت کے بعد خلافت و اجازت دی جاتی ہے تو پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ ان دونوں حضرات کو بیعت کرتے ہی خلافت بھی دے دی گئی حضرت مرشد برحق نے فرمایا میاں صاحب اور لوگ زنگ آلود میلا کچیلا دل لے کر آتے ہیں اسکی صفائی اور پاکیزگی کے لئے مجاہدات طویلہ ریاضات شاقہ کی ضرورت پڑتی ہے اور یہ دونوں حضرات صاف ستھرا پاکیزہ دل لے کر ہمارے پاس آئے ان کو صرف اتصال نسبت کی ضرورت تھی اور وہ مرید ہوتے ہی حاصل ہو گئی۔ پھر مزید آپ نے فرمایا کہ مجھے اس بات کی بہت بڑی فکر رہتی تھی کہ جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آل رسول تو میرے لئے کیا لایا ہے تو میں بارگاہ الٰہی میں کونسی چیز پیش کروں گا لیکن آج وہ فکر میرے دل سے دور ہو گئی کیونکہ جب اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ اے آل رسول تو میرے لئے کیا لایا تو میں عرض کروں گا کہ الٰہی تیرے لئے احمد رضا لایا ہوں۔

اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلی بار ۱۲۹۵ھ میں اپنے والدین کریمین کے ہمراہ فریضہ حج ادا فرمایا۔ ایک دن آپ نے مقام ابراہیم میں نماز پڑھی۔ امام شافعیہ حضرت حسین بن صالح

مشرف و ممتاز تھے اس موقعہ پر حلقۂ مناقب میں مولوی نور الدین صاحب فرشوری بدایونی نے ایک قصیدۂ منقبت صاحب عرس (شاہ عین الحق عبد المجید) میں پڑھا جس میں

سے جمل اللیل نے جب آپ کا چہرہ دیکھا تو بغیر کسی جان پہچان کے آپ کا ہاتھ پکڑا اور اپنے دولت خانہ پر لائے اور بہت دیر تک آپ کی پیشانی مقدس پر نگاہ جمائے رہے پھر انہوں نے فرمایا اِنّی لَاَجِدُ نُوْرَاللّٰہِ فِیْ ھٰذَا الْجَبِیْنِ (بیشک میں اس پیشانی میں اللہ کا نور دیکھ رہا ہوں) بعدہٗ صحاح ستہ اور سلسلہ عالیہ قادریہ کی اجازت اپنے مبارک ہاتھوں سے لکھ کر آپ کو عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا اِسْمُکَ ضِیَاءُ الدِّیْنِ اَحْمَدُ (تمہارا نام ضیاء الدین احمد ہے) پھر اعلیٰحضرت عظیم البرکت رضی اللہ عنہ نے فریضہ حج ادا کرنے کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں حاضری دی اور بارگاہ رسالت سے ہزاروں نعمتوں اور برکتوں سے نوازے گئے۔ اور دوسری مرتبہ جب آپ نے حج کیا تو مکہ شریف کے تمام علماء نے آپ کا کمال عقیدت کے ساتھ اعزاز کیا اور آپ سے احادیث مبارکہ کی اسناد حاصل کیں اور خلافتیں بھی حاصل کیں۔ اسی طرح مدینہ طیبہ کی حاضری سے پہلے ہی آپ کے علم و فضل کا شہرہ اور سچے عاشق ہونے کا چرچہ پہونچ چکا تھا مکہ شریف میں اعلیٰحضرت حاضری مدینہ طیبہ کے لئے بیتاب تھے لیکن آپ کی علالت شدید سفر کے لئے مانع تھی اور یہاں علماء مدینہ طیبہ اس عاشق رسول نائب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات و زیارت کے لئے بیقرار ہو کر سختی سے انتظار فرما رہے تھے۔ شیخ الدلائل حضرت مولانا شاہ عبد الحق مہاجر مکی علیہ الرحمہ کے مخلص شاگرد حضرت مولانا کریم اللہ مہاجر مدنی علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ ہم سالہا سال سے مدینہ طیبہ میں مقیم ہیں۔ اطراف و آفاق سے علماء آتے ہیں اور جوتیاں چٹخاتے چلے جاتے ہیں کوئی بات نہیں پوچھتا لیکن اعلیٰحضرت کے پہونچنے سے پہلے ہی علماء تو علماء اہل بازار تک۔۔ آپ کی زیارت و ملاقات کے مشتاق تھے چنانچہ جب مدینہ طیبہ میں آپ کی حاضری ہوئی اور آمد کی خبر ہر طرف پھیلی تو صبح سے عشاء تک آپ کے پاس علماء مدینہ کا ہجوم رہتا تھا ملاقات و زیارت کرنے والوں کی بھیڑ بارہ بجے رات سے پہلے ہٹنے کا نام نہ لیتی تھی۔ یہاں تک کہ اگر کسی کو تنہائی میں اعلیٰحضرت سے ملنا ہوتا تو وہ آدھی رات کے بعد ہی مل سکتا تھا۔ آپ کے ساتھ خلوص و عقیدت میں مدینہ طیبہ کے حضرات کرام نے باشندگان مکہ معظمہ سے زیادہ حصہ لیا اور آپ نے کثیر علماء کرام کو سندیں اور اجازتیں اور خلافتیں دیں۔

نہایت پیار سے لہجے میں دونوں حضرات کی جلوہ افروزی کو ظاہر کیا ہے اور اس قصیدہ کے چند اشعار خالی از لطف نہیں ہیں۔

شہر مارہرہ بدانی و رہش می دانی	ورنہ دانی تو ہمیں جاست نشان برکات
عین حق عبد المجید است کہ سلطان مجید	در بدایوں ست بیا فیض رسان برکات
خلفش فضل رسول ہمہ تن فضل خدا	صاحب فضل بہ کونین لسان برکات
صدر ایں محفل ذو القدر ظہور الحسن ست	بو الحسین احمد نوری است کہ جان برکات

(اکمل التاریخ)

اس سے اکابر مارہرہ اور خاندان قادریہ بدایوں کے تعلقات کا اندازہ ہو سکتا ہے شاہ عین الحق عبد المجید کے وصال (ف ۱۲۶۳ھ) ان کے سجادہ نشین حضرت ان کے فرزند سیف المسلول مولانا شاہ فضل رسول بدایونی ہوئے۔ مولانا فضل رسول بدایونی دنیا علم و فضل میں مشہور و معروف ہیں۔ علمائے اہلسنت میں ایک خاص امتیاز و شرف کے مالک ہیں۔ ان کی تصانیف میں سیف الجبار، تصحیح المسائل، احقاق الحق، بوارق محمدیہ وغیرہ مشہور و معروف ہیں۔ ان کے تلامذہ میں نامور علماء مثل مولانا فیض احمد بدایونی مولوی عنایت رسول چریاکوٹی اور مفتی اسد اللہ الہ آبادی اور شاہ محمد صادق برکاتی مارہروی ہیں۔ آخر الذکر خاندان برکاتیہ عالیہ مارہرہ کے مشہور بزرگ اور نمائندے تھے آپ نے حضرت سیف المسلول سے علم طب علماً اور عملاً حاصل کیا تھا۔ سیتاپور میں آپ مدت العمر لبسلسلہ وکالت مقیم رہے بہ آخر زیہ میں مجسٹریٹ بھی مقرر ہوئے آپ کا انتقال ۱۳۲۶ھ میں ہوا۔

اعلیحضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں نے حضرت سیف المسلول کی کتاب معتقد المنتقد کی اشاعت ثانی پر ایک خطبہ لکھا ہے اسمیں لکھتے ہیں

تعریف اس خدا کو جس نے انوار دین کے مینار کو جمال فضل رسول مبین سے منور فرمایا اسی خدا نے نشانوں راہ یقین کو جلال نقی علی مکین سے جس بند ہو گیا فساد مفسدین کا۔ برکت نازل فرمائے رب تعالیٰ حضور سرور عالم پر اور ان کی آل و اصحاب اور ان کے

فرزندادرسان کے گروہ پر۔ امابعد۔ کتاب معتقد المنتقد خاتم المحققین عمدۃ المدققین سیف الاسلام شیر بیشۂ سُنّیت دور کرنے والے تاریکی کے بند کرنے والے تاریکی کے بند کرنے والے فتنہ کے مولانا الاجل لاجل سیف المسلول معین الحق فضل الرسول الحنفی القادری البرکاتی العثمانی البدایونی بلند فرمائے حق تعالیٰ ان کے مقام کو اعلیٰ علیین میں۔ (اکمل التاریخ جلد دوم ص ۱۴۷)

حضرت سیف المسلول مولانا فضل رسول بدایونی کے انتقال ۱۲۷۹ھ کے بعد ان کے فرزند حضرت محب رسول مولانا عبدالقادر قادری بدایونی سجادہ نشین سلسلہ عالیہ قادریہ بدایوں ہوئے۔ انہوں نے مروجہ علوم کی تعلیم مولانا نور احمد بدایونی سے حاصل کی معقولات کی تحصیل مولانا فضل حق خیرآبادی سے حاصل کی۔ بیعت و خلافت اپنے والد حضرت سیف المسلول سے حاصل کی۔ ایک زمانہ ان سے مستفید ہوا۔ ان کے تلامذہ و خلفاء کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ صاحبزادگان مارہرہ میں حضرت شاہ ابوالحسین نوری رحمۃ اللہ علیہ۔ حضرت اسمٰعیل حسن اور شاہ حسین حیدر ان کے تلامذہ میں خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ حضرت شاہ ابوالحسین نوری میاں کے سوانح نگار مولوی غلام شبر صاحب اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔

حضرت مولانا مولوی محمد عبدالقادر صاحب عثمانی بدایونی خلف ارشد شاگرد رشید و مرید و خلیفہ و صاحب سجادہ حضرت مولانا سیف المسلول مولوی فضل رسول صاحب عثمانی بدایونی جامع علوم ظاہری و باطنی تھے صاحبزادگان حضرت مارہرہ سے خاص محبت و ادب رکھتے تھے اکثر صاحبزادگان کو مولانا مرحوم سے تلمذ اور آپ کو اس نعمت کے حصول کا فخر حاصل تھا صاحبزادہ سید حیدر حسین زید مجدہم۔ صاحبزادہ سید شاہ ظہور حیدر صاحب صاحبزادہ حاجی سید اسمٰعیل حسن زید مجدہم۔ حضور سید شاہ مہدی حسن صاحب سجادہ برکاتیہ دامت برکاتہم صاحبزادہ سید ارتضا حسین صاحب زید مجدہم صاحبزادہ سید اولاد رسول محمد میاں صاحب دامت برکاتہم۔ آپ مولانا

عبدالمقتدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں نے مدرسہ قادریہ حضور مولانا رحمۃ اللہ علیہ میں قیام فرماکر علوم درسیہ مولانا مرحوم (مولانا عبدالقادر بدایونی) اور دیگر حضرات مدرسین مدرسہ عالیہ سے پڑھے۔۔۔۔ اکثر مسائل فقہ و کلام میں حسب ہدایت حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ حضور اقدس مولانا مرحوم سے مشورت فرماتے اور اپنی تصانیف کو بغیر مشورہ و معائنہ حضور مولانا عبدالقادر بدایونی طبع کی اجازت نہ دیتے۔۔۔۔۔۔ حضور اقدس شاہ ابوالحسین نوری میاں) مولانا مرحوم (مولانا عبدالقادر بدایونی) کو استادی فرماتے اور ادب استادانہ فرماتے۔۔۔۔۔ صد بار حضرت اقدس قدس سرہٗ کی زبان مبارک سے لفظ استاذی سنا اور نوازش ناجات میں لکھا دیکھا ہے۔

حضرت تاج الفحول اور حضرت شاہ ابوالحسین نوری میاں میں بڑے مخلصانہ تعلقات تھے۔ مولوی غلام شبیر صاحب لکھتے ہیں۔

"الحق کہ دونوں حضرات میں عجب محبت و خصوصیت تھی کوئی کام دینی و دنیوی مولانا مرحوم بغیر مشورہ حضور اقدس قدس سرہٗ کے نہ فرماتے"

شاید یہاں یہ ذکر بھی بے محل نہ ہو کہ تاج الفحول مولانا عبدالقادر اور حضرت مولانا علامہ شاہ احمد رضا خاں بریلوی میں بھی خصوصی تعلقات تھے۔ ان دونوں حضرات کے متحدہ محاذ نے تحریک ندوہ کو سخت مشکلات پیدا کیں۔ مولانا علامہ شاہ احمد رضا خاں بریلوی بعض علمی معاملات میں حضرت تاج الفحول سے مشورہ بھی فرماتے تھے اور اس سلسلہ میں اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا بدایوں میں کئی کئی روز قیام رہتا تھا۔ جس علمی مسئلہ میں مشورہ مقصود ہوتا تھا اس کے متعلق فاضل بریلوی پہلے سے حضرت مولانا تاج الفحول کو لکھ دیتے تھے۔ حضرت تاج الفحول اس مسئلہ سے متعلق تیاری فرمالیتے اور حوالہ جات کی کتب فراہم رکھتے تھے۔ حضرت فاضل بریلوی نے قصیدہ چراغ انس میں حضرت تاج الفحول مولانا عبدالقادر بدایونی کو جو خراج عقیدت و محبت پیش کیا ہے اس میں سے چند اشعار درج ذیل ہیں۔

☆

اے امام الہدیٰ محب رسول — دین کے مقتدیٰ محب رسول!
نائب مصطفےٰ محب رسول — صاحب اصطفےٰ محب رسول
زبدۃ الاتقیاء محب رسول — عمدۃ الاذکیاء محب رسول
آج قائم ہے دم قدم سے ترے — دین حق کی بناء محب رسول
نہ تو مجھ سے جدا نہ میں تجھ سے جدا — میں ترا تو مرا محب رسول
غلطی کی ترا اسیر اکیا — تو من و من تو یا محب رسول
یہ بھی تیرے کرم سے ہے ورنہ — من کجاؤ تو کجا محب رسول
میں کہاں اور کہاں تعالی اللہ — تیری مدح و ثناء محب رسول
تیری نعمت کا شکر کیا کیجے — تجھ سے کیا کیا ملا محب رسول
اور تو اور شیخ تجھ سے ملا — اس سے بڑھ کر ہے کیا محب رسول
اس کے در تک رسائی تجھ سے ملی — تو ہوا رہنما محب رسول
مجھ پہ واجب ہے تیرا شکر نعم — تجھ پہ لازم دعا محب رسول
خلد میں زیر ظل غوث کریم — رہیں یکجا رضا محب رسول

۱۳۱۹ھ میں تاج الفحول مولانا شاہ عبد القادر بدایونی کا وصال ہوا ان کے بعد فرزند سعید مطیع الرسول مولانا شاہ عبد المقتدر مسند نشین درگاہ قادریہ ہوئے۔ حضرت تاج الفحول نے ماہ جمادی الثانی ۱۳۱۹ھ میں علماء کرام اور مشائخ عظام کی موجودگی میں رسم سجادہ نشینی ادا کی۔ حضرت شاہ ابوالحسین نوری میاں خرقہ پہنایا اور خود سب سے پیشتر نذر سے سرفراز فرمایا۔ مولوی سدید الدین شائق فرماتے ہیں

درۃ التاج سعادت شاہ عبد المقتدر — زینت سجادہ ہوا وہ گوہر یکدانہ آج
اچھے اچھوں نے پہنایا ہے فقیرانہ لباس — کیا رفیع المرتبت ہے صولت شاہانہ آج
ہے ید اللّٰہی ضیاء آل رسول ہے جھلک — آل احمد نے دیا ہے خلعت شاہانہ آج
بوالحسین ہاتھ سے رنگت دوبالا ہو گئی — احمد نوری سے ہے پرنوریہ کاشانہ آج
آل احمد شاہ حمزہ حضرت آل رسول — نعمت دولت و سروری یہ ہاتھ سے ملنے دانہ آج

عینِ حق اور مظہرِ حق حضرت فضل رسول　　سب کا مظہر ہوگئی یہ صورت جانانہ آج

حضرت مطیع الرسول مولانا شاہ عبد المقتدر سلف کی یادگار تھے۔ ان کے زمانے میں فیوض و برکات کا خوب اجراء ہوا۔ درس و تدریس اور تبلیغ و ارشاد کا خوب ہنگامہ برپا رہا۔ ساکنان مارہرہ سے مولوی سید ارتضاء حسین۔ مولوی سید محمد عالم۔ مولوی حبیب الٰہی اور مولانا محمد میاں صاحب ان کے تلامذہ میں سے تھے ۲۵ محرم ۱۳۳۴ھ کو حضرت مطیع الرسول رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا۔ ان کے بعد سیدی و مولائی ابی و آقائی عاشق الرسول مولانا شاہ عبد القدیر مسند نشین آستانہ عالیہ ہوئے۔ حضرت عاشق الرسول قدس سرہٗ نے علوم متداولہ کی تحصیل حضرت مطیع الرسول قدس سرہٗ سے پائی۔ کچھ مدت خاتم الاکابر مولانا برکات احمد ٹونکی اور مولانا عبد العزیز رامپوری (تلامذہ مولانا عبد الحق خیرآبادی) کی خدمت میں بھی تحصیل علم فرمائی۔ ۱۷ رجمادی الاول ۱۳۳۳ھ کو حضرت اقدس مطیع الرسول مولانا عبد المقتدر قدس سرہٗ نے اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔ حضرت مولانا شاہ اسمٰعیل حسن صاحب مارہروی نے خلافت نامہ پڑھ کر مجمع میں سنایا۔ حضرت مطیع الرسول قدس سرہٗ کے وصال کے بعد جب رسم سجادہ نشینی عمل میں آئی تو سب سے پہلے مولانا عبد الماجد بدایونی مرحوم اور مولانا سلیمان اشرف بہاری نے نذر سجادگی پیش کی۔

حضرت عاشق الرسول مولانا شاہ عبد القدیر جب حیدرآباد دکن میں مفتی اعظم کے عہدے پر فائز ہوئے اور وہاں دینی خدمات انجام دیتے رہے۔ ممالک اسلامیہ خصوصاً بلاد عرب و عراق کی زیارات کیں۔ بغداد مقدس کی حاضری کبھی ناغہ نہیں ہوئی انضمام ریاست حیدرآباد کے بعد پنشن ملتی رہی۔ ۳۱ مارچ ۱۹۶۰ء بروز پنجشنبہ آپکا وصال ہوا۔ درگاہ قادریہ میں دفن ہوئے۔ اب عزیز محترم مولانا شاہ حافظ عبد الحمید سالم میاں صاحب مدظلہ العالی مسند نشین سجادہ عالیہ قادریہ بدایوں ہیں۔ متعنا اللہ بطول حیاتہ

مارہرہ اور بدایوں کے تعلقات کا ایک ہلکا سا نقشہ پیش کیا گیا ہے۔ زمانہ کے انقلاب اور حالات زمانہ نے ہر شعبہ حیات میں ایسی افراتفری اور بدنظمی پیدا کر دی ہے کہ سارے معاملات درہم برہم ہو کر رہ گئے ہیں۔ کتب خانے برباد ہو گئے بزرگوں کی تصانیف

اور علمی ذخائر ہندوستان میں رہ گئے۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ۔ جو اپنے اکابر و اسلاف کی تصانیف کو شائع و طبع کرتے رہتے ہیں۔ مکرمی و محترمی مولوی محمد ایوب قادری۔ ایم۔ اے لیکچرار اردو کالج کراچی نے اس سلسلہ میں کئی مقالے اور کتابیں شائع کی ہیں۔ ان ہی کی کوشش سے حضرت شاہ ابوالحسین نوری میاں کے حالات کا یہ رسالہ شائع ہو رہا ہے جو مخدومی مولوی غلام شبر بدایونی مرحوم کی تصنیف ہے۔ مولوی غلام شبر بدایونی حضرت شاہ ابوالحسین نوری میاں کے خاص مریدوں میں سے ہیں۔ انہوں نے یہ حالات بہت محنت، محبت اور عقیدت سے لکھے ہیں۔ مولوی محمد ایوب قادری صاحب کے پاس اس گرانقدر تصنیف کا خطی نسخہ تھا جس کو وہ شائع کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم سب اس کتاب سے مستفید ہوں۔

فقط

عبدالمجید اقبال

۸۴۹۔ پیر الٰہی بخش کالونی کراچی ۵

یہ کتاب محمد اسلم علوی مالک کتب خانہ علویہ رضویہ نے راست گفتار پریس لائلپور سے چھپوا کر سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ ڈجکوٹ روڈ سے شائع کی

مقدمہ

آل احمد ایوب قادری ایم اے

شاہ ابوالحسین نوری میاں بن شاہ ظہور حسین مارہروی ۱۲۵۵ھ ۱۸۳۹ء میں مارہرہ میں پیدا ہوئے چونکہ ان کے والد کا بچپن میں ۱۲۶۶ھ میں انتقال ہوگیا تھا اس لئے میاں صاحب کی تعلیم و تربیت تمام تر ان کے جد امجد شاہ آل رسول مارہروی (ف ۱۲۹۶ھ) کے زیر سایہ ہوئی۔ انہوں نے علوم مروجہ کی تعلیم و تحصیل مختلف اساتذہ سے کی جن میں مولوی فضل اللہ جلیسری (ف ۱۳۰۱ھ) اور مولوی حسین شاہ بخاری وغیرہ خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ روحانی تربیت ان کے جد امجد شاہ آل رسول نے فرمائی اس کے علاوہ بعض امور کی اجازت شاہ علی حسین مراد آبادی۔ مولوی احمد حسن مراد آبادی (ف ۱۲۸۸ھ) اور شاہ تنکا شاہ نے بھی پائی۔ ۱۲ ربیع الاول ۱۲۶۷ھ کو شاہ آل رسول نے اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔

شاہ ابوالحسین نوری میاں صاحب کا حلقہ بیعت و ارشاد بہت وسیع تھا۔ روہیل کھنڈ کے اضلاع بدایوں و بریلی و فرخ آباد وغیرہ میں ان کے مریدوں کی بہت کثرت تھی۔ حضرت میاں صاحب نے تذکیر و ارشاد کے فرائض بخوبی انجام دئے۔ میاں صاحب کو تصنیف و تالیف کا بھی ذوق تھا متعدد کتابیں مثلاً الجسر المصطفےٰ فی عقائد ارباب سنۃ المصطفےٰ تحقیق التراویح۔ دلیل الیقین من کلمات العارفین۔ سراج العوارف فی الوصایا و المعارف اور النور البہا فی اسانید الاحادیث و سلاسل اولیاء وغیرہ مطبوع و مشہور ہیں۔ میاں صاحب کا انتقال ۱۱ رجب ۱۳۲۴ھ ۱۳ اگست ۱۹۰۶ء کو مارہرہ میں ہوا۔

میاں صاحب کے تعلقات مولانا عبدالقادر بدایونی (ف ۱۹۰۱ء) اور مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی (ف ۱۹۲۱ء) سے بہت مخلصانہ تھے۔ مولانا عبدالقادر بدایونی کو تو وہ مثل اپنے استاد کے سمجھتے تھے اور تمام مسائل میں انکی رائے سے موافقت فرماتے تھے

مولوی غلام شبیر بدایونی (ف ۱۹۲۷ء) اسی کتاب میں لکھتے ہیں۔

"غایت تحقیق و تلاش سے یہ معلوم ہوا کہ اکثر مسائل فقہ و کلام میں حسب ہدایت حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ (شاہ آل رسول مارہروی) حضور اقدس (شاہ ابوالحسین نوری میاں)، مولانا مرحوم (مولانا عبدالقادر بدایونی) سے مشورت فرماتے اور اپنی تصانیف کو بغیر مشورہ و معائنہ حضور مولانا طبع کی اجازت نہ دیتے۔"

اور مولانا عبدالقادر بدایونی بھی حضرت میاں صاحب کے مشورے کے بغیر کوئی کام دینی و دنیوی نہ کرتے تھے۔

مولانا حضرت شاہ احمد رضا خاں بریلوی[5] حضرت میاں صاحب کے پیر و مرشد و

---

[5] اعلیٰحضرت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خان بن مولانا نقی علی خاں ۱۰ شوال المکرم ۱۲۷۲ھ کو شہر بریلی شریف محلہ جنوبی میں پیدا ہوئے۔ پیدائشی نام محمد اور تاریخی المختار ہے۔ آپ کے جد امجد مولانا رضا علی خاں نے آپ کا اسم شریف احمد رضا رکھا۔ خود اعلیٰحضرت نے اپنی ولادت کا سن ہجری اس آیت سے نکالا ہے۔ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِّنْهُ۔ (یہ ہیں وہ لوگ جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا ہے اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد فرمائی ہے۔

نیز فرمایا کرتے تھے اگر میرے دل کے دو ٹکڑے کر دیئے جائیں تو خدا کی قسم ایک پر لکھا ہوگا لا الٰہ الا اللہ اور دوسرے پر لکھا ہوگا محمد رسول اللہ۔ اور آپ ابھی چار سال کے تھے کہ قرآن پاک ناظرہ ختم کر لیا۔ چھ سال کی عمر میں ربیع الاول کی تقریب میں منبر پر رونق افروز ہو کر بہت بڑے مجمعے کی موجودگی میں میلاد شریف پڑھا۔ اردو فارسی پڑھنے کے بعد میزان منشعب وغیرہ کی تعلیم جناب مرزا غلام قادر بیگ علیہ الرحمۃ سے حاصل کی۔ پھر تمام دینیات کی تعلیم اپنے والد ماجد امام المتکلمین نقی علی خاں رضی اللہ عنہ سے مکمل کی۔ تیرہ ۱۳ برس دس مہینے ہی کی عمر میں تفسیر۔ حدیث۔ کلام۔ فقہ۔ اصول معانی۔ بیان۔ تاریخ۔ جغرافیہ۔ حساب۔ منطق اور فلسفہ وغیرہ جملہ علوم نقلیہ و عقلیہ کی تکمیل کر کے

وجد امجد حضرت شاہ آل رسول مارہروی کے مرید و خلیفہ تھے اور ان کو خود حضرت میاں صاحب سے بھی اجازت و خلافت حاصل تھی لہذا وہ حضرت میاں صاحب کی غایت درجہ تعظیم و تکریم فرماتے تھے جیسا ان کا قصیدہ نوری دال ہے۔ حضرت میاں صاحب کی منقبت میں

سہ ۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ میں سند فراغت حاصل کی اور اسی دن مسئلہ رضاعت کے متعلق فتویٰ لکھ کر اپنے والد ماجد کی خدمت میں پیش کیا جو بالکل صحیح تھا والد ماجد نے ذہن نقاد و طبع وقاد دیکھ کر اسی وقت سے فتویٰ نویسی کا کام آپکے سپرد کر دیا اور آپ کے وہبی علوم کسبی علوم پر غالب تھے۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں میں اپنی مسجد کے سامنے کھڑا تھا اور میری عمر 3½ ساڑھے تین سال کی ہوگی ایک صاحب عربی لباس پہنے ہوئے تشریف لائے دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ عربی ہیں انہوں نے مجھ سے عربی میں گفتگو کی میں نے ان سے فصیح عربی میں گفتگو کی پھر اس بزرگ ہستی کو کبھی نہیں دیکھا آٹھ برس کی عمر میں فن نحو کی مشہور کتاب ہدایۃ النحو پڑھی اور خداداد علم کے زور کا یہ عالم تھا کہ اس ننھی عمر میں ہدایۃ النحو کی شرح عربی زبان میں لکھ ڈالی نیز کتاب کا صرف چوتھا حصہ استاد سے پڑھتے تھے اور باقی خود سنا دیتے تھے اور پچاس علوم میں کتابیں لکھیں اور بہت سے مردہ علوم کو مثلاً علم جفر۔ تکسیر، ہیئت اور نجوم کو زندہ کیا ایک دفعہ ڈاکٹر سر ضیاء الدین صاحب جو علم ریاضی میں جرمن۔ انگلینڈ وغیرہ ممالک کی ڈگریاں اور تمغہ جات حاصل کئے ہوئے تھے اعلیٰحضرت کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہوئے۔ اعلیٰحضرت نے اپنا ایک قلمی رسالہ جس میں مثلث اور دائرہ کے اشکال بنے ہوئے تھے ڈاکٹر کو دکھایا جس کو دیکھتے ہی ڈاکٹر حیرت و استعجاب میں ہو گئے اور بولے کہ میں نے اس علم کو حاصل کرنے کے لئے بارہا غیر ممالک کے سفر کئے مگر یہ باتیں کہیں بھی حاصل نہیں ہوئیں میں تو اس وقت اپنے آپ کو طفل مکتب سمجھ رہا ہوں مہربانی فرما کر یہ بتائیں کہ اس فن میں آپ کا استاد کون ہے۔ اعلیٰحضرت نے ارشاد فرمایا کہ میرا کوئی استاد نہیں ہے میں نے اپنے والد ماجد علیہ الرحمہ سے جمع تفریق۔ ضرب تقسیم کے محض چار قاعدے صرف اس لئے سیکھ لئے تھے کہ ترکہ کے مسائل میں انکی ضرورت پڑتی ہے۔ شرح چغمینی شروع کی تھی کہ حضرت والد صاحب نے فرمایا کہ اس میں وقت کیوں صرف کرتے ہو۔ مصطفے پیارے کی بارگاہ سے یہ علوم تمکو خود ہی سکھا دیئے جائیں گے چنانچہ یہ جو کچھ دیکھ رہے ہیں مکان

(باقی اگلے صفحہ پر)

حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب ۔ بریلوی نے ایک اور قصیدہ بھی لکھا ہے جسکا مطلع ہے۔

برتر قیاس سے ہے مقام ابوالحسین سدرہ سے پوچھو رفعت بام ابوالحسین

حضرت شاہ ابوالحسین نوری میاں صاحب نے اپنے زمانے میں تفضیلیت اور شیعیت کا رد بلیغ فرمایا خاص طور سے تفضیلیت کی خوب بیخ کنی کی اور انکی سرپرستی میں بدایوں میں مولانا عبدالقادر بدایونی اور بریلی میں حضرت علامہ شاہ احمد رضا خان بریلوی نے شیعیت اور تفضیلیت کے خلاف محاذ قائم کیا یہاں ہم ان کی کوشش کا جائزہ لیں گے

حضرت میاں صاحب کے بزرگوں میں میر عبدالواحد بلگرامی (ف ۱۰۱۷ھ) نامور شیخ طریقت گذرے ہیں. وہ اکبری دور کے مشہور بزرگ ہیں. اکبر کا دور الحاد و بد مذہبی کا دور تھا. عقائد فاسدہ اور ادیان باطلہ کی گرم بازاری تھی اس زمانے میں شیعیت و تفضیلیت کو بھی خوب فروغ ہوا. سرکار و دربار میں اہل ایران کی دھوم تھی. لاہور کا قاضی مشہور شیعہ عالم نوراللہ شوستری (ف ۱۰۱۹ھ) مقرر ہوا. اکبر کے مصاحبین میں ابوالفضل (ف ۱۰۱۱ھ) اور فیضی (ف ۱۰۰۴ھ) جیسے آزاد خیال حضرات شامل تھے کہ اکبر خود مجتہد وقت بن بیٹھا. شیعیت و تفضیلیت کی گرم بازاری کے سلسلہ میں ملا عبدالقادر بدایونی نے اپنی شہرہ آفاق کتاب منتخب التواریخ میں کہیں اشارے اور کہیں تفصیل بیان کی ہے

کی چار دیواری کے اندر بیٹھا خود ہی کرتا رہتا ہوں۔ یہ سب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کرم ہے اسکے بعد کشور اشاریہ متوالیہ کا ذکر چل پڑا ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ صرف تیسری قوت کا سوال حل کیا جا سکتا ہے اس پر اعلیٰحضرت نے مولانا بدرالدین اور سید قناعت علی کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ میں نے ان دونوں بچوں کو کچھ قاعدے سکھا دئے ہیں آپ انہیں جس قوت کا سوال دیدیں انشاء اللہ پہچے حل کر دیں گے ڈاکٹر صاحب محو حیرت ہو کر منہ تکنے لگے۔ اور فن توقیت۔ میں اعلیٰحضرت کا یہ عالم تھا کہ سورج آج کب نکلے گا اور کب ڈوبے گا اسکو بلا تکلف معلوم کر لیتے. اور سورج دیکھکر گھڑی ملا لیا کرتے تھے اور وقت بالکل صحیح ہوتا ایک منٹ کا بھی فرق نہ پڑتا تھا. اختصار کرتا ہوں تفصیل سوانح اعلیٰحضرت میں دیکھیں۔

اسی طرح ملا بدایونی کی دوسری کتاب نجات الرشید میں بھی شیعیت و تفضیلیت کی گرم بازاری کی جھلکیاں ملتی ہیں۔

حضرت میر عبدالواحد بلگرامی نے اپنی مشہور کتاب سبع سنابل کے پہلے سنبلہ میں شیعیت و تفضیلیت کا رد کیا ہے اور تفضیلیت کا تو تار پود بکھیر دیا ہے۔ میر عبدالواحد بلگرامی فرماتے ہیں لہ

اجماع دارند کہ افضل از جملہ بشر بعد انبیاء ع ابوبکر صدیق است و بعد از وے عمر فاروق است و بعد از وے عثمان ذی النورین است و بعد از وے علی مرتضٰے است رضی اللہ تعالےٰ عنہم و بعد ایشاں تتمہ مبشرہ است

(محدثین و فقہاء و صوفیہ) اجماع رکھتے ہیں کہ انبیاء ع کے بعد تمام انسانوں سے افضل ابوبکر صدیق ہیں اور ان کے بعد عمر فاروق اور ان کے بعد عثمان ذی النورین اور ان کے بعد علی مرتضٰے ہیں رضی اللہ عنہم اور بقیہ عشرہ مبشرہ ہیں۔

پھر فرماتے ہیں ٢ہ

پس چوں اجماع صحابہ کہ انبیاء صفت اند بر تفضیل شیخین واقع شد و مرتضٰی نیز دریں اجماع متفق و شریک بود مفضلہ در اعتقاد وخود غلط کردہ است .... مفضلہ گمان بردہ است کہ نتیجہ محبت با مرتضٰے تفضیل اوست بر شیخین و نمی دانند کہ ثمرۂ محبت موافقت است باو نہ مخالفت کہ چوں مرتضٰے افضل شیخین و ذی النورین

پس جب جملہ صحابہ کا اجماع کہ جو انبیاء صفت ہیں شیخین کی تفضیل پر ہو گیا اور مرتضٰے بھی اس اجماع میں ان سے متفق اور شریک تھے تو تفضیلیوں نے اپنے اعتقاد (تفضیل مرتضٰی بر شیخین) میں غلطی کی ہے۔ تفضیلیوں نے گمان کیا ہے کہ مرتضٰے کی محبت کا نتیجہ ان کو شیخین پر فضیلت دینا ہے وہ یہ نہیں جانتے کہ محبت کا ثمرہ (حضرت علیؓ) کی موافقت

لہ سبع سنابل از میر عبدالواحد بلگرامی (مطبع نظامی کانپور سنہ ۱۳۰۰ھ) صفحہ نمبر ۷

٢ہ سبع سنابل صفحہ نمبر ۱۷

را بر خود روا داشت و اقتدا بایشاں کرد و حکمہائے عہد خلافت ایشاں را امتثال فرمود شرط محبت باو آں باشد کہ در راہ و روش باو موافق باشد نہ مخالف ۔

ہے نہ کہ ان کی مخالفت جب خود مرتضیٰ نے شیخین اور ذی النورین کا فضل اپنے اوپر روا رکھا اور ان کی اقتداء کی اور ان کے زمانۂ خلافت کے حکموں کو مانا تو ان (حضرت علیؓ) کے ساتھ شرط محبت یہ ہے کہ ان کی راہ و روش میں ان کے موافق رہیں نہ کہ مخالف ۔

مفضلہ کو تنبیہ فرماتے ہیں کہ [1]

ایں ملعون سیاہ رو بر خلاف اجماع آں اصحاب مبادرت می کند و از فرمودہ خدا و رسول بیروں می رود و می پندارد کہ محبت مرتضیٰ علی را می پرورد ہم طرفہ احمق است کہ مخالفت مرتضیٰ را محبت تصور کردہ است کہ فرمودۂ خدا و رسول و اجماع صحابہ نپذیرد و عقیدہ فاسد و تصورے باطل پیش گیرد بجز کفر در کفر و ضلالت در ضلالت نباشد روایاتے و مسائلے کہ مخالف و مزاحم اجماع اصحاب است سر بسر نامسموع و نامقبول و ناصواب ۔

یہ ملعون روسیاہ اجماع صحابہ کے خلاف جرأت کرتا ہے اور خدا اور رسول کے فرمودے سے باہر جاتا ہے اور پھر یہ سمجھتا ہے کہ میں مرتضیٰ علی سے محبت رکھتا ہوں۔ عجیب احمق ہے کہ مرتضیٰ کی مخالفت کو ان کی محبت سمجھتا ہے کہ خدا اور رسول کا فرمودہ اور صحابہ کا اجماع نہیں مانتا اور عقیدہ فاسد اور تصور باطل (تفضیل مرتضیٰ بر شیخین) کو اگر ابنالیا ہے اسکا نتیجہ کفر میں کفر اور گمراہی میں گمراہی کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ وہ روایات و مسائل کہ جو اجماع اصحاب کے مخالف و مزاحم ہوں وہ سر بسر نامسموع ۔ نامقبول اور ناصواب ہیں ۔

---

[1] سبع سنابل صفحہ نمبر ۱۴

میر عبدالواحد بلگرامی تفضیلیوں کے اس شبہ کا ازالہ فرماتے ہیں کہ اگر علی افضل نہ ہوتے تو بیعت و طریقت کے مشہور و متداول سلسلے ان سے کیوں چلتے۔ یہ شبہات وہ تفضیلی پیش کرتے ہیں کہ جو پیری مریدی کا پیشہ کرتے ہیں۔ میر صاحب لکھتے ہیں [1]

بسبب آنکہ ایں خلفاء ہیچ کس را خلیفہ نگرفتہ اند تا بجائے رسول علیہ السلام بنشانند زیرا کہ تا بود آں خلفائے رسول خلفائے خلفاء را آں استحقاق نباشد کہ بجائے رسول بنشینند وچوں خلافت بمرتضٰے علی تمام شد ضرورةً او حسن بصری را خلیفہ گرفت و بجائے خود بنشاند و از خانوادہ ہا پیدا آمد کہ بمرتضٰے علی می رسد پس تاخیر مرتضٰے در نوبت خلافت سبب رجوع خانوادہ ہا گشت و اگر ازیں خلفائے دیگرے متاخر بودے مرجع خانوادہ ہا ہموں گشتے۔

اسکا سبب یہ ہے کہ ان خلفاء نے کسی کو اپنا خلیفہ نہیں بنایا کہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ بٹھاتے اس لیے خود رسول اللہ کے خلفاء کی موجودگی میں خلفاء کے خلفاء کو یہ استحقاق نہیں تھا کہ وہ رسول اللہ کی جگہ بیٹھتے اور جب خلافت مرتضٰی علی پر تمام ہو گئی تو ضرورةً انہوں نے حسن بصری کو خلیفہ بنایا اور اپنی جگہ بٹھایا اور ان سے خانوادہ ہائے بیعت پیدا ہوئے۔ کہ جو مرتضٰی علی تک پہنچتے ہیں پس خلافت کے اعتبار سے حضرت علی کا موخر ہونا خانوادہ ہائے وطریقت کے ان کی طرف راجع ہونے کا سبب ہوا اور اگر ان خلفاء میں سے کوئی متاخر ہوتا تو ان خانوادوں کا مرجع وہی ہوتا

میر عبدالواحد بلگرامی مفضلہ سادات کے اس شبہ کا بھی جواب دیتے ہیں کہ چونکہ علی ہمارے دادا ہیں لہذا ہم ان کو افضل الخلفاء شمار کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں۔ [2]

اے برادر فضیلت فضل بخشی نہ بدست ایں سادات فضول است تا ہر کرا خواہند

اے بھائی! کسی کو فضل بخشنے کی فضیلت ان سادات فضول کے قبضۂ قدرت میں

---

[1] سبع سنابل صفحہ نمبر ۸

[2] سبع سنابل صفحہ نمبر ۹

فضل و ہند یکے را بر دیگرے فضل نہ کند
بَلْ ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ
اے عزیز فضائل ایشاں تو چہ دانی و چہ شناسی
مؤلف راست

نہیں ہے تاکہ جسے چاہیں یہ فضل دے سکیں اور ایک کو دوسرے پر فضیلت دے دیں۔ بلکہ یہ اللہ کا فضل ہے جسے وہ چاہتا ہے دیتا ہے۔ اے عزیز! ان کے فضائل کو تو کیا جانے اور کیا پہچانے۔ مؤلف کہتا ہے۔

قطعہ

فضائل خلفاء جبرئیل الف سنہ ‏ ‏ ‏ گرش بگوید گفتن تمام نتواند
توافتی از خرد تنگ حوصلہ دریے ‏ ‏ ‏ کہ جز خدا دگرے فضل شاں نمی داند

میر عبد الواحد بلگرامی جس زمانے میں سبع سنابل لکھ رہے تھے اسی زمانے میں مفضلہ سادات اس مسئلہ کو بہت زور سے بیان کرتے تھے کہ جملہ سادات عالم خاص و عام کے لئے دخول بہشت اور خیریت خاتمہ کا حکم قطعی ہے۔ چاہے وہ مرتکب کبائر ہوں خواہ مبتلائے حرام خواہ تارک صلوٰۃ ہوں خواہ تارک صیام مگر ان کے خیریت اختتام کا حکم قطعی ہے کیونکہ وہ فرزندان رسول علیہ السلام ہیں۔ حضرت میر بلگرامی نے ان کا رد بلیغ فرمایا ہے اور ان کو تنبیہ کی ہے ؎[1]

ایں ہمہ بر اعتماد نسبت مرتضیٰ علی می گویند و شرف و فضل رسول علیہ السلام را بہانہ و وسیلہ می جویند کفر را از ایماں نشناسند و از خوف خداوند تعالیٰ نہراسند و بالجملہ سادات را نسبت فرزندی با مرتضیٰ علی نسبتے است قوی کہ فرزندان صلبی ہستند و نیز ایشاں را

(مفضلہ) یہ ساری باتیں مرتضیٰ علی کی نسبت کے اعتماد پر کہتے ہیں اور رسول علیہ السلام کے شرف و فضل کا بہانہ اور وسیلہ ڈھونڈتے ہیں (یہ لوگ) ایمان کے مقابلے میں کفر کو نہیں پہچانتے اور خداوند تعالیٰ کے خوف سے نہیں ڈرتے۔ مختصر یہ کہ مرتضیٰ علی سے سادات

؎[1]: سبع سنابل صفحہ ۲۱، ۲۲

نسبت فرزندی بارسول است اما نسبتے ضعیف کہ فرزندان دختری ہستند۔

کی نسبت فرزندی قوی ہے کیونکہ (وہ) انکی صلبی اولاد ہیں اور ان کو رسول (علیہ السلام) سے بھی نسبت فرزندی ہے لیکن یہ نسبت کمزور ہے کہ وہ بیٹی کی اولاد ہیں۔

آگے چل کر فرماتے ہیں [1]

اگر عقیدہ خیریت خاتمت بالقطع بالکائے شرف مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم دارند کہ خود را از فرزندان او علیہ الصلوٰۃ والسلام می شمارند این نیز باطل است زیرا کہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام با فاطمہ کہ فرزند صلبی وحقیقی بود خطاب کرد لَا تَتَّکِیْ اِنِّیْ بِنْتُ رسول اللہ اعملی اعملی اعملی۔ ایں خطاب بریں سادات کہ فرزندان غیر صلبی وغیر حقیقی ہستند بطریق اولیٰ وارد ست

اگر (مفضلہ) خیریت خاتمہ کا عقیدہ قطعی طور سے شرف مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھروسے پر رکھتے ہیں تو یہ بھی باطل ہے کیونکہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فاطمہ سے کہ جو صلبی اور حقیقی اولاد تھیں خطاب فرمایا کہ لا تتکی انی بنت رسول اللہ اعملی اعملی اعملی۔ یہ خطاب ان سادات پر کہ جو (رسول اللہ) کی غیر صلبی اور غیر حقیقی اولاد ہیں بطریق اولیٰ وارد ہے۔

حضرت بلگرامی ایک طویل مقدمہ کے بعد اہل بیت کے سلسلہ میں یہ تحقیق فرماتے ہیں کہ [2]

باید دانست کہ مردم اہل بیت سہ قسم اند۔ قسمے اصل اہل بیت اند۔ قسمے داخل در اہل بیت وقسمے لاحق با اہل بیت۔ اما اصل اہل بیت سیزدہ تن اند نہ ازواج وچہار دختر داخل ایشاں (اہل بیت) سہ تن

جاننا چاہیئے کہ اہل بیت کی تین قسمیں ہیں ایک قسم "اصل اہل بیت" کی ہے۔ ایک قسم "داخل در اہل بیت" کی ہے۔ اور ایک قسم "لاحق با اہل بیت" کی ہے لیکن "اصل اہل بیت" تیرہ شخصیتیں ہیں۔ نو ازواج مطہرات اور

[1] سبع سنابل صفحہ ۲۵، ۲۶۔
[2] سبع سنابل صفحہ ۳۰

اند مرتضیٰ علی و حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ولاحق باہل بیت کسانے اند کہ خداوند تعالیٰ ایشاں را از رجس و معاصی بکلی پاک گردانیدہ است و کمالیت تقویٰ و طہارت بخشیدہ خواہ سادات باشند خواہ غیر سادات چنانکہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اگرچہ سید نبود ولیکن بسبب کمال طہارت از رجس لاحق باہل بیت شد و قال علیہ الصلوٰۃ والسلام سلمان منا اھل البیت

چار صاحبزادیاں[۴] "داخل در اہل بیت" تین حضرات ہیں، مرتضیٰ علی، حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ اور "لاحق باہل بیت" وہ لوگ ہیں کہ خداوند تعالیٰ نے ان کو برائیوں اور گناہوں سے کلی طور سے پاک فرمادیا ہے اور ان کو کمال درجہ تقویٰ اور طہارت بخشا ہے چاہے سادات ہوں یا غیر سادات، چنانچہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اگرچہ سید نہ تھے لیکن وہ برائی سے پورے طور سے پاک ہونے کی وجہ سے "لاحق باہل بیت" تھے اور حضور علیہ السلام نے فرمایا سلمان منا اھل البیت

آخر میں لکھتے ہیں [۱]

پس کمالیت ایمان بسبب کمالیت طہارت است نہ بسبب نسبت سیادت و اگر در سیادت طہارت نباشد نسبت منقطع شود و پیوند ساقط گردد چنانکہ از پسر نوح علیہ السلام نسبت پدری و پسری برافتاد

پس ایمان میں کمال کا ہونا پاکیزگی (تقویٰ) میں کامل ہونے کی وجہ سے ہے۔ سیادت کی نسبت کی وجہ سے نہیں ہے۔ اگر سیادت میں تقویٰ نہیں ہے تو نسبت منقطع ہو جاتی ہے اور تعلق ختم ہو جاتا ہے جیسے کہ نوح علیہ السلام کے بیٹے کے معاملہ میں باپ بیٹے کی نسبت منقطع ہو گئی۔

اکابر مارہرہ کا یہی مسلک رہا اور انہوں نے ان عقاید کی نشر و اشاعت کی۔ مغل

---

۱ : سبع سنابل صفحہ ۳۱

متاخرین کے دورِ حکومت میں جب مرکزی حکومت کمزور ہوگئی تو نودلر دایرانیوں اور سادات بارہہ کا زور بڑھا اور شیعیت کو بھی فروغ ہوا۔ اودھ کے نوابوں اور بادشاہوں کی وجہ سے اودھ۔ دوآبہ اور روہیل کھنڈ کے علاقے میں شیعیت کو خوب فروغ ہوا۔ جب تک بریلی میں روہیلوں۔ فرخ آباد میں بنگشوں اور نجیب آباد میں نجیب خانی ریاستیں قائم رہیں، اسوقت تک حکومت اودھ کی تبلیغی کوششیں کچھ زیادہ بارآور نہ ہوئیں مگر جب نوابان اودھ کی پالیسی سے ان ریاستوں کا خاتمہ ہوگیا تو پھر بڑے زور شور سے ان علاقوں میں شیعیت وتفضیلیت کا زور بڑھا تاآنکہ خاندان سادات مارہرہ میں بھی شیعیت وتفضیلیت کا شیوع ہوا۔ مولوی سید محمد میاں مارہروی لکھتے ہیں [۲]

> ہمارے اسلاف کرام اور ان کے اخلاف فخام سب بحمداللہ تعالیٰ ہمیشہ سے دین اسلام و مذہب مہذب اہلسنت وجماعت سے آراستہ وپیراستہ چلے آئے تھے اور اپنے اس دین متین ومذہب مہذب میں تعصب و تصلب کو مقبول ومحمود جانتے مانتے اور بتاتے رہتے تھے۔
>
> اور اگرچہ اودھ کی رافضی سلطنت کے قرب واثر سے بلگرام اور اس کے فراح کے مقامات میں رہنے والے بعض ہماری نسل کے منتسبین میں میں شیعیت کا دخل ایک عرصۂ کثیر دراز سے ہوگیا تھا جو بامتداد زمانہ بڑھتا رہا مگر بحمدہ تعالیٰ ہمارے اجداد کرام کے علم وعمل ظاہری و باطنی اور ان کی پختگی دین ومذہب وحفاظت شریعت نے ہمارے مارہرہ کی نسل میں اس ضلالت کو داخل نہ ہونے دیا۔ جہاں تک معلوم ہوتا ہے اول حجامیاں [۳] صاحب لکھنو اور پورب کی صحبتوں سے اس طرف مائل

---

[۱] : تفصیل کے لئے ملاحظہ "فضائل صحابہ واہلبیت" کا مقدمہ از محمد ایوب قادری (پاک اکیڈمی ناظم آباد وحید آباد وکراچی نمبر ۱۸

[۲] : خاندان برکات از مولوی سید محمد میاں صفحہ ۸۱ ، ۸۲ (مطبوعہ حسینی پریس بریلی سنہ ۱۹۲۷

[۳] : حجامیاں کا نام آل امام بن آل برکات ہے سنہ ۱۱۹۴ھ میں پیدا ہوئے ۸ رمضان سنہ ۱۲۴۶ھ کو فوت ہوئے دیکھئے خاندان برکات صفحہ ۲۴ - ۲۵

ہوئے اور اب ان کی باغ پختہ کی نسل کی جو حالت ہے وہ میں اوپر بتا چکا ہوں اور حضرت سید شاہ آل حسین سچے میاں صاحب قدس سرہٗ کے بعد ان کے دوسرے بیٹے سید محمد تقی خاں صاحب سے ان کی نسل میں بھی شیعیت کی کچھ کچھ داغ بیل پڑنا شروع ہوئی اور اب فقیر کے علم میں اس نسل کا کوئی بھی ایسا نہیں جو شیعہ تفضیلی نہ ہو اور ہمارے حضرات کی صاحبزادیوں کی بھی جو نسل مارہرہ سے باہر کوات۔ بلگرام۔ باڑی سانڈی وغیرہ میں ہے ان میں بھی ایک عرصے سے شیعیت گھس گئی ہے

یہ تو خاص مارہرہ کے خاندان برکاتیہ کا حال تھا۔ حضرت شاہ ابوالحسین نوری میاں کے زمانے میں بدایوں میں شاہ دلدار علی مذاق میاں بدایونی[1] نے پیری مریدی کا سلسلہ شروع کیا یہ تفضیلی بزرگ تھے۔ حضرت شاہ فضل غوث بریلوی (ف ۱۳۰۸ھ) کے مرید و خلیفہ تھے۔ اور وہ حضرت شاہ آل احمد اچھے میاں مارہروی (ف ۱۲۳۵ھ) کے خلیفہ تھے مذاق میاں کا مسلک اکابر مارہرہ کے خلاف تھا انہوں نے روہیل کھنڈ میں سب سے پہلے علی مرتضیٰ کا پہلا میلاد شریف "میلاد مصطفوی و مرتضوی" لکھا اور مروج کیا اسی طرح حضرت علی کا ایک سہرا لکھا جو اکثر شادی کے موقعوں پر پڑھا جاتا ہے۔ اسکا پہلا شعر یہ ہے۔

علی نوشہ بنا سہرا بندھا مشکل کشائی کا ملا خلعت نبی سے خلق کی حاجت روائی کا[2]

اور بقول مشہور شیعہ مشنری مولوی لقاء علی حیدری بدایونی (ف ۱۹۶۴ء) یہ سہرا بہت مقبول ہوا۔ حضرت علی کی مدح کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

علی اول علی آخر علی باطن علی ظاہر علی فانی علی باقی بقا مولیٰ علی اعلیٰ[3] (صفحہ ۱۱۲)

نصیری کا نصیر اور بحر و بر میں ناصر بندہ خدا او نا خدا و باخدا مشکل کشا مولیٰ علی اعلیٰ[3] (")

---

[1] دلدار علی مذاق ولد شیخ نثار علی ۱۲۳۵ھ / ۱۸۱۹ء میں بدایوں پیدا ہوئے۔ شاعری میں ذوق دہلوی کے شاگرد تھے ۱۳۱۲ھ میں انتقال ہوا۔ ملاحظہ ہو آئینہ دلدار از ابرار علی (کراچی ۱۹۵۶ء)

[2] آئینہ دلدار صفحہ ۱۵۳ ، ۱۵۴۔

[3] یہ اشعار کلام دلدار علی مذاق مطبوعہ وکٹوریہ پریس بدایوں ۱۳۱۶ھ سے مقتبس ہیں قوسین میں صفحات حوالہ درج ہیں

اخی ہے اور ولی ہے اور وصی ہے والا سبطین — نبی کا خویش زوج فاطمہ مولا علی اعلیٰ (ص۱۱۷)

بارہویں کے بعد جیسے تیرہویں تاریخ ہے — ویسے ہی بعد از نبی اللہ ہے مولیٰ علی (ص۱۱۸)

مادرِ عیسیٰ تھیں گو بیت المقدس میں مقیم — لیکن باہر ابن مریم پارسا پیدا ہوئے (" ")

فاطمہ بنت اسد کے در وزہ جب دم ہوا — سنگ اسود پر وہ نور کبریا پیدا ہوئے (" ")

ظاہر و باطن امام اوّلین و آخرین — بو الائمہ دو جہاں کے مقتدا پیدا ہوئے (ص۱۱۹)

پہلے تھا بیت المقدس قبلہ پھر کعبہ ہوا — باعث تحویل قبلہ پیشوا پیدا ہوئے (ص۱۲۰)

سب نمازی اہل قبلہ سوئے مکہ سر جھکائیں — اس لئے کعبہ میں وہ قبلہ نما پیدا ہوئے (" ")

افتخار ہر ہستی و ہے ولی مولیٰ علی — فخر کل خیر حضرت خیر الوریٰ پیدا ہوئے (" ")

بطن مادر میں نبی سے معنی قرآں کہے — مصحف ناطق ہوئے جب ظاہرا پیدا ہوئے (" ")

جلوہ اول محمد جلوہ ثانی علی — باعث ایجاد عالم فخر انسانی علی (ص۱۲۰)

اوّل۔ آخر۔ ظاہر و باطن ظہور کن فکاں — زینت کون و مکاں و نور امکانی علی (" ")

مظہر نام علی اعلیٰ ہوا مولیٰ علی — ظاہرا نام خدا بندہ خدا کا ہو گیا (ص۱۲۳)

ہے شروع اس سے امامت اور خلافت اس پہ ختم — وہ خلیفہ ابتدا و انتہا کا ہو گیا (ص۱۲۴)

دیکھا جہاں وہاں علی اعلیٰ نظر پڑا — کوئی جہاں میں نہ علی سا نظر پڑا (" ")

کرسی و عرش پر بھی نظر آیا بوتراب — افلاک پر یہ خاک کا پتلا نظر پڑا (" ")

☆

مذاق میاں کے خاندان میں ماہ محرم کے پہلے دس روز زمین پر سوتے ہیں۔ غم حسین میں تمام وہ مراسم ادا کئے جاتے ہیں جو اہل تشیع کرتے ہیں

مذاق میاں کے ہمعصر مولانا عبدالقادر بدایونی (ف سنہ ۱۹۰۱ء) تھے جن کے خاندان میں تین پشت سے سلسلۂ بیعت و ارشاد جاری تھا۔ پھر علم و فضل اور درس و تدریس کے اعتبار سے مدرسہ قادریہ بدایوں کی دور دور شہرت کو دیکھ کر مذاق میاں بدایونی کے بعض مریدین و خلفاء مثل قاضی علی احمد۔ محمود اللہ مذنب مذاقی بدایونی۔ مولوی عبدالحی صفا بدایونی وکیل۔ فضل اکرم فرشوری بدایونی وکیل۔ شیخ اعجاز احمد نوشہ شیخوپوری وغیرہ نے تصنیف و

وتالیف نیز ہر طریقہ سے مذاق میاں کو مولانا عبدالقادر بدایونی کا مقابل اور حریف ٹھہرایا

اسی زمانے میں شاہ نیاز احمد بریلوی (ف ۱۲۵۰ھ ۱۸۳۴ء) کے فرزند اصغر شاہ نصیر الدین عرف چھٹیا والے میاں (ف ۱۳۰۵ھ) نے بدایوں میں اپنا سجادہ اور خانقاہ قائم کی۔ شاہ نصیر الدین کے بڑے بھائی شاہ نظام الدین (ف ۱۳۲۲ھ) بریلی میں صاحب سجادہ تھے۔ بعض اختلاف کی وجہ سے شاہ نصیر الدین اپنی والدہ کو لے کر بدایوں آگئے تھے۔ یہ دونوں سجادے بھی تفضیلی عقائد رکھتے تھے۔ شاہ نیاز احمد بریلوی اس مسلک علمبردار تھے۔ ان کا ایک مرید ایک مرتبہ تحفہ اثنا عشریہ خانقاہ میں لے آیا تھا اس بات پر شاہ نیاز احمد نے سخت برہمی کا اظہار فرمایا اور جب یہ کتاب خانقاہ سے چلی گئی تب خانقاہ میں آئے۔[1] عشرہ محرم میں تعزیوں کے جلوس میں شریک ہوتے۔ ان کی تعظیم کرتے۔ عزاداری اور مرثیہ گوئی کی مجلسوں میں حصہ لیتے۔[2] دیوان نیاز کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔[3]

اے دل بگیر دامن سلطان اولیاء	یعنی حسین ابن علی جان اولیاء	(ص ۱۱)
چوں صاحب تمام نبی او علی است او	ہم فخر انبیاء شد و ہم شان اولیاء	(" ")

★

زہے عز و جلال بو ترابی فخر انسانی	علی مرتضیٰ مشکل کشائی شیر یزدانی	(ص ۵۵)
ولی حق وصی مصطفےٰ دریائے فیضانی	امام دو جہانی قبلۂ دینی و ایمانی	(" ")
انیس خلوت النبی جلیس محفل قدسی	سرور جان خاصانی نشاط روح پاکانی	(" ")
نیاز اندر قیامت بے سر و سامان نخواہی شد	کہ از حب تولائے علی داری تو سامانی	(" ")

---

[1] : نازو نیاز (حصہ اول) (حالات و ملفوظات نیاز احمد بریلوی مرتبہ نصیر الزماں خاں ص ۶۹ نظامی پریس بدایوں سال طباعت ندارد)

[2] : نازو نیاز حصہ اول صفحہ ۱۹، ۲۸، ۲۹، ۴۴، ۴۵ وغیرہ

[3] : دیوان نیاز صفحہ ۱۹ تا ۷۵ (مطبوعہ نامی لکھنؤ ۱۳۱۰ھ) میں ایک مناجات ہے جس میں بحق تمام عالم دعا مانگی گئی ہے باستثنائے خلفائے ثلاثہ و صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

غرض بریلی اور بدایوں میں یہ تینوں خانقاہیں بڑے زور شور سے تفضیلیت کی نشر واشاعت میں مصروف تھیں پیران کا سلسلہ دور دور پھیل رہا تھا قصبہ آنولہ ضلع بریلی میں شاہ نظام الدین بریلوی کے ایک مرید حاجی احمد حسین صاحب پنجابی سوداگر تھے انہوں نے آنولہ میں پیری مریدی کا سلسلہ شروع کر کے ان عقاید کی نشر واشاعت کی مولوی حکیم عبدالغفور صاحب مرحوم (ف ۱۹۶۴ء) لکھتے ہیں۔[1]

"عروج سے پہلے نماز روزے کے پابند تھے وعظ بھی کہا کرتے تھے گو علمی قابلیت زیادہ نہ تھی مگر گویائی بڑھی ہوئی تھی جب سے شاہ نیاز احمد صاحب بریلوی کے خاندان میں مرید ہوئے سب باتوں میں انقلاب ہو گیا۔ آنولہ کی تعزیہ داری قریب قریب ختم ہو چکی تھی اس کو آپ نے ہی زندہ کیا اوّل ایک دیگ زردے کی پکا کر مخصوص لوگوں کو کھلانا شروع کی پھر جتنی کھانے والوں کی تعداد بڑھتی گئی اتنا ہی کھانا پکانا بھی بڑھاتے گئے روٹی کی بات موٹی ہے، اب کھانے والے ہر جگہ تعریفوں کے پل باندھنے لگے، جب حاجی صاحب کو یقین کامل ہو گیا کہ اب آنولہ کی اکثریت میرا لوہا مان گئی اور کسی مخالف کی مخالفت کارگر نہیں ہو سکتی تو بے دھڑک ہر محفل میں وعظ کہنے لگے کہ میرا عروج اور ترقی علم اور تعزیوں کی عزت کرنے سے ہو رہی ہے اور جو کچھ مجھے دے رہے ہیں امام حسین علیہ السلام دے رہے ہیں۔ جہاں کہیں تعزیہ یا عَلَم نکلتا تھا مودبانہ دست بستہ اسطرح کھڑے ہو جاتے تھے جسطرح نماز کو کھڑے ہوتے ہیں عوام ان کا وعظ سن کر اور ان کا عروج دیکھ کر تعزیہ داری کرنے پر مائل ہوتے جاتے تھے گو روکنے والے روکتے تھے مگر پلاؤ زردہ اور لذیذ کھچڑے کے سامنے کون سنتا تھا اب لنگر خانہ اسقدر وسیع کر دیا تھا کہ عشرۂ محرم الحرام میں دس روز برابر کھانا کھلاتے تھے اور ہر تاریخ ایک محلے کے لئے

---

[1] سوانحات المتاخرین آنولہ از مولوی حکیم عبدالغفور آنولوی مرحوم صفحہ ۳۳، ۳۴ (قلمی)، مملوکہ محمد ایوب قادری

مخصوص کر دی تھی۔ آپ سیدوں کی بہت تعظیم کرتے تھے خواہ وہ سید کیسا ہی بداعمال ہو لیکن آپ کا مداح ہو۔ مولانا مولوی سید سراج الدین احمد صاحب شاہ جہان پوری سید بھی تھے اور حاجی صاحب کے استاد بھی تھے لیکن حاجی صاحب کو ان سے دلی عداوت تھی کیونکہ مولوی صاحب نے رسالہ جواز تعزیہ داری لکھ کر شائع کر دیا تھا۔ شیعہ حضرات ندیمان خاص تھے۔ مساجد اور خدا کے نام پر پیسہ دینے میں تامل تھا لیکن امام حسینؓ کے نام پہ اور تعزیہ بنانے والوں کی امداد کرنے میں کسی قسم کا تامل نہ کرتے تھے۔"

یہ تھا خانقاہ نیازیہ اور چھٹیاں والے میاں کے مریدوں اور خانقاہ نیازیہ کا رنگ۔ بدایوں میں مذاق میاں اور بریلی میں شاہ نظام الدین تفضیلیت کے علمبردار تھے جن کا سلسلہ دوسرے قصبات و دیہات آنولہ۔ سنبھل اور مرادآباد وغیرہ میں بڑی تیزی سے پھیل رہا تھا۔

سب سے پہلے ہم مولانا عبدالقادر بدایونی کی کوششوں کا جائزہ لیتے ہیں مولانا نے ردِّ روافض میں ایک رسالہ ہدایت الاسلام لکھا[۱] اسی طرح انہوں نے اپنے تلمیذ رشید سید حسین حیدر حسینی قادری برکاتی مارہروی[۲] کے استفتاء کے جواب میں ایک رسالہ لکھ دیا جس میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب دلائل و براہین سے نقل فرمائے اس فتویٰ پر بطور تصویب علماء بدایوں مولانا نیاز احمد۔ مولوی سراج الحق۔ مولوی فصیح الدین قادری مولوی محب احمد۔ مولوی جمیل الدین احمد قادری۔ مولوی فضل المجید قادری اور مولوی سدید الدین احمد صاحبان کے دستخط ہیں۔ اس رسالہ کا نام "تصحیح العقیدہ فی باب امیر معاویہ" رکھا۔ اس رسالہ کے سلسلہ میں سید حسین حیدر مرحوم لکھتے ہیں

"بعض کسان باوجود ادعاء اعتقاد مذہب اہلسنت و جماعت نسبت بعض اصحاب کرام سوءِ عقیدت می دارند بلکہ کلمات استخفاف و اہانت برزبان

---

۱ : اکمل التاریخ جلد اول صفحہ ۲۱۸ از مولوی محمد یعقوب قادری بدایونی (مطبع قادری بدایوں ۱۹۱۵ء)

۲ : تصحیح العقیدہ فی باب امیر المعاویہ ص ۲ (مطبع ماہتاب ہند میرٹھ ۱۸۶۷ء)

می آرند بناءً علیہ فقیر حقیر محض بدرد دین از محبت ایمانی استفتائے دریں امر از علمائے اہلسنت خواستہ وجواب آں حاصل ساختہ وبرائے زیادتی فائدہ بجمع وطبع آں پرداختہ۔ حق سبحانہ توفیق خیز بجمیع اسلام عنایت فرماید وثواب ایں امر خیر بہ فقیر عطا فرماید آمین وایں رسالہ بہ تصحیح العقیدہ فی باب امیر معاویہ موسوم ساختم۔"

جسطرح مولانا عبدالقادر بدیونی نے مناقب حضرت امیر معاویہ میں یہ رسالہ لکھا ہے اسی طرح وہ یزید پر لعنت سے منع فرماتے تھے اور کفر ابوطالب کے قائل تھے سید محمد اسمٰعیل حسن (ف ۱۳۴۷ھ) اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں۔

حضرت استاذی (مولانا عبدالقادر بدایونی) قدس سرہٗ (لعن یزید) سے منع فرماتے تھے (یعنی لعنت کرنے سے ذکر اللہ کرنا بہتر ہے ورنہ جمہور علماء و مشائخ کے نزدیک ملعون ہے۔ اور کفر ابوطالب میں میرے بزرگ ساکت مثل شیخ محدث دہلوی تھے اور حضرت استاذی قدس سرہٗ کافر جانتے تھے۔

ایک اور جگہ مکتوب میں لکھتے ہیں [۲]

"کفر ابوطالب میں مولوی شاہ احمد رضا خاں صاحب (بریلوی) کا ایک رسالہ ہے اور اسمیں کفر ثابت کیا گیا ہے۔ حضرت استاذی قدس سرہٗ نے اس کی تصدیق فرمائی ہے۔"

مذاقی سلسلہ کے بعض حضرات نے اپنی معتقدات کے بیان میں چند رسالے مخزن الانوار، وتحفۃ الاحیاء، وتحقیق العقول، المجید وغیرہ لکھے اور مشتہر کئے۔ بدایوں، بریلی، مارہرہ سے ان رسائل کا بھی بلا واسطہ اور بالواسطہ رد کیا گیا۔ اس سلسلہ کا ایک رسالہ تنبیہ ملحدین اشرار ہے۔ رسالہ تادیب المذبذب البلید" حافظ غلام حسین گلشن آبادی نے شائع کیا ہے جو مطبع گلزار حسینی بمبئی سے شائع ہوا ہے اس رسالہ میں مولوی علی احمد مذبذب مذاقی بدایونی کے رسالہ تحفۃ الاخیار کا عالمانہ انداز میں رد کیا گیا ہے اور رسالہ تادیب المذبذب البلید" مذبذب

---

[۱] . [۲] : مفاوضات طیبہ (مکتوبات سید محمد اسمٰعیل حسن مارہروی) مرتبہ مولوی محمد میاں (خانقاہ برکاتیہ مارہرہ ۱۳۵۴ھ) صفحہ ۱۳ ، ۱۷

بدایونی کے رسالہ "تحقیق العقول المجید" کا رد ہے۔ حافظ غلام حسین تنبیہ ملحدین اشرار کے آغاز میں لکھتے ہیں [۱]

بعد حمد و صلوٰۃ کے واضح ہو کہ طوائف فرق شیعہ نے عبداللہ ابن سبا سے لے کر سید دلدار علی[۲] وغیرہ تک واسطے تغلیط عوام اہل اسلام کے جو مکائد شائع کئے اگرچہ رد و طرد اسکا صواعق و صواقع و تحفہ اثنا عشریہ و تنبیہ الفیہ و رجوم الشیاطین وغیرہ کتب اہلسنت سے بخوبی ظاہر ہے لیکن بحکمت تقدیر الٰہی ہر وقت نئے نئے مکائد شیعہ کے ظاہر ہوتے رہتے ہیں چنانچہ بالفعل بمقام گلشن آباد (جاورہ) دس پانچ آدمی طائفہ مذاقیہ کے جو اپنے تئیں بہ تقلید اپنے سردار کے سنی بے تعصب اور شیعہ بے تبرا مشہور کرتے ہیں بحیلہ مذاق تصوف و ادعاء عرفان و ولایت کے ایسے عقاید و مسائل ظاہر کرتے ہیں جو قطعاً اختلافات ہیں اور پھر نسبت ان کی طرف سلف صالحین کے کر کے عوام کو بہکاتے ہیں تاآنکہ جھوٹی آیات و حدیث تصنیف کر کے خدا تعالیٰ و رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی افتراء و بہتان کرتے ہیں چنانچہ رسالہ مخزن الانوار وغیرہ رسائل مطبوعہ مذاقیہ سے ظاہر ہے اور منجملہ خیالات مذاقیہ کے یہ عقیدہ بھی ہے کہ چونکہ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کی ذات پاک عین النفس ذات حیات سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے پس جناب امیر مرتبہ اکرمیت و تقرب و افضلیت عنداللہ میں سب مخلوقات سے بجز حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل ہیں پس اگرچہ دیگر انبیاء کرام کو من حیث النبوۃ والرسالت اور حضرات شیخین کو من حیث السلطنت والخلافت تقدم ظاہری جناب

---

[۱] : تنبیہ ملحدین اشرار از حافظ غلام حسین صفحہ ۱ (مطبع گلزار حسنی ممبئی۔ سال طبع ندارد)

[۲] : بظاہر اس سے مراد شیعی مجتہد دلدار علی لکھنوی (ف ۱۲۳۵ھ) مراد ہیں مگر اشارہ دلدار علی مذاق بدایونی کی طرف بھی ہے کہ وہ صدیقی النسب ہونے کے باوجود ان کو "سید" لکھا جاتا تھا اس لئے کہ ان کی والدہ کا خاندان سادات سے تھا۔

امیر پر حاصل ہے مگر جو شخص حضرات شیخین بلکہ انبیاء کرام کو بھی باعتبار کرامت وتقرب الٰہی کے حضرت علی سے افضل جانے اور انبیاء کرام و حضرت شیخین سے مرتبہ حضرت علی کا کم جانے وہ گمراہ و دشمن اہل بیت رسول اللہ ہے اور اسکی دلیل میں چند اشعار مذاقیہ پیش کرتے ہیں چونکہ وہ خرافات قابل التفات کسی جاہل کے بھی نہ تھے لہٰذا بالفعل اسکی تائید میں چند اوراق مطبوعہ بطور محض بنام تحفہ اخیار کے جو گلشن آباد میں کسی شخص مسمی علی احمد مذنب مذاقی بدایونی کے نام سے آئے ہیں اور کسی جہول مجہول شریر کما سکا ٹھہرایا ہے اور عوام کے سامنے پیش کئے گئے ہر چند ایسے خرافات سے طائفہ مذاقیہ کی جہالت و بطالت و ضلالت اہل علم پر بخوبی ظاہر ہے مگر زندیقوں کی ہدایت اور دیگر ناواقفوں کی حفاظت مذہب اہلسنت کی حمایت کے لئے ان اوراق مذاقیہ کے جواب میں یہ رسالہ مختصرہ مطابق تحقیقات اکابر مشہورین اکابر سنت لکھا گیا اور نام اس رسالہ کا تنبیہ ملحدین اشرارہ رکھا گیا۔

حافظ غلام حسین صاحب نے مولانا عبدالقادر بدایونی کی خدمت میں ایک مکتوب بھی لکھا[1] اور اس خط میں مؤلف رسالہ مولوی علی احمد مذنب بدایونی کے متعلق بعض معلومات چاہیں اور چند سوالات کے جوابات چاہے۔

سوال اول جو شخص باوجود کلمہ گوئی اسلام اور صلوٰۃ الی الکعبہ کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حضرت انبیاء کرام مثلاً حضرت ابراہیم یا حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام پر مرتبہ تقرب باطنی و کرامت اخروی میں عنداللہ تفضیل دے اسکا کیا حکم ہے؟

سوال دوم تفضیل حضرت شیخین، حضرت علی پر حق ہے یا بالعکس، اور مراد تفضیل شیخین سے کیا ہے۔ زیادت تقرب الٰہی و مرتبہ اخروی ہے یا

---

[1] اصل مکتوب کے لئے دیکھئے تنبیہ ملحدین اشرار صفحہ ۱۴، ۱۵

زیادت سلطنت دنیوی و تقدم فی الخلافہ و بس۔

سوال سوم خوارج کے کفر میں اختلاف اہلسنت ہے یا وہ بالاجماع کافر ہیں۔

سوال چہارم روافض تبرائی کا اور خوارج کا ایک حکم ہے یا ان دونوں فرقوں میں کچھ فرق ہے اور جو شخص خوارج کو کافر و مرتد کہے مگر روافض تبرائی کو کو کافر نہ جانے اور مصاہرت وغیرہ ان سے جائز بتلائے وہ کیسا ہے۔

سوال پنجم یزید کے بارے میں اہلسنت کا کیا مذہب ہے۔ اس پر لعنت کرنے کا کیا حکم ہے فقط

مکتوب جناب مولانا عبد القادر بدایونی

مولوی صاحب! کرم فرمائے غائبانہ زاد لطفہم۔ بعد سلام واضح ہو آپ کا خط بظاہر عنایت نامہ اور فی الحقیقت عتاب نامہ ہے موصول ہوا اگرچہ میں آپ کی یادآوری کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور آپ کی حق طلبی پر آپ کا مداح ہوں لیکن تعجب یہ ہے کہ آپ کو اس امر کا کہ رسائل ہذا قیاس فقیر حقیر صلاح و اصلاح سے شائع ہوتے ہیں کیونکر یقین ہو گیا۔ باقی تلمذ و استفادہ کا جو آپ نے ذکر فرمایا ہے اسکی نسبت اتنا لکھنا کافی ہے کہ یہ خبر جو آپ تک پہنچی ہے بیشک صحیح ہے۔ شخص معلوم (مولوی علی احمد مذنب بدایونی) نے میرے ہی مدرسہ میں مولوی سید عبد الصمد سہسوانی اور مولوی محب احمد صاحب بدایونی کی شاگردی کی ہے اور مجھ سے بھی پڑھا ہے۔ مدرسہ قادریہ میں طلبہ علوم کے ذیل میں درس لیا گیا ہے اور یہ بھی تسلیم ہے کہ ان کے والد ماجد راقم کے خاندان کے معتقد و مرید ہیں اور خود مجھ سے بھی ترجمہ مشکوٰۃ شریف کا پڑھا ہے مگر یہ سب امور اس بات کی دلیل نہیں ہو سکتے کہ میں شخص معلوم کے ہر عقیدہ اور ہر فعل کا ہر وقت ذمہ دار ٹھہرایا جاؤں۔ مولوی صاحب! خوب سمجھ لیجئے کہ ایک یہی کیا اور بھی بہت سے لوگوں نے مجھ سے پڑھا ہے اور پھر آخر کو ہوائے زمانہ پر فتن نے ان میں اثر کیا اور ان کے خیالات مذہب مقدس اہلسنت کے خلاف ہو گئے۔ کوئی وہابی۔ کوئی نیچری۔ کوئی شیعی ہو گیا۔ اول اول فہمائش کی گئی جب دیکھا کہ اثر بدعت پورا ہو چکا اور ختم الٰہی

کا رنگ قلب پر محیط ہو گیا انقطاع کر دیا گیا۔ اس میں مجھ پر کیا الزام ہے اور میں ان کم بخت ناشدنی تلامذہ کے تصحیح عقاید کا کیونکر ذمہ دار ہو سکتا ہوں۔ مولوی امیر احمد صاحب سہسوانی وغیرہ وغیرہ کا حال کس کو معلوم نہیں اور شخص مسٔول عن حالہ کا حال مفصل لکھنا تو بیفائدہ ہے صرف خلاصہ اس قدر بالخصوص لکھتا ہوں کہ یہ شخص طالب علمی چھوڑ کر شاعری اردو میں مشغول ہوا ہے چند مدت سے بسبب تقرب وقرابت اہل تشیع کے جس سے ہمارے شہر کے سنیوں کو چنداں پرہیز نہیں، اپنے پچھلے عقائد مذہب سنت وجماعت کو ترک کئے ہوئے ہیں تحریراً تقریراً ہر طرح اس کے شکوک رفع کئے گئے کتب ائمہ و اکابرین صوفیہ وفقہاء ومحدثین ومفسرین ومتکلمین متقدمین ومتاخرین دکھائی گئیں لیکن مجبت ومخالطت، مؤدت ومصاہرت مبتدعین لیام نے اسقدر گہرا رنگ بدعت چڑھایا تھا کہ اس کے تاریک دل سے رنگ بدعت نہ مٹنا تھا نہ مٹا بلکہ فہمائش نے الٹا اثر یہ کیا کہ مجھ سے مخالفت مذہبی اختیار کر کے ہر وقت درپے میرے آزار جانی کے ہی رہنے لگا حتی کہ اخبارات وغیرہ میں بھی امور مستہجنہ خلاف واقع میری نسبت شائع کرتے رہتے ہیں مگر ان سب باتوں کی مجھ کو ہرگز ان سے کوئی بھی شکایت نہیں اور آپ نے بھی جو کچھ خط میں بلاوجہ بغیر تحقیق کے لکھدیا آپ سے بھی کوئی شکایت نہیں اور بدایوں میں بدمذہبوں کے ہونیکا آپ تعجب کرتے ہیں یہ بھی امر عجیب ہے۔ اس عہد میں اکثر ایسے بلاد ہیں جہاں وہابی نیچری رافضی، تبرائی شیعہ، مفضلہ وغیرہ مذاہب باطلہ پائے جاتے ہوں خصوصیت بدایوں کی کیا ہے۔ بہر حال آپکے سوالات کا جواب مطابق اپنے عقیدے کے جو موافق سلف صالحین کے ہے لکھتا ہوں۔ الجواب واللہ اعلم بالصواب۔

اول: تفضیل دینے والا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا کسی نبی پر حضرت انبیاء کرام سے گو کلمۂ شہادت پڑھے اور نماز ہمارے قبلہ کی طرف پڑھا کرے وہ قطعاً کافر ومرتد ہے کہ افضلیت نبی غیر نبی سے داخل ضروریات دین سید المرسلین ہے۔

دوم: تفضیل شیخین کی حضرت جناب مرتضیٰ اور جملہ اہل بیت وصحابہ وتمام امت پر حق ہے جو اسکا منکر ہے وہ گمراہ ہے اور مراد تفضیل سے اکرمیت عند اللہ و زیادت تقرب باطن وکثرت ثواب اخروی میں ہے نہ صرف امور دنیویہ مثل منصب

خلافت وحکومت کے۔

سوم: خوارج کے کفر میں اختلاف ہے اکثر متقدمین کے نزدیک کافر نہیں ہیں اور اکثر متاخرین کے نزدیک کافر ہیں۔ پس خوارج کے مسلمان کہنے والے جو ایک گروہ ائمہ دین سے ہیں ان کو گمراہ اور دشمن اہلبیت کرام کہنا شیعہ رفض ہے۔

چہارم: یزید کے بارے میں اکابر اہلسنت کا اختلاف ہے........ محققین اہل حق کے نزدیک حکم کفر ثابت نہیں اور لعنت ممنوع۔ محتاطین کے نزدیک احوط وہ اسلم توقف ہے اور یہی میرے نزدیک بہتر ہے اور جو شخص جواز لعنت وحکم کفر کو اجماعی اہل حق کا ٹھہراتا ہے اور ائمہ مانعین ومتوقفین کو دشمن اہل بیت کرام کا کہتا ہے وہ رافضی ہے۔

پنجم: جن علماء کے نزدیک خوارج کافر ہیں انکے نزدیک رافضی تبرائی بھی کافر ہیں اور اسی پر فتوے ہے متاخرین محققین کا پس جو خوارج کو تو کافر مانے اور باوجود اس کے رافض کو کافر نہ کہے اور ان سے مناکحت ومساحرت جائز بتائے وہ بے شک رافضی ہے کہ تفرقہ کی کوئی وجہ نہیں ہے اگر بغض ولعن وتکفیر اہل بیت کفر ہے تو بغض ولعن وتکفیر حضرات شیخین بھی کفر ہے۔ اسمیں فرق نہ کریگا مگر وہ شخص جو ظاہر میں سنی اور باطن رافضی ہے فقط

رسالہ احسن الکلام جس میں عقاید مذہب اہلسنت عربی میں بطور متن مندرج ہیں اور بین السطور اسکا ترجمہ اردو میں عام فہم کے واسطے کیا گیا ہے۔ اور فتوی رد روافض مرسل خدمت ہیں اور رسائل مذاقیہ جو آپ نے بھیجے تھے واپس کرتا ہوں۔ اور اسی قدر لکھنا کافی سمجھتا ہوں کہ یہ رسائل مذاقیہ مخالف مذہب اہلسنت کے ہیں[۱] (عبد القادر)

مذاق میاں کے ایک مرید حافظ محمد یوسف حسین پیرجی جاؤرہ والے (ف ۱۳۲۹ھ) تھے انہوں نے مثنوی مولانا روم کا اردو منظوم ترجمہ پیراہن یوسفی کے نام سے کیا ہے اور بھی متعدد کتابیں لکھی ہیں۔ انہوں نے پیراہن یوسفی وغیرہ میں تفضیلی عقائد حسب موقع نقل کر دیئے تھے۔ اس سلسلہ میں عبد الرحمن گلشن آبادی نے مختلف علماء کرام سے فتوے حاصل

---

۱ : ملاحظہ ہو تنبیہ الملحدین اشرار صفحہ ۱۵، ۱۶

کرکے ایک رسالہ مرتب کیا جسکا نام تادیب المذاقیہ رکھا ہے، اس رسالہ کے شروع میں عبدالرحمٰن صاحب لکھتے ہیں۔[1]

"بعد حمد و صلوٰۃ کے واضح ہو کہ چند ایام سے بمقام گلشن آباد جاورہ چند اشخاص جو اپنے تئیں طائفۂ مذاقیہ کہتے ہیں ہیں۔ تحریرات و تقریرات میں نہایت بے ادبی احکام شریعت اسلام اور گستاخی ملائکہ کرام اور انبیاء علیہم السلام کی کرتے ہیں، اور مدعی ہیں کہ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کل انبیاء سے بجز حضور محمد مصطفٰے احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل و اشرف ہیں۔ الی غیر ذالک من الاعتقادات الفاسدۃ والالحادات الکاسدۃ

من جملہ ان تحریرات کے کتاب پیراہن یوسفی میں بھی ایسے مضامین کو جا بجا ظاہر کیا ہے لہذا بطور نمونہ کے اس کے چند اقوال سے استفتاء کیا گیا تھا چنانچہ ایک فتویٰ مصدقہ جناب مولوی لطف اللہ صاحب قاضی ریاست اسلامیہ رامپور اور مولوی یقین الدین صاحب چشتی فخری اور مولوی ارشاد حسین صاحب نقشبندی مجددی اور مولوی احمد رضا خاں صاحب قادری برکاتی وغیرہم کا جو حاصل ہوا بندہ عاجز عبدالرحمٰن گلشن آبادی عفر اللہ تعالیٰ لہٗ نے بطور رسالہ کے جمع کیا اور نام تاریخی اسکا تادیب المذاقیہ رکھا۔"

مذاقی سلسلہ کے کسی صاحب نے رسالہ مخزن الانوار لکھ کر شائع کیا تھا اس کا جواب عبدالرحمٰن صاحب نے تادیب ضالین کے نام سے لکھا ہے عبدالرحمٰن صاحب لکھتے ہیں۔[2]

بمقام گلشن آباد ملک جاورہ چند اشخاص متصوفہ اپنے تئیں طائفہ مذاقیہ کے لقب سے ملقب کرتے ہیں ایسے رسائل مزخرفہ شائع کرکے ان سے عقائد فاسدہ

---

[1] : تادیب المذاقیہ مرتبہ عبدالرحمٰن گلشن آباد صفحہ ۱ مطبع گلزار حسینی بمبئی ۱۳۰۴ھ

[2] : تادیب ضالین از عبدالرحمٰن گلشن آبادی صفحہ ۱ - ۲ مطبع گلزار حسنی بمبئی ۱۳۰۶ھ

نکالتے ہیں اور لوگوں کو ایسے اقوال وعقائد کی طرف دعوت کرتے رہتے ہیں ازانجملہ رسالہ مخزن الانوار مطبوعہ کانپور مطبع نول کشور نظر سے گذرا جس کے سبب سے بعض عوام بسبب ناواقفی وجہالت کے اس کے مصنف اس کے مرتب کو علمائے اعلام ومشائخ عظام سے سمجھ کر دھوکے میں پڑتے ہیں اور اس پر اعتقاد رکھنے کو زمرِ مشیخت جانتے ہیں لہٰذا محض بدردِ دین اسلام واسطے حفاظت ائمہ مسلمین کے تنبیہ اصحاب جہالت وبطالت اور تادیب ارباب ضلالت وغوایت کے اس عجالہ مختصرہ میں ضرور جانی اور نام تاریخی اس رسالہ کا تادیب ضالین ہے۔

مولانا عبدالقادر کے تلمذ مولوی عبدالصمد سہسوانی ثم پھپھوندی (ف ۱۳۲۳ھ) تھے انہوں نے پھپھوندی میں شیعوں کا تقریری رد کیا اور ایک کتاب ارغام الشیاطین فی تردید متعۃ الشیعین تصنیف فرماکر مفید عام پریس آگرہ میں طبع کرا کے شائع کی بقول ملفوظ مصابیح القلوب[۱]

"یہ کتاب بظاہر صرف متعہ کی بحث میں ہے مگر ضمنی طور پر تمام اصول مسائل شیعہ کی تردید فرمائی گئی ہے"

مولوی عبدالصمد سہسوانی ثم پھپھوندوی کے فرزند وجانشین مولوی مصباح الحسن صاحب پھپھوندی نے بھی شیعیت وتفضیلیت کا رد کیا۔ کاکوروی کے مشائخ تفضیلی عقائد رکھتے تھے آخر زمانے میں تکیہ کاکوری کے سجادہ نشین شاہ حبیب حیدر قلندر تھے ان کے چھوٹے بھائی علی حیدر نے ایک کتاب احسن الانتخاب لکھی جس میں مثالب ومطاعن صحابہ بلکہ خلفائے ثلاثہ راشدین شامل تھے۔ اس کتاب پر مولوی مصباح الحسن صاحب سے تقریظ حاصل کرنے کی کوشش کی گئی[۲] انہوں نے اس سلسلہ میں مسلک

---

[۱]: ملفوظ مصابیح القلوب حصہ اول از ظہیر السجاد صفحہ ۳۶ (انتظامی پریس کانپور ۱۳۰۸ھ)

[۲]: احسن الانتخاب کا ایک رد مولوی انوار الحسن کاکوروی صاحب نے فصل الخطاب کے نام سے شائع کیا جس کا جواب تکیہ کاکوروی کی طرف سے رفع الحجاب کے نام سے دیا گیا۔

اہلسنت کا اظہار کرتے ہوئے تنقید کی اس سلسلہ میں تکیہ کاکوری کے سجادہ نشین شاہ حبیب حیدر قلندر صاحب سے خط و کتابت ہوئی اور انہوں نے شاہ صاحب کاکوروی کو مسکت جواب دیئے یہ خط و کتابت "بوارق العنا ب لا عن ا ولاد صحابؓ" کے نام سے ۱۳۵۳ھ میں مطبع (رحیمی بمبئی ۸) سے شائع ہو چکی ہے [1]۔

مولانا عبد القادر بدایونی کے بھائی کے پوتے حکیم عبد القیوم کے سلسلہ میں مؤلف اکمل التاریخ لکھتے ہیں [2]۔

"بدایوں میں بہ سبب اختلاط قربت و قرابت و کثرت مرافقت و مؤدت فرقہ شیعہ بعض قلوب میں اسقدر مداہنت نے اثر کر لیا تھا کہ [3] ملاطفت ظاہری کے علاوہ یہ اختلاط ضعف ایمانی کا سبب ہو چکا تھا ماہ محرم الحرام کے عشرہ اولیٰ میں مجالس ذکر شہادت حضرات سبطین میں مراثی شعراء شیعہ جن کے شعر شعر کی رگ و پے میں بوئے سب تبرا اور اہتمام و افتراء سازی ہوتی ہے خود انہیں کے سوز خوانوں یا کتاب خانوں سے پڑھوائے جاتے تھے ...... (حکیم عبد القیوم نے) ایک مجمع عام اہلسنت میں یہ رائے پیش کی کہ مجالس شہادت کا نا مہذب طریقہ بدلنا چاہیئے اور طرز

---

[1]: مولانا عبد القادر بدایونی کے جد امجد مولوی عبد المجید بدایونی (ف ۱۲۶۳ھ) کے شاگرد مولانا سلامت اللہ کشفی بدایونی ثم کانپوری (ف ۱۲۸۱ھ) نے رد شیعیت میں تحفۃ الاحباب، معرکۃ الآراء اور برق خاطف اسطرح ان کے مرید مولوی علی بخش صدر الصدور بدایونی (ف ۱۳۰۲ھ) تنقیح المسائل (رسالہ رد رافض) لکھی۔ مولانا مفتی عبد الحفیظ نوری بریلوی مشہور بہ مفتی آگرہ (ف ۱۹۵۸ء) نے سینۃ الصحابہ عن خرافات بابا در دبابا خلیل درس بنارسی) اور شریف احمد مراد مارہروی (ف ۱۹۴۴ء) نے "امیر معاویہ" اور مولوی مفتی احمد یار خاں نعیمی اوجھانوی بدایونی ولد ملا احمد یار خاں نے "امیر معاویہ پر ایک نظر" کتابیں لکھیں۔ ۱۹۱۵ء

[2]: اکمل التاریخ جلد دوم از مولوی محمد یعقوب ضیاء القادری بدایونی صفحہ ۱۹۷، ۱۹۸ (مطبع قادری بدایونی)

[3]: حکیم عبد القیوم بدایونی مرحوم کا یہ انداز فکر تھا مگر ان کے فرزند اصغر مولوی عبد الحامد صاحب کا مسلک اس کے بالکل خلاف ہے وہ وہ کراچی میں یوم حسین کی تقریبات جمعیۃ العلماء پاکستان کی طرف سے شیعہ حضرات کی سرپرستی میں مناتے ہیں اپنے مکان پر مشہور شیعی شاعر جوش ملیح آبادی کا نو تصنیف مرثیہ پڑھواتے ہیں ؏ انقلابات ہیں زمانے کے۔

مرغوب جو عند اللہ اور عند الرسول مستحسن و محبوب ہو قائم کرنا چاہیئے اگرچہ بادی النظر میں بسبب اختلاط و شدت ارتباط یہ طریقہ بدنما و شوار معلوم ہوتا تھا مگر آپ کے خلوص قلبی نے رنگ دکھایا"

مولانا عبد القادر بدایونی نے شیعیت اور تفضیلیت کا جو رد کیا ہے اسکو سراہتے ہوئے مولانا احمد رضا خاں بریلوی لکھتے ہیں، [۱]

سُنیت سے پھرا بدیٔ سے پھرا | اب جو تجھ سے پھرا محبِّ رسول
مذہب بد مذاق را زہر است | شہد صاف شما محبِّ رسول
رفض و تفضیل و نجدیت کا گلا | تیرے ہاتھوں سے کٹا محبِّ رسول
تو نے ابنائے بد مذاقی کو | بے پدر کر دیا محبِّ رسول

حضرت علامہ شاہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے تفضیل شیخین سے متعلق کئی رسالے لکھے جن میں (۱) منتہی التفضیل لمبحث التفضیل (۲) مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین (۱۲۹۷ھ ۱۸۷۹ء) (۳) الزلال الانقی من بحر سبقۃ الاتقی (۱۳۰۰ھ ۱۸۸۲ء) (۴) الکلام البہی فی تشبیہ الصدیق بالنبی (۱۲۹۷ھ ۱۸۷۹ء) (۵) وجد المشوق بجلوۃ اسماء صدیق والفاروق (۱۲۹۷ھ ۱۸۷۹ء) خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ اسی طرح مولانا بریلوی نے فضائل صحابہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہم کے متعلق ظلال السحابہ فی جلال الصحابہ (۱) رفع العروش الخاویہ من ادب الامیر معاویہ اور الاحادیث لمناقب الصحابی معاویہ (۱۳۰۴ھ ۱۸۸۶ء) رسالے لکھے۔

صاحب تذکرہ علمائے ہند مولوی رحمان علی لکھتے ہیں۔

جمادی الآخر ۱۳۰۰ھ ۱۸۸۲ء میں بریلی، بدایوں، سنبھل اور رام پور کے تفضیلی حضرات نے جن کے سرگروہ مولوی محمد حسن سنبھلی تھے بریلی میں جمع

---

[۱] : حدائق بخشش حصہ سوم (مجموعہ نظم مولانا احمد رضا خاں بریلوی) مرتبہ محبوب علی خاں صفحہ ۱۷،۱۸ (کتب خانہ اہلسنت جامع مسجد پٹیالہ (سال طباعت ندارد)

ہو کر چاہا کہ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب سے مسئلہ تفضیل پر مناظرہ کریں۔ صاحب ترجمہ نے علالت طبع اور منضج کے استعمال کے باوجود فوراً تیس سوال لکھ کر اس جماعت کے سرگروہ (مولوی محمد حسن سنبھلی)

سلہ: اعلیٰحضرت مجدد ملت، امام اہلسنت و جماعت الحبُّ والبغض فی اللہ کی زندہ تصویر تھے اور اَشِدّاءُ علی الکُفّار رُحماءُ بینہم کے مطابق بد دینوں۔ ملحدوں۔ مرتدوں اور کفار پر چٹان کوہ کی طرح سخت اور مسلمانوں کیلئے باعثِ رحمت تھے۔ جب کسی سُنّی عالم سے ملاقات ہوتی تو دل باغ باغ ہو جاتا اسکی اتنی عزت کرتے جس کے لائق وہ اپنے آپ کو نہ سمجھتا جب حاجی حج بیت اللہ کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو ان سے پہلے ہی پوچھتے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں بھی حاضری دی ہے اگر وہ ہاں کہتے تو فوراً ان کے قدم چوم لیتے اگر کہتے نہیں تو پھر انکی جانب بالکل توجہ نہ فرماتے۔ کاشانہ اقدس سے کوئی سائل خالی واپس نہ ہوتا بیوگان کی امداد اور ضرورت مندوں کی حاجت روائی کے لئے آپ کی جانب سے ماہوار رقمیں مقرر تھیں اور یہ امداد صرف مقامی لوگوں کے لئے ہی نہ تھیں بلکہ باہر بذریعہ منی آرڈر امدادی رقمیں روانہ فرمایا کرتے مگر دشمن خدا تعالیٰ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا دشمن سمجھتے اس سے کبھی نرمی نہ برتتے ایک دفعہ حضرت ننھے میاں مولانا محمد رضا نے عصر کے بعد آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ حیدر آباد دکن سے ایک رافضی صرف آپ کی زیارت کے لئے آیا ہے اور ابھی حاضر خدمت ہو گا تالیف قلب کے لئے اس سے بات چیت کر لیجئے گا۔ دوران گفتگو ہی میں وہ رافضی بھی آگیا حاضرین مجلس کا بیان ہے کہ اعلیٰحضرت اسکی طرف بالکل متوجہ نہ ہوئے یہاں تک کہ ننھے میاں صاحب نے اسکو کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا وہ بیٹھ گیا۔ اعلیٰحضرت کے گفتگو نہ فرمانے سے اسکو بھی کچھ بولنے کی جرأت نہ ہوئی۔ تھوڑی دیر بیٹھ کر وہ چلا گیا اس کے جانے کے بعد ننھے میاں نے اعلیٰحضرت کو سنا کر یہ کہا کہ وہ اتنی دور سے صرف ملاقات کے لئے آیا تھا اخلاقاً توجہ فرما لینے سے کیا حرج تھا حضور اعلیٰحضرت نے جلال میں آکر فرمایا میرے اکابر پیشواؤں نے مجھے یہی اخلاق بتائے ہیں۔ پھر اس پر متعدد احادیث مبارکہ بیان کیں۔ اسی طرح ایک بار

(باقی اگلے صفحہ پر)

کے پاس بھیج دیئے ان مذکورہ سوالوں کو دیکھتے ہی مناظرین کے سرگروہ دھوئیں کی گاڑی (ریل) پر سوار ہو کر فوراً اپنے وطن سنبھل کی طرف روانہ ہو گئے اور ان کے دوسرے معاندین نے خاموشی ہی میں سلامتی سمجھی چنانچہ اس واقعہ کی تفصیل کے متعلق رسالہ "فتح خیبر" (۱۳۰۰ھ ۱۸۸۲ء) طبع ہو چکا ہے اس کے بعد مبحث مذکورہ (مسئلہ تفضیل) کے متعلق

حضرت صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ حضور کی کتابوں میں وہابیوں، دیوبندیوں، اور غیر مقلدوں کے عقائد باطلہ کا رد ایسے سخت الفاظ میں ہوا کرتا ہے کہ آجکل جو تہذیب کے مدعی ہیں وہ چند سطریں دیکھتے ہی حضور کی کتابوں کو پھینک دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کتابوں میں گالیاں بھری ہیں۔ اسطرح وہ حضور کے دلائل و براہین کو بھی نہیں دیکھتے اور ہدایت سے محروم رہ جاتے ہیں لہٰذا اگر حضور نرمی اور خوش بیانی کے ساتھ وہابیوں دیوبندیوں کا رد فرمائیں تو نئی روشنی کے دلدادہ جو اخلاق و تہذیب والے کہلاتے ہیں وہ بھی آپ کی کتابوں کے مطالعہ سے مشرف ہوں اور حضور کے لاجواب دلائل دیکھ کر ہدایت پائیں حضرت صدر الافاضل کی یہ بات سن کر آپ آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا مولانا تمنا تو یہ تھی کہ احمد رضا کے ہاتھ میں تلوار ہوتی اور احمد رضا کے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والوں کی گردنیں ہوتیں اور اپنے ہاتھ سے ان گستاخوں کے سر قلم کرتا اور اسطرح گستاخی اور توہین کا سد باب کرتا لیکن تلوار سے کام تو اپنے اختیار میں نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ نے قلم عطا فرمایا ہے تو میں قلم سے ان بے دینوں کا شدت کے ساتھ اس لئے رد کرتا ہوں تاکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بدزبانی کرنے والوں کو اپنے خلاف شدید رد دیکھ کر مجھ پر غصہ آئے پھر جل بھن کر مجھے گالیاں دینے لگیں اور میرے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گالیاں بکنا بھول جائیں اسطرح میرے اور میرے آباؤ اجداد کی عزت و آبرو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت جلیل کے لئے سپر بن جائیں سبحان اللہ۔ اللہ تعالےٰ نے اعلٰیحضرت کو مجسمۂ عشق بنا دیا تھا۔ تفصیل سوانح اعلٰیحضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالےٰ عنہ میں ملاحظہ فرمائیں۔ ؞

صاحب ترجمہ (مولانا علامہ احمد رضا خاں بریلوی) کی جانب سے مناظرہ کا اعلان عام طور سے طبع ہو کر شائع ہوتا رہا ہے آج تک کہیں سے آواز نہ آئی"[1]

مولوی محمد حسن سنبھلی محشی ہدایہ (ف ۱۳۰۵ھ/۱۸۸۸ء) مذاق میاں بدایونی کے مرید و خلیفہ تھے مولانا مفتی محمد ابراہیم فریدی سمستی پوری ثم بدایونی اپنے استاد مولانا عبد العزیز خاں بریلوی (ف ۱۳۶۹ھ) کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

"مولوی محمد حسن سنبھلی کو تفضیلی عقیدے میں اسقدر غلو تھا کہ وہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی سے مباحثہ کرنے کے لئے بریلی آئے اور خواجہ قطب محلہ میں شاہ نظام الدین صاحب ابن شاہ نیاز احمد بریلوی کے مہمان ہوئے"[2]

مولانا بریلوی کے چھوٹے بھائی مولوی حسن رضا خاں (ف ۱۳۲۶ھ/۱۹۰۸ء) نے بھی فضیلت شیخین اور رد مفضلہ میں ایک رسالہ "رائحۃ العنبریہ من المجمرۃ الحیدریہ" الملقب بہ تزک مرتضوی لکھا چنانچہ دہ آغاز کتاب میں لکھتے ہیں۔[3]

"اس زمانہ شور و فتن و شر و محن میں مسئلہ تفضیل بھی ایک عجیب مخمصہ خیز و تعجب انگیز مسئلہ ہو رہا ہے راہ قدیم و صراط مستقیم اہلسنت نصرہم اللہ تعالے سے بہک کر ہر جاہل عامی پختہ کار حامی کا مسلک جدا ہے حضرات تفضیلیہ کا تو ذکر ہی کیا ہے وہ تو اپنی دھن میں جو فرمائیں ان کو سزا ہے"

اب ہم براہ راست حضرات شاہ ابو الحسین نوری میاں کی ان مساعی جمیلہ کا جائزہ لیتے ہیں جو انہوں نے شیعیت و تفضیلیت کے سلسلہ میں کیں۔ حضرت میاں صاحب

---

[1] : تذکرہ علمائے ہند از مولوی رحمان علی (اردو ترجمہ محمد ایوب قادری) کراچی ۱۹۶۱ء صفحہ

[2] : مولانا محمد حسن سنبھلی از مولانا محمد ابراہیم سمستی پوری (العلم کراچی جنوری تا مارچ ۱۹۵۹ء) صفحہ ۹۶،۹۷

[3] : تزک مرتضوی از مولوی حسن رضا خاں (میرٹھ ۱۳۰۰ھ/۱۸۸۳ء) صفحہ ۲۔

کی بہت سی تصنیفات ہیں، ان میں سے اکثر میں انہوں نے ان عقائد کا رد کیا ہے اور بعض کتابیں خاص اس موضوع پر لکھیں۔ جن میں سے (۱) دلیل الیقین من کلمات العارفین۔ (۲) عقیدہ اہل سنت نسبت محاربین جمل و صفین و نہروان (۳) رسالہ سوال و جواب خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

دلیل الیقین کے مقدمہ میں میاں صاحب مارہروی لکھتے ہیں [1]

(مفضلہ) در مغاک ہلاک تفضیل افتادہ بتفضیل حضرت مولا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ چنانہائے بیجا زند و فضل باہر و شرف ظاہر حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما را بہوائے نفس بر نوع دگر تاویل کنند مگر ندانند کہ تفضیل موثوق صدیق و فاروق بآیات کتاب و احادیث جناب رسالت مآب و اجماع اصحاب و تصریحات جلیلہ حضرت علیہ ابی تراب و کلمات طیبۂ مرداں باریاب بساحت اقتراب رب الارباب جل جلالہ و صلی اللہ علی النبی الاکرم و علیہم اجمعین و بارک وسلم بنائے ست محکم و اساسے مستحکم پس زبان خلاف جز بمخالف ہر کہ نزند چارۂ ایں حوادث و تنقیح مباحث از کلمات علماء گل می کند فقیر را دریں عجالہ کار بآناں افتادہ است کہ جہلاً یا تجاہلاً حضرات صوفیہ صافیہ را دریں مسئلہ باخود ہم زباں و از تفضیل شیخین برکراں گویند و حاشاہم عن ذالک تصوف نیست جز در اتباع قرآن و حدیث وانچہ رہ بر خلافش نماید وسوسہ باشد از تلبیس ابلیس خبیث اعاذ اللہ منہ آخر نشنیدۂ حضرت مولی المسلمین امام الواصلین کرم اللہ تعالےٰ وجہہ تفضیل شیخین را چقدر رنگ الصارح دادہ و منکر سنیش را کیفر انکار بکنار نہادہ پس حضرات صوفیہ کہ جز بغلامیش دمے نزنند از ایشاں و ایں ہمہ سہر انہ فرمائش نافتن یعنی چہ بہذا تبریت ساحت ایں اکابر و تجانہ ید اظہار حق ظاہر

---

[1] : دلیل الیقین من کلمات العارفین از شاہ ابوالحسین مارہروی (مطبع نسیم سحر بدایوں ۱۳۰۶ھ) صفحہ ۲، ۳

را ایں ورقے چند صرف از کلام ایں عظمائے ایں کرام گرد می آرم و بعدہ مبارک حضرات خلفاء تبریک جستہ بر چار فصل مقسوم و بنام تاریخی دلیل الیقین من کلمات العارفین موسوم می نماید۔

کتاب کے آخر میں مولانا محمد عادل کانپوری۔ مولانا عبدالحی فرنگی محلی اور مولوی عبداللہ الحسینی بلگرامی کی تقاریظ شامل ہیں۔

حضرت میاں صاحب نے "عقیدہ اہل سنت محاربین جمل و صفین و نہروان" نام کا رسالہ اردو میں لکھا جو طبع نہیں ہوا مگر اس سلسلہ میں ان کے پیش نظر یہ قول رہا ہے کہ

ونکف عن ذکر الصحابة الابخیر۔ ؎۱

رسالہ سوال و جواب کے متعلق مولوی غلام شبر بدایونی اس کتاب میں لکھتے ہیں

"اردو زبان میں مختصر مسئلہ تفضیل کا فیصلہ ہے اور حق یہ ہے کہ عجیب تحقیق سے مالامال ہے۔ آجتک باوجود کوشش اور اجتماع حضرات تفضیلہ سے اسکا جواب نہ ہو سکا۔

حضرت میاں صاحب نے اپنے وصایا اور ملفوظات میں بھی جابجا مفضلہ کا رد کیا ہے اور اہلسنت کے عقاید بیان کئے ہیں۔ فرماتے ہیں ؎۲ "فضل شیخین و حب ختنین مذہب امام اعظم است" دوسری جگہ ارشاد ہے

"آنکہ می داند کہ افضلیت بر ترتیب خلافت است غلط است بلکہ خلافت بر ترتیب افضلیت ہے و ہمچنیں واقع شدہ یعنی ہر افضل بر غیر خود در خلافت مقدم شد بدلیل آنکہ افضلیت ایشاں بہمیں ترتیب در عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متحقق بود حالانکہ درآں زماں ہیچ یکے از ایناں خلیفہ نبودند پس چوں بہ ترتیب معلوم بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

؎۱: سراج العوارف فی الوصایا والمعارف از شاہ ابوالحسین نوری میاں صفحہ ۲۸ (وکٹوریہ پریس بدایوں ۱۳۰۹ھ)

؎۲: سراج العوارف فی الوصایا والمعارف صفحہ ۲۲ ؎۲ ایضاً صفحہ ۲۴

خلیفہ شد یہ بظہور پیوست، کہ خلافت بہ ترتیب افضلیت واقع شد
نہ آنکہ افضلیت بہ ترتیب خلافت باشد۔

فضیلت شیخین کے سلسلہ میں معدن المعانی کے حوالہ سے فرماتے ہیں [1]
"فاضل ہمہ خلق مطلقاً محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبعد او افضل
خلائق ہمہ انبیاء ورسل اند صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین وبعد انبیاء ورسل علیہم السلام
افضل بنی آدم امت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام است وافضل امت محمد علیہ
الصلوٰۃ والسلام صدیق اکبر است، وبعدہٗ عمر خطاب وبعدہٗ عثمان بن عفان
است وبعدہٗ علی مرتضیٰ ست رضی اللہ عنہم

لعن یزید کے متعلق حضرت میاں صاحب فرماتے ہیں [2]
سکوت مذہب امام اعظم کوفی ومتبعان آں امام والامکام است وہمول
اسلم واحکم است .... ما در فقہ مقلد حضرت امام والامقام خودیم پس
ایں جا چرا از تقلید جنابش قدم باز کشیم"

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سلسلہ میں فرماتے ہیں [3]
"دریں زماں مرداں اہلسنت وجماعت از محاورات رافضیاں وصحبت ایشاں
از حال امیر معاویہ وغیرہ صحابہ رضی اللہ عنہم سوئے ظن می دارند۔ ایں خود رفض
جلی است لہذا مناسب افتاد کہ بندے از جانب امیر معاویہ بیان کنم
واکتفا بر قول حضرت نظام الدین اولیاء بدایونی ثم دہلوی قدس سرہٗ می
کنم کہ برائے صوفیہ صافیہ سند کافی ووافی است۔ در فوائد الفواد ملفوظ
آنجناب مکتوب است۔ بندہ عرضداشت کرد کہ اعتقاد در باب
معاویہ چگونہ می باید۔ فرمود کہ او مسلمان بود از صحابہ بود وخسر بودہٗ رسول
بود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اورا خواہرے بود۔ ام حبیبہ گفتندے رضی اللہ

---

[1] : سراج العوارف فی الوصایا والمعارف صفحہ ۲۹ [2] : ایضاً صفحہ ۲۷۔ [3] ایضاً صفحہ ۲۹

تعالیٰ عنہا۔ اور حرم رسول بود۔ صلی اللہ علیہ وسلم

ردّ روافض ومفضلہ کے ساتھ مناکحت کو منع کرتے ہوئے لکھتے ہیں [۱]

"با مبتدعان وبد مذہبان قرابت نکنند چراکہ صحبت بد اینان سراسر زیان است وآئندہ در اولاد اثر خواہد کرد چنانچہ بارہا بہ تجربہ آمدہ وعلاوہ ازیں در بسیار صورت ہا در صحت نکاح ہم سقم ونزاع می ماند وجا ہا قطعاً نکاح مردود و باطل است ...... بلکہ با شیعہ محض تفضیلہ ہم مناکحت اولیٰ نیست کہ تفضیل در رفض است ورفض در کفر۔ العیاذ باللہ تعالیٰ

مراسم وبدعات محرم کے سلسلہ میں حضرت میاں صاحب فرماتے ہیں [۲]

چنانکہ ہر سال رسم جہاں ہندوستان ست کہ دریں ایام دہ روز بعضے تا چہل روز ہر سال ترک زینت وتقریبات شادی می کنند۔ ممنوع باشد کہ بدعت شیعہ روافض است .... نیز جائز ومباح ومحبوب نہ آنکہ جزع وفزع ونوحہ بتکلف وتصنع کنند وسینہ زنند ورخ خراشند وحجامت وغسل وتبدیل پارچہ وپان وطعام ترک دہند وزناں چوڑیہا شکنند وسیاہ وکبود وسبز وسفید پوشند۔ ایں ہمہ حرام وبدعت وممنوع است"۔

شب عاشورہ کے متعلق لکھتے ہیں [۳]

"دراں شب بابرکت بدعات شیعہ کنند ودر درستی نقل روضہ اسراف کردہ ومخالفات فاحشہ بکار بردہ بجائے ثواب در عذاب مبتلا شوند .... تمام شب بجائے ذکر وعبادت بالہو ولعب ساختن ومزامیر ممنوعہ نواختن ونوحہ کردن وسینہ کوفتن وموئے کندن ودرمُوئے خفتن و گریہ مصنوعی را زنگ بستن پیداست کہ چہ قدر باعث عتاب وعقاب

۱؎ : سراج العوارف فی الوصایا والمعارف صفحہ ۱۰۸ ۔ ۲؎ ایضاً ۱۰۶

۳؎ : " " " صفحہ ۱۰۹

وغضب رب الارباب و بیزاری روح امام عالی جناب خواہد شد العیاذ
باللہ تعالے۔

بدعات محرم کے سلسلہ میں اپنے جد اعلیٰ (شاہ آل رسول مارہروی) کا قول نقل فرماتے ہیں ١؎

بارہا از زبان فیض ترجمان حضرت جدی و مرشدی قدس سرہٗ السرمدی شنیدہ
بودم کہ در ماہ محرم الحرام از ارتکاب بدعات شنیعہ تعزیہ داری و مرثیہ خوانی
منع می کردند بلکہ دارشاد شیخ خود حضرت اچھے میاں) می فرمودند......
کہ ترتیب چنیں مجالس شعار روافض ست و دریں ماہ زیارت اہتمام
گویا باب روافض را واساختن است........ پس اہتمام ایں وعظ
(شہادت) دریں دیار چنداں حاجت ندارد

الحسن المصطفیٰ میں حضرت میاں صاحب لکھتے ہیں ٢؎

صحابہ تمام امت سے افضل ہیں اور صحابہ میں سب سے افضل اور اللہ
تعالےٰ کے نزدیک مرتبہ اور عزت میں سب سے زیادہ اور حضرت سے
بہت نزدیک حضرت صدیق پھر فاروق پھر عثمان غنی پھر علی مرتضیٰ ہیں
اور افضل کے یہی معنی ہیں کہ اوروں سے مرتبہ بڑا اور خدا کے یہاں عزت و
وجاہت وکرامت و ثواب میں زیادہ ہو۔ ہم سنی ان باتوں میں حضرت
صدیق اکبر کو انبیاءؑ و مرسلین کے بعد تمام جہان سے بڑھ کر مانتے ہیں"

شیعیت وتفضیلیت سے برات کے سلسلہ میں حضرت میاں صاحب مندرجہ ذیل
اعلان فرمایا انکا یہ بیان اسی کتاب میں موجود ہے۔

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین
والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ سیدنا محمد،

١؎: سراج العوارف فی الوصایا والمعارف صفحہ ١١٣۔ ٢؎ الحسن المصطفیٰ فی عقائد ارباب سنۃ المصطفیٰ بحوالہ
تنبیہ لمحدین اشرار صفحہ ٦ ؞

وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین ۔ اما بعد : فقیر حقیر سید ابوالحسین احمد نوری الملقب بہ میاں صاحب قادری نوری برکاتی بخدمت کافۂ انام اہل اسلام وخصوص مریدان خاندان و مریدان ذات خاص یہ خطاب کرتا ہے کہ عقیدہ اس فقیر کا اور اسلاف فقیر کا اور اساتذہ فقیر کا وہی ہے کہ جسکو حقیر بے سروپا عسل مصفّٰی اور دلیل الیقین میں ظاہر کر چکا ہے اب جو صاحب کہ خلاف اسکے ہوں ان سے فقیر بری ہے۔ وما علینا الا البلاغ ۔ تحریر ۳ ربیع الثانی ۱۳۰۳ھ من مقام گجرات۔"

غرضکہ یہ ایک سرسری جائزہ ہے حضرت میاں صاحب کے عقاید حقہ احسان خدمات کا جو انہوں نے ردّ شیعیت وتفضیلیت میں انجام دیں۔ ان ہی خدمات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مولانا احمد رضا خاں قصیدہ مشر قستان قدس[1] (در مدح میاں صاحب) میں لکھتے ہیں[2]

صادق رفض سوز کا پرتو ۔۔۔ تجھ پہ سچا ہے احمد نوری
شیعت سے کہتے ہو کا نور ۔۔۔ نور افزا ہے احمد نوری
رفض وتفضیل و ندوہ کا قاتل ۔۔۔ سنت آرا ہے احمد نوری
خلفائے ثلاثہ کا ہے غلام ۔۔۔ جب تو مولیٰ ہے احمد نوری
بے تقیہ بنا کریں عیسار ۔۔۔ مرگ شیعہ ہے احمد نوری

---

[1] : مولانا بریلوی کے اس قصیدہ مشر قستان قدس پہ مذاق میاں بدایونی کے مریدوں سنے فنی اور عروضی اعتراض کئے اور ایک رسالہ "مرآۃ الغیب" کے نام سے شایع کیا گیا۔ مرآۃ الغیب کا جواب مشرقستان اقدس کے نام سے مولوی علی احمد خاں اسیر بدایونی (ف ۱۹۲۷ء) نے لکھا جو مولانا احمد رضا بریلوی کے شاگرد مولوی نواب سلطان احمد خاں بریلوی کے نام سے شائع ہوا۔

[2] : حدائق بخشش حصہ سوم (مجموعہ نظم مولانا احمد رضا خاں بریلوی) مرتبہ محبوب علی خاں (مطبوعہ پٹیالہ) صفحہ ۷۴ ، ۷۶ :-

بے محاسن ہیں پیر چوٹی کے — مرد حق کا ہے احمد نوری
یاں نہیں کفر یہ جمر توحید — خاص بندہ ہے احمد نوری
کھو کے سدھ بدھ بنے ہیں پتھر پیر — حق کا جمعہ ہے احمد نوری
بد مذاقوں کو تیرا شہد ہے تلخ — ان کو صفرا ہے احمد نوری
جلتے ہیں تیرے گرم چرچے سے — ان کو سودا ہے احمد نوری
اے علم تعزیوں کے مجرے سے دور — تجھ کو مجرئی ہے احمد نوری

★

ہم نے ان اوراق میں بدایوں و بریلی و مارہرہ کی ان کوششوں کا جائزہ لیا ہے کہ جو رد شیعیت و تفضیلیت میں ہوئیں لیکن ایک بات عرض کرنی ضروری ہے کہ یہ تردید دراصل تمام تر علمی اور کتابی تھی اسکا دائرہ عوام تک وسیع نہیں ہوا اور نہ اس سلسلہ میں موثر تدابیر اختیار کی گئیں اس لئے کہ بدایوں اور بریلی نیز ان اضلاع کے قصبات تعزیہ داری اور مراسم محرم کے لئے مشہور تھے۔ بدایوں کی مہندیاں اور تعزیہ داری دیکھنے کے لئے دور دور سے لوگ آتے تھے یہی حال بریلی کے سدّوے تخت تھا۔ شیعوں کی طرح سنی بھی مجلسیں جماتے اور مرثیہ گوئی کرتے تھے۔ ان مقامات پر تعزیہ داری کی تمام تر رونق اور بھیڑ بھاڑ سنی عوام سے ہوتی تھی اور یہی حال آج بھی کراچی اور دیگر بلاد و امصار پاکستان میں ہے۔

حضرت شاہ ابوالحسین میاں صاحب مارہروی کے یہ حالات ان کے مرید خاص مولوی غلام شبر بدایونی (ف ۱۳۴۶ھ ۱۹۲۷ء) لکھے ہیں۔ مولوی غلام شبر کو اکابر و مشائخ مارہرہ سے اباً عن جدٍ نسبت ارادت رہی ہے انہوں نے نہایت عقیدت سے اپنے مرشد کے حالات دو حصوں میں ترتیب دیئے اور اسکا نام "نور دارئِ حضور" رکھا پہلے حصے میں حضرت میاں صاحب کے بزرگوں کے حالات لکھے ہیں یہ کتاب ۱۳۳۱ھ میں امیر الاقبال پریس بدایوں سے طبع و شائع ہوچکی ہے۔ دوسرا حصہ حضرت نوری میاں صاحب کے حالات پر مشتمل ہے۔ زبان قدیم اور پرانی ہے۔

اس دوسرے حصے کا مسودہ مصنف مولوی غلام شبر بدایونی[1] مرحوم کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ ان کے پیر بھائی مولوی حافظ عبد الصمد قادری۔ نوری بدایونی کے پاس تھا جو مصنف نے خود انہیں مرحمت فرمایا تھا۔ مولوی حافظ عبد الصمد بدایونی مرحوم قصبہ اوجھیانی ضلع بدایوں میں مسجد کھپلانا کہ محلہ تھیائی میں خطیب و پیش امام تھے۔ ان کے پاس ایک اچھا کتب خانہ تھا ان کا تمام وقت اصلاح و تبلیغ[2]۔ درس و تدریس یا تسوید و تالیف میں گذرتا تھا۔ اس زمانے میں راقم الحروف محمد ایوب قادری حافظ صدیق مسٹن اسلامیہ کالج بدایوں میں انٹرمیجیٹ میں پڑھتا تھا اور اپنے پھوپھا چودھری حاجی شمس الدین رئیس و زمیں دار اوجھیانی (ف سنہ ۱۹۶۵ء) کے یہاں مقیم تھا۔ میں نے جب اس کتاب کو دیکھا تو حافظ صاحب سے درخواست کی کہ آپ اسکی نقل مرحمت فرمادیں۔ انہوں نے فوراً میری درخواست کو قبول فرمایا اور مہینے سوا مہینے میں اس کتاب کی نقل کر کے مجھے ۲۵ مارچ سنہ ۱۹۴۹ء کو مرحمت فرمادی۔

یہ کتاب میرے پاس ۱۸ سال سے محفوظ تھی کئی مرتبہ اسکی اشاعت کا ارادہ کیا جو پورا نہ ہو سکا۔ اب مخدومی مولانا محمد اسلم صاحب علوی مالک کتب خانہ سنی دار الاشاعت علویہ رضویہ لائلپور۔ اور محب گرامی قدر علامہ اقبال احمد فاروقی ایم۔ اے کی تحریک و معاونیت سے اس کی اشاعت کا انتظام ہوا۔

---

[1] : مولوی غلام شبر کی ایک کتاب ، سکینۃ فی الاخبار سلطان مدینہ امیر الاقبال پریس بدایوں سے چھپ چکی ہے ان کو شعر و شاعری کا بھی ذوق تھا۔ حسرت تخلص تھا۔ ۱۳۴۶ھ سنہ ۱۹۲۷ء میں انتقال ہوا۔ اولاد پاکستان میں موجود ہے

[2] : مولوی حافظ عبد الصمد بن مولوی مقصود حسین بن حاجی امیر علی بدایوں محلہ سرائے چودھری میں سنہ ۱۸۹۵ء میں پیدا ہوئے۔ تمام تر تعلیم اپنے والد مولوی مقصود حسین سے پائی۔ حفظ قرآن کریم کیا۔ اوجھیانی میں بسلسلہ خطابت و امامت مقیم رہے اور اس قصبہ میں بڑی حد تک تعلیمی ترقی حافظ صاحب ہی کی بدولت ہوئی۔ امامت کے ساتھ مدرسہ جاری رہتا۔ ناظرہ اور حفظ قرآن کے ساتھ اردو اور دینی تعلیم کا بھی انتظام رکھتے تھے۔ ان کی تالیف کردہ مولود شریف کی دو کتابیں میرے کتب خانے میں موجود ہیں۔ رمضان ۱۳۷۱ھ / ۱۹۵۲ء میں اوجھیانی میں انتقال ہوا۔ غفر اللہ تعالیٰ لہ۔ ان کے ایک صاحبزادے حافظ محمد احمد سلمہ اللہ تعالیٰ اوجھیانی میں موجود ہیں غالباً ان کا مشغلہ بھی امامت اور درس و تدریس ہے ۔

مکرمی فاروقی صاحب، اور مخدومی علوی صاحب کے اصرار و حکم پر میں نے اسکی ترتیب، تحشیہ کے فرائض انجام دیئے ہیں۔ اب یہی کتاب "تذکرہ نوری" کے نام سے شائع کی جارہی ہے۔ شروع میں ایک مقدمہ لکھا ہے۔

آخر میں میں مخدومی مولوی عبدالمجید اقبال میاں بدایونی کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ انہوں نے اس کتاب میں پیش لفظ لکھا اور اسکی اشاعت کی طرف متوجہ فرمایا۔

محمد ایوب قادری
۱۱ رمئی ۱۹۶۷ء

N/۱۶۴/A
نارتھ ناظم آباد۔ کراچی ۳۳

یہ کتاب محمد اسلم علوی مالک کتب خانہ علویہ رضویہ نے رحمت گفتار پریس لائلپور سے چھپوا کر سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ ڈجکوٹ روڈ سے شائع کی۔

دیباچہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

حمد باری تعالےٰ شانہٗ کا حق ادا ہونا محال، حقیقت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا پہچاننا ناممکن لیکن اطاعت فرض اور شکر نعمت واجب۔ فقیر حقیر غلام شبر صدیقی حنفی قادری بدایونی غلام موروثی خانوادہ علیہ برکاتیہ مارہرویہ ہے۔ اس عاجز کو عرصہ سے یہ آرزو تھی کہ حالات حضور مرشدی حضرت سیدنا شاہ ابوالحسن نوری الملقب بہ میاں صاحب مارہروی قادری برکاتی نوری رحمۃ اللہ علیہ کے تحریر ہوں لیکن پریشانی و بے سروسامانی کثرت سفر قلت قیام۔ نظر کمزور۔ عمر ضعیف۔ پھر ناقابلیت تصنیف و تالیف غرض در چند مانع تھے۔ الحمد للہ کہ حسب حکم حضور صاحبزادہ وارث سجادہ حضرت سید شاہ مہدی حسن صاحب ، دامت برکاتہم یہ تحریر شروع کی جاتی ہے اللہ تعالےٰ توفیق و ہمت عطا فرمائے کہ تعمیل حکم سرکار کے ساتھ ساتھ مردہ ارمانوں میں جان پڑ جائے۔ مختصر حالات ہوں۔ سچے واقعات ہوں۔ نسب اکرام کا تذکرہ ہو۔ سلاسل و اسناد کا بیان ہو۔ حضور کی ولادت و تعلیم و تربیت و اجازت و خلافت کا حال نگارش ہو۔ طریقہ مجاہدہ و تصرف و حکومت گذارش ہو۔ اخلاق و عادات تحریر ہوں۔ اسمائے خلفائے خاص نظر ہوں۔ کہ جمعیت مفقود و سامان جمع و ترتیب سوانح موجود نہیں توکلاً علی اللہ جو کچھ حافظہ میں ہے بیشتر دیدہ واقعات کچھ ثقات کی روایات قلم بند کرتا ہے امید کہ ناظرین کرام طرز نگارش سے قطع نظر فرمائیں۔ اصل مضمون کو ملاحظہ فرمائیں خدا کرے یہ نذر سرکار میں قبول ہو۔

غلام شبر بدایونی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

باب اوّل

نورِ حق نورِ نبی نورِ علی نوری لقب ، بادشاہ و سید و سردار یاد آمد مرا

ولادت و تعلیم و تربیت

وصل اول تربیت و تادب

حضرت سراج السالکین نور العارفین سیدی سندی مرشدی و مولائی حضرت سید شاہ ابو الحسین احمد نوری الملقب بمیاں صاحب قدس سرہٗ سجادہ نشین درگاہ عالیہ مارہرہ مقدسہ مطہرہ سادات حسینی زیدی واسطی بلگرامی مارہروی منجانب والد صاحب نیز والدہ ماجدہ حضرت سید محمد صغریٰ بلگرامی قدس سرہٗ کی بیسویں پشت میں ہیں آپ آپ کے آبائے کرام ہر عہد میں سردار مقتدار ہے ہیں۔ سنہ ۶۱۴ھ - ۱۲۱۷ء میں یہ خاندان بلگرام کو فتح کر کے وہاں رونق افزا ہوا[1] اور جاگیر و خطابات شاہی سے معزز رہا

---

[1] فتح بلگرام کا مسئلہ اختلافی ہے۔ بلگرام کے شیوخ و سادات نے اس سلسلہ میں بہت کچھ لکھا ہے اور اپنے اپنے حق میں دلائل کا انبار لگا دیا ہے۔ سادات نے اسکا سہرا محمد صغریٰ کے سر باندھا ہے سرو آزاد۔ از غلام علی آزاد بلگرامی۔ ماثر الکرام (جلد اول) از غلام علی آزاد بلگرامی۔ خاندان برکات واضح التواریخ (جلد دوم) از محمد میاں مارہروی وغیرہ میں اسی بات کو ثابت کیا گیا ہے۔ شرافت عثمانی کے مولف (باقی ص ۵۴ پر)

۱۰۱۷ھ/۱۶۰۸ء میں میر عبدالجلیل قدس سرہٗ[1] آپ کے جد اکرم صاحب غوث و قطب مارہرہ مقرر ہو کر رونق افروز مارہرہ مطہرہ ہوگئے۔

ولادت باسعادت حضور اقدس کی بمقام مارہرہ مقدسہ بتاریخ ۱۹ رماہ شوال المعظم ۱۲۵۵ھ (۲۶ دسمبر ۱۸۳۹ء) بروز پنجشنبہ ہوئی۔ اسم شریف تاریخی مظہر علی ہے ظل رافت وآغوش عاطفت حضور خاتم الاکابر (شاہ آل رسول) قدس سرہٗ میں پرورش پائی اور اکتالیس برس کامل صحبت وخدمت حضور میں فیض حاصل کیا۔

سن شریف ڈھائی برس کا تھا کہ حضور کی والدہ ماجدہ نے رحلت فرمائی اوس وقت سے حضور کی جدہ ماجدہ قدست اسرارہا نے تمام کفالت حضور اپنے ذمہ لی ہمارے حضور قدس سرہٗ تنہا وہ نور عین ہیں جن کی تربیت وپرورش میں آپ کے جد اکرم اور جدۂ مکرمہ قدس سرہما میں باوجود کمال محبت واخلاص اختلاف ہو جاتا۔ حضرت بی بی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا تربیت شاہانہ کی کوشش فرماتیں اور حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ عالمانہ ودرویشانہ چاہتے۔ صرف ایک ہی ذات نوری تھی جن کی تربیت وتکمیل کا تمام اہتمام خاتم الاکابر قدس سرہٗ نے خود برداشت فرمایا تھا ہر وقت پیش نظر رکھتے۔ وظائف

غلام حسن ثمین نے خواجہ عماد الدین کو یہ شرف بخشا ہے اسی زمرے میں شیخ محمد فقیہ عراقی کا نام بھی آتا ہے (گزیٹیر ضلع ہردوئی صفحہ ۱۸۸) فاتح اول کی حیثیت سے محمد یوسف گازرونی بھی سب سے پہلے بزرگ بیان کئے جاتے ہیں جن کے سلسلہ میں ۴۳۸ھ ۱۰۴۶ء کا ایک دستاویز بھی پیش کیا جاتا ہے۔ (تنقیح الکلام) غرض یہ مسئلہ بہت الجھا ہوا ہے اس سلسلہ میں ایک مضمون (بلگرام) ڈاکٹر فضل الرحمٰن ندوی سے مجلہ علوم اسلامیہ (علی گڑھ) جلد ۶ شمارہ ۱، ۲ میں شائع کیا ہے جس میں تمام پہلو پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

ف۱: حالات کے لئے ملاحظہ ہو اصح التواریخ از میاں مارہروی صفحہ ۲ - ۲۱ (خانقاہ برکاتیہ مارہرہ)

ف۲: ملاحظہ ہو خاندان برکات از محمد میاں صفحہ ۲۹، ۳۶ (طبع دوم حسنی پریس بریلی ۱۹۲۷ء)

تلاوت فرماتے ہیں حضور قدس سرہٗ روبرو ہیں نماز پڑھتے ہیں حضور ساتھ ہیں درگاہ جاتے ہیں۔ آپ ہمراہ ہیں آرام فرماتے ہیں۔ حضور پاس ہیں شب و روز باتوں باتوں میں تعلیم و تلقین ہو رہی ہے۔ یہاں تک کہ بظاہر مکتب نے گونہ مفارقت چاہی اور حضور ایک جماعت اکابر کی سپرد ہوئے۔

اسوقت میں بھی حضور حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہر وقت نگران تھے ظاہراً صغر سن میں یتیم ہو جانے کا بہانہ تھا حقیقتاً اپنا جانشین و وارث و نعمت و دولت بنانا تھا حضور اقدس قدس سرہٗ نے قرآن کریم۔ صرف و نحو۔ فقہ و اصول۔ منطق۔ حدیث تفسیر نیک استادوں اور عمدہ عالموں سے پڑھی۔ ساتھ ساتھ درس تصوف و سلوک بھی عرفا سے جاری تھا حضور خود جوہر قابل طبیعت اخذ علوم پر مائل استاد سب کامل مکمل پھر کیا پوچھنا تھا۔

گیارہواں سال تھا کہ حضور اقدس کے والد ماجد (شاہ ظہور حسن) نے انتقال فرمایا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ اسوقت حضور خاتم الاکابر سیدنا شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ آپ کے جد اکرم نے مجاہدات سلوک و ریاضات طریقہ اور خاص خاص ادعیہ خاندانی مثل حروف ہجا۔ حزب البحر۔ چہل اسم۔ حرز یمانی حیدری بانت العظمت فرتیا برہتی کی دعوات باقاعدہ آپ سے ادا کرائیں۔ اس عاجز کے والد ماجد (غلام حیدر بدایونی) اس عہد مبارک میں مارہرہ مطہرہ میں تھانہ دار تھے اور جد اکرم رحمۃ اللہ علیہما ان اربعینات کے خاص نگران اور اخ معظم مولوی غلام قنبر صاحب مدظلہم حضور کے ہم درس تھے۔ یہ سب حضرات حضور اقدس کی تعلیم و تربیت و ترقی مدارج کو تعجب کی نگاہ سے دیکھتے اور فرماتے تھے کہ حقیقتاً یہ تکمیل سب ستر و پردہ تھی جیسا کہ حضور ختم الاکابر قدس سرہٗ کے حالات میں گذارش ہوا ہے۔

حضور کو اپنے اخفائے حال میں خاص اہتمام تھا ورنہ حضور مرشدی قدس سرہٗ کی تعلیم و تربیت میں اگر کسی بزرگ کو سوائے حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ دخل تھا تو حضور قبلہ جسم و جان سید شاہ آل احمد اچھے میاں صاحب قدس سرہٗ کو تھا حضور حضرت صاحب

تعلیم فرماتے اور فوراً حضور اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ تکمیل فرمادیتے۔ تمام استاد حضور کے معترف تھے کہ تعلیم وتعلم بہانہ تھا حضرت خاتم الاکابر قدس سرہٗ نے بھی حضور کو بچپن سے اوقات و پابندی سے التزام اور وقتوں کو ایسا منضبط فرمادیا تھا کہ آخر وقت تک ریاضت و صوم وخلوت۔ شب بیداری و تہجد۔ تلاوت۔ ذکر عادت کریمہ ہوگئے تھے ریاضات دیکھ کر حضور کی جدہ ماجدہ گھبراتیں اور روکنا چاہتیں لیکن اُدھر حضور حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ حکم دیتے۔ اِدھر حضور اقدس قدس سرہٗ کا شوق کہ دم بھر کی فرصت ناگوار ہوتی۔ حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ فرماتے ان کو عیش وآرام سے کیا کام یہ کچھ اور ہیں اور ان کو کچھ اور ہوتا ہے۔ یہ اقطاب سبعہ میں سے ایک قطب ہیں جن کی بشارت حضرت بوعلی شاہ قلندر پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شاہ بدیع الدین قطب مدار رحمۃ اللہ علیہ نے دی ہے اور یہی اس سلسلہ بشارت کے خاتم ہیں۔ باتوں باتوں میں اسرار وغوامض سلوک کچھ اسطرح پر تعلیم ہوتے کہ دوسرا مطلع نہ ہوتا۔ بے شبہ حضور مرشدی قدس سرہٗ کی فطری قابلیت قابل ہزار ستائش تھی کہ ہر بات سے ایک عمدہ نتیجہ اخذ فرماتے خصوصاً اپنے جد اکرم وپیر ومرشد قدس سرہٗ کے عادات واقوال میں نہایت غور فرماتے اور اشارات میں ہدایات کا سبق حاصل فرماتے چونکہ طریقہ تعلیم حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ معلوم ہوچکا تھا ہر وقت۔ ہر شان میں حضور پیر ومرشد قدس سرہٗ سے حالات اکابر خاندان خصوصاً حال حضور سید شاہ ابوالفضل آل احمد اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا دریافت فرماتے اور مسلک روشن تحقیق فرماکر اوس سے متصف ہوجاتے۔

یہ وہی طرز تھی کہ روزانہ حضور امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ حاضر حضور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہوکر دریافت فرماتے ما الایمان یارسول اللہ حضور پُرنور نور مجسم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ایک درجہ بیان فرماتے یہ اسدن میں اس درجہ پر فائز ہوکر دوسرے روز پھر پوچھتے ما الایمان یارسول اللہ اور درجہ بلند ارشاد ہوتا۔ غرض روزانہ یہی معمول تھا یہ وہی انداز تھا جو حضور مولی المسلمین امیر المومنین سیدنا ومولانا علی مرتضےٰ کرم اللہ تعالےٰ وجہہ المضی فرماتے ہیں میرا کیا حال پوچھتے ہو جب میں حضور سرورعالم

صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم سے سوال کرتا، علم کی تعلیم ہوتی اور جب میں خاموش ہو جاتا تھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ابتدا فرماتے اور علوم کی تکمیل فرماتے بعینہ یہاں بھی یہی روش تھی کہ نہ حضور مرشدی قدس سرہٗ کے سوال و طلب و تعطش میں کمی ہوتی تھی نہ حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ تعلیم و تربیت میں توقف فرماتے تھے غرض اکتالیس برس حالت حیاتِ ظاہری اور اٹھائیس برس روحانی طریقہ سے تمام آداب طریقہ سے حضور کی تکمیل فرماتے رہے پھر تمام اکابر خاندان کا پیار اور حضور سید شاہ ابو الفضل آل احمد اچھے میاں صاحب قدس سرہٗ کا کرم خاص اس پر طرہ تھا۔

جس نے حضور اقدس قدس سرہٗ کی بیاض اسرار کی زیارت کی ہے یقیناً جانتا ہے کہ ارواح طیبہ حضرات سلسلہ خصوصاً آپ کے آبائے کرام قدست اسرارہم ہر وقت اور ہر شان میں حضور کے معاون تھے یا خود حضور ان کے اشارہ سے کوئی بات فرماتے تھے یا یہ حضرات منتظر رہتے تھے کہ آپ کچھ فرمائیں اور کام پورا کر دیا جائے۔ انشاء اللہ تعالٰے کسی موقع پر ایک راز جو بزور دشواری معلوم ہوا تھا اس کے متعلق عرض کروں گا حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ نے بعد تکمیل اجازت عام مرحمت فرمائی اس کی نقل ثبت ہے۔ نقل سند خلافت و اجازت حضور قدس سرہٗ

اللہ ولا سواہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علٰے سید المرسلین محمد وآلہ اجمعین۔ اما بعد:

میگوید فقیر حقیر آل رسول احمدی کہ چوں نور دیدہ و سرور سینہ قرۃ عینی و فواد قلبی سید ابو الحسین احمد نوری ملقب بہ میاں صاحب طول عمرہٗ و زید قدرہٗ را اجازت سلاسل خمسہ قادریہ۔ چشتیہ و نقشبندیہ و سہروردیہ و مداریہ قدیمہ و جدیدہ و قادریہ رزاقیہ و علویہ منامیہ و ہم اجازت جملہ اذکار و اشغال و اوراد معمولہ خاندان برکاتی بہ ہیچکہ فقیر را از جناب عموی و مرشدی و مولائی حضرت سید شاہ ابو الفضل آل احمد

اچھے صاحب انار اللہ تعالےٰ برہانہٗ وہم از جناب الوی وقبلہ گاہی حضرت سید آل برکات عرف ستھرے صاحب نور اللہ تعالےٰ مرقدہٗ اجازت رسیدہ است۔ دادم ومجاز وماذون گردانیدم ہر کسیکہ ارادہ بیعت نماید ومرید شود اورا داخل سلسلہ عالیہ نمایند ومرید کنند وموافق استعداد اوا زذکر وشغل وورد خاندانی مامور سازند والمسئول من اللہ سبحانہ الاستقامۃ علی جادۃ اکابر تلک الطریقۃ واللہ المستعان وعلیہ التکلان تحریر تاریخ دوازدہم ربیع الاول ۱۲۶۷ھ ہجری نبوی صلی اللہ علیہ وسلم آل رسول"

علاوہ اس سند کے جو خاص خلافت سے متعلق ہے بروز جشن ولادت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم خلافت ہوئی تھی۔ حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ نے حضور کو اجازت قرآن کریم وصحاح ستہ ومصنفات شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی حصن حصین ودلائل الخیرات واسماء اربعینہ وحزب البحر وحدیث مسلسل بالاولیہ وحدیث مسلسل بالاضافہ ومصافحات اربعہ ومصافحہ ومشابکہ اور تمام علوم کی سندیں جو آپ کو اپنے اساتذہ سے پہنچی تھیں مرحمت فرمائیں جن میں سے اکثر النور والبہاء میں طبع ہو کر مشتہر ہو چکی ہیں۔ؔ۱ والحمد للہ علیٰ ذالک۔

بیاض شریف دستخطی میں ارقام ہے۔ "در ۱۲۶۷ھ ہجری دوازدہم ماہ ربیع الاول ایں فقیر مسمی سید ابوالحسین احمد نوری عرف میاں صاحب بدست حضرت پیر ومرشد جدی سید شاہ آل رسول احمدی مدظلہ تعالےٰ مرید شدہ وبامر خلافت مامور شد وشب دوازدہم ماہ مذکورہ مذکور پیر ومرشد برحق بر مسند سجادہ نمایندہ از دست مبارک خود روپیہ نظر گذرانیدند وجائے نشین خود نمودند وسماز فیض باطنی بلا پیر ومرشد تعلیم رسید۔

اس زمانہ میں حضور نور النور قدس سرہٗ میں حرارات ذکر وشغل آثار دعوت

ؔ۱ کتاب کا نام ہے "النور والبہاء فی اسانید الحدیث وسلاسل الاولیاء" مطبوعہ دکٹوریہ پریس بدایوں ۱۳۰۷ھ۔

ادعیہ سے وہ شانِ جلال نمایاں تھی کہ نمازِ چاشت تک خاص خدام بھی روبرو حاضر نہ ہو سکتے تھے۔ سلبِ مرض و دفعِ آسیب جن میں کسی کدوکوشش کی ضرورت نہ تھی صرف مریض روبرو حاضر ہوا نگاہِ کرم پڑی اور تندرست و صحیح ہوگیا۔

شوال المعظم ۱۲۷۵ھ میں دعوت سورہ واقعہ و چہل اسماء حیدری و اسماء اصحاب کہف و اسم بدوح و حزب البحر اور ۱۲۷۵ھ میں بماہ شعبان عمل شجرۂ زر اور ۱۲۷۵ھ بماہ ذیقعدہ دعوت اَللّٰہُ لَطِیْفٌ بِعِبَادِہٖ اور ۱۲۷۳ھ میں سیفی کلاں اور ۱۲۸۰ھ ماہ صفر میں عمل چہار شنبہ اور ۱۲۷۹ھ میں تسخیر قرشیا برہتی واقعہ صلوٰۃ الختام اور ۱۲۸۰ھ ماہ شوال بانت العظمت دس و سہ آیت نود و نہ نام۔ حروف تہجی شامل وظیفہ حضور ہوئے۔

جن اسماء ادعیہ پر ہمارے حضور قدس سرہٗ بعد ادائے زکوٰۃ و شرائط حاکمانہ متصرف ہوکر وِرد میں داخل فرمالیتے حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ اوسکو اپنے ورد سے فرمادیتے بظاہر تمام اسماء و ادعیہ خاندانی کی زکوٰۃ ادا فرمائی لیکن حقیقتاً حروف ہجا و چہل اسماء و حرز یمانی کی زکوٰۃ کے بعد حضور اقدس قدس سرہٗ کو حکومت عام و تصرف تام حاصل تھا۔

ایک زمانہ پانچ پارہ قرآن کریم کے حزب دلائل الخیرات۔ حزب حصن حصین۔ چہل اسماء۔ کامل حرز یمانی معہ ادعیہ ملحقہ سی و سہ آیت تسخیر حزب البحر برہتی واقعہ قرشیہ بانت العظمت نود و نہ نام کبریت احمر حرز قادری۔ صلوٰۃ الختام حیدری۔ سورہ واقعہ۔ سورہ مزمل سورہ یٰسین۔ اسماء اصحاب کہف۔ آیت اَللّٰہُ لَطِیْفٌ بِعِبَادِہٖ۔ اسم بدوح سادہ و باموکل آیہ کریمہ اسم انہ ولی الاجابہ اسم یا بدیع العجائب اسم اعظم علاوہ اشغال و اوراد معمولہ ورد تھا۔ عمل چہار شنبہ عمل شجرہ زر عمل یا مقلب القلوب خاص خاص اوقات کے وظائف تھے۔ ورد روزانہ اسقدر تھا کہ اچھا تیز پڑھنے والا اسکو شب و روز میں پورا نہ کر سکتا تھا یہ سب حضور اقدس قدس سرہٗ بہت تھوڑے وقت میں پڑھتے۔

اللہ اکبر حضور کے وقت میں کیسی وسعت و برکت تھی کہ نماز و وظائف اوراد و اشغال کے سوا خدام و سائلین کی پرسش حالات۔ خطوط کے جواب۔ مریضوں کی عیادت۔ نقوش و تعویذات کی تحریر۔ قیلولہ و آرام۔ تصنیف و ملاحظہ کتب۔ اہل حقوق کی پاسداری۔ حضور

خاتم الاکابر قدس سرہٗ کے دربار کی حاضری معاملات کا پیش فرمانا اور ہدایات لینا، صدہا ہزارہا خدام کے حال پر نظر کرم ان کے معاملات کی کفالت، حمایت انتظام و اہتمام درگاہ معلےٰ مختلف روزانہ طے ہوتے تھے ایسا کبھی نہیں ہوا کہ حضور قدس سرہٗ نے تنگی وقت کے سبب سے کسی کام کو دوسرے وقت پر محول فرمایا ہو یا سہو ہوگیا ہو یا کسی کام میں اس کے وقت سے تقدیم یا تاخیر ہوگئی ہو۔ ہر کام روح شریعت و عین طریقت تھا
استغناء اور امرا سے بعد میں حضور صاحب البرکات قدس سرہ کا رنگ تھا۔
تربیت وسلوک میں استاذ المحققین سیدنا شاہ آل محمد قدس سرہٗ کی شان تھی۔
معلومات وسعت نظر میں حضرت اسد العارفین سید شاہ حمزہ قدس سرہٗ کا پرتو تھا۔
ایثار وعطا حاجت روائی مخلوق میں حضرت برکات ثانی سید شاہ حقانی قدس سرہٗ کا انداز تھا۔
تصرف وحکومت میں حضور شمس العارفین سیدنا شاہ ابو الفضل آل احمد اچھے صاحب قدس سرہ کے یادگار تھے۔ حفظ ورد وہمان نوازی وسخاوت میں حضور سید شاہ آل برکات ستھرے صاحب قدس سرہٗ کا نمونہ تھے۔
ستر حال واخفاء کمال واتباع سنت اجتناب بدعت میں حضور سید شاہ آل رسول قدس سرہٗ کے خلف الصدق تھے۔

غرض ذات والا عجب مجموعہ کمالات تھی ہر عادت کریمہ کو جب بنظر غور دیکھ ہے اس کی اصل صحیح کتاب وسنت میں ملی ہے دولت اتباع اکابر سے مالا مال لیکن محققانہ نہ مقلدانہ حقیقتاً وارث حقیقی سجادہ برکاتیہ اور حضور غوثیت قدسنا اللہ بسرہ العزیز کے سچے شیدائی اور کسوت فقر میں سر برآرائے شاہنشاہی تھے۔ حضور کے حالات کرامات۔ خرق عادات۔ حسن خلق۔ سخاوت عطا۔ سطوت ووقار رضا وترک اختیار۔ حلم ومروت۔ شجاعت وفتوحات علم شریعت کسب طریقت کمال معرفت ستر حقیقت کا بیان اس عاجز کی طاقت تحریر سے باہر ہے۔
بڑے بڑے خدام ذوی الاحتشام بوجہ کاملیت سے ترقی پاکر مقام مکمیت

پر فائز ہو چکے حضور اقدس قدس سرہٗ کے مرتبہ رفیعہ کے پہچاننے میں معترف بقصور ہیں جو حضرات طریقہ سلوک سے آشنا اور اس ذائقہ کے لذت گیر ہیں ان سے پوچھیئے فقیر حقیر بعض واقعات صحیحہ کی تحریر سے اشارہ کرے گا کہ حضور اقدس قدس سرہٗ کی شان کریمی کیا تھی اور اپنے اکابر قدست اسرارہم سے کس قدر مناسبت اور اپنے مرشد برحق قدس سرہ سے کتنا تعلق اور سرکار ابد قرار سید نا غوث الاعظم قدسنا اللّٰہ بسرہ العزیز میں کس درجہ فنائیت ومحویت تھی آداب طریقہ عالیہ قادریہ جو آپ حضرات نے کتابوں میں دیکھے ہونگے باللّٰہ العظیم وہ سب حضور اقدس قدس سرہ کے معمول اور حضور میں جمع تھے بالاختصار بعض آداب طریقہ عالیہ قادریہ اور حضور اقدس قدس سرہٗ کا انسے اتصاف اور اسکے متعلق چند واقعات گذارش ہوتے ہیں اسمیں دو فائدے ہیں ایک آداب طریقہ سے اپنے بھائیوں کو مطلع کرنا ثانیاً حضور اقدس قدس سرہٗ میں ان کا اظہار۔

ادب اوّل

پوری کوشش سے التزام ظاہر شریعت : اسکا ظہور جسطرح ہمارے آقا قدس سرہ میں تھا اسوقت کے اکثر مشائخ اس سے محروم ہیں۔ عبادات وعادات میں مستحبات تک کبھی حضور سے ترک نہ ہوسکتے۔ بدعات وشبہات ورسوم مروجہ مشائخ عصر سے احتراز قطعی فرماتے وقت بیعت کبھی مریدہ کا ہاتھ نہ چھوتے ردبرو آنے کی اجازت نہ دیتے آیات اسما لکھ کر چراغ میں جلانے کی اجازت نہ ملتی فلیتہ میں عبارت نہ ہوتی صرف اعداد تحریر فرماتے کہ احراق حروف ممنوع ہے۔ سوائے چند ادعیہ سریانیہ کے جنکے معانی معلوم ہیں اور ادعیہ سے جن کے معانی معلوم نہ ہوں ممانعت فرماتے۔ بعض نقوش جو مشائخ حال نے خون سے لکھنا تجویز کیئے ہیں ان کو مشک وزعفران کے سوا کبھی خون سے نہ لکھنے دیتے وہ اعمال جو مضرت مخالف کے واسطے ہیں اس طور

پر مرحمت فرماتے کہ اولاً کسی عالم متدین سے استفتا کرو کہ فلاں سبب سے وہ شخص کسی سزا کا مستحق ہے یا نہیں اگر ہے بقدر اسی سزا کے اسکو مضرت جو حقیقتاً دفع مضرت ہے پہونچا سکتے ہو پھر بھی بہتر یہی ہے کہ ظالم کے ظلم پر صبر کرو خدائے تعالیٰ قہار ہے تمہارے ساتھ ہو گا اور ظالم سے انتقام لے گا کسی خسیس متاع دنیوی کے نقصان میں صبر ہی درکار ہے البتہ ہتک حرمت شریعت پر حسب جرم انتقام ضروری ہے ارشاد فرماتے فقرا خدام مخلوق و بندہ حقیقی خالق ہیں یہ ایذا رساں نہیں ہوتے جو خدام علم ظاہر سے آراستہ نہ ہوتے ان کو ترغیب دیتے اور فرماتے کہ بے علم دین سیکھے اس راہ طریقت کو جاننا اس پر سلوک سخت دشوار ہے۔ اب وہ حضرات اکابر قدرت اسرار ہم کہاں ہیں جو طالب کو ایک نظر میں ظاہر و باطن کی نعمتیں بخشدیں اور تکمیل کی کردیں۔

سادات کرام کی تعظیم و خدمت علما کا احترام۔ فقرا سے سلوک۔ اہل حاجت کی حاجت برآری۔ یتیموں پر شفقت۔ مفلسوں پر عطا۔ غربا کی پاسداری یہ سب اسی شجرہ عالیہ کی شاخیں تھیں۔ مذہباً حنفی مقلب مشرباً غیور قادری تھے۔ اکابر ظاہر و باطن کو بکمال ادب یاد فرماتے اور ظاہر شریعت پر استقامت کو لازمی ارشاد فرماتے۔ حضور شیخ فرید الدین گنج شکر قدس سرہ الانوار کا قول نقل فرماتے کہ عارف زلت سے گر کر طریقت میں اور زلت طریقت سے گر کر شریعت میں آجاتا ہے۔ جو شریعت سے گریگا اسکا ٹھکانا دوزخ ہے یہ بالکل درست اور سچا ارشاد ہے۔ اسی انتہائے کمال شریعت کو طریقت کہتے ہیں اہل طریقت مباحات سے ایسے بھاگتے ہیں جیسے عامی منکرات سے علما اہل تقویٰ ہیں عرفا اہل ورع یہ بات غلط ہے کہ طریقت شریعت سے جدا یا اسکے خلاف ہے اہل شریعت کا وصول اگرچہ دیر میں ہوتا ہے لیکن یہ شاہ راہ نہایت صاحب سیدھی اور خطرات سے محفوظ ہے اور یہ شیخین رضی اللہ عنہما کی راہ ہے۔ راہ طریقت نہایت پیچدار اور مشکل ہزاروں خطروں پر شامل ہے اسمیں بلا دستگیری مرشد کامل راہ یابی دشوار ہے اور یہ حضور مولیٰ علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ کا طریقہ ہے اسمیں برہبری مرشد کامل اور اتباع سالک وصول جلد ہوتا ہے۔ معاملات میں حضور اقدس قدس سرہٗ کا سا اتباع شریعت کہیں دیکھا ہی نہیں۔

ادب دوم

(قرآن و حدیث پر پورا عمل)

یہ اسی کا جلوہ تھا کہ طالبوں کو تکلیف سے بچاتے اور ان کے واسطے آسان اور بقدر طاقت۔ ریاضت و محنت کا حکم فرماتے بعض قیود مشائخ پر جو مخالفین کے اعتراض ہوتے ان کے حقایق ظاہر فرما دیتے مثلاً خلوت۔ ترک حیوانات۔ قبول نذر ارشاد ہوتا جسقدر صحبت عوام اور اہل دنیا سے ہوگی غفلت اور نکرت زیادہ ہوگی یہ مضر سالک مجرد ہے لہذا خلوت جو جمع خیالات کا موقع ہو ضروری ہے۔

ترک حیوانات کی یہ ضرورت ہے کہ سالک مدارج عامہ انسانیہ سے ترقی کرکے صفاتی ملکوتی سے اتصاف چاہتا ہے۔ لہذا ترک اولی جسقدر ملائکہ سے ترک اکل دوام ذکر طہارت عبادت وحدت خیال میں مناسبت پیدا کی جائے گی جلد ترقی مدارج ہوگی۔ انسان ترک مطلق رزق سے ممنوع ہے لہذا بقدر طاقت عبادت و حفظ زندگی کھانا ضروری ہے تنہا فاقہ عبادت نہیں لہذا روزہ رکھے اور افطار کرے کہ ثواب صبر و شکر و عبادت ایک ساتھ حاصل ہو لیکن یہ خیال رہے کہ ایسی ریاضت جن سے قوت روحی سلب یا کم ہو جائے رہبانیت ہیں جن سے اسلام و ہادی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو منع فرمایا ہے ہر ختم چلہ پر ایک بار گوشت ضرور کھائے ارشاد حضور مرتضوی کرم اللہ وجہ ہے کہ چالیس روز گوشت پر مداومت قساوت پیدا کرتی ہے اور چالیس روز سے زیادہ گوشت کا ترک رہبانیت کی شان ہے۔

غریب مریدین جو صاحب عیال ہوتے ان کو چلہ کشی سے ممانعت فرماتے۔ ارشاد ہوتا کہ قوت حلال عیال کے واسطے بہم پہنچانا۔ اور پنجگانہ نماز و وظائف سے رہنا صیام الدہر و خلوات چلے سے زیادہ مفید ہے۔

بعض خدام کے سوال پر بطور تحقیق مسئلہ نذور کی بابت ارشاد فرمایا کہ فقراالی اللہ

کے دو طریق ہیں بعضوں نے متاع دنیا اور اہل دنیا سے اعراض قطعی فرمایا اور ان میں اکثر وہ ہیں جو ہنوز مرتبہ رفیعہ المکینت پر فائز نہیں ہیں اور ایک شائبہ نفس ان میں باقی ہے الا ماشاء اللہ دوسرے حضرات نے لاوڈ ولاکن کا مسلک اختیار فرمایا نہ اسکی خواہش وطلب ہے نہ کسی اخلاص سے پیش کرنے والے کی دل شکنی منظور ہے آخر انکار رد سے غرض نفس شکنی تھی وہ اکثر اسی میں حاصل ہے کہ اپنے کو محتاج الی اللہ مانے اور رزق حلال جو مولئے تعالئے جل علی نے بلاسوال جاری فرمایا ہے اسکو قبول کرے اور اپنے فخر وغنا کو توڑتا گوارا کرے۔ دوسروں کی دل شکنی کا باعث نہ ہو اسکی اصل صحیح قرآن کریم سے ثابت ہے۔ پارہ ۲۸ سورہ مجادلہ میں ارشاد ہوتا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةً ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَأَطْهَرُ ۚ فَإِن لَّمْ تَجِدُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ط

ارشاد ہوتا ہے اے ایمان والو جب تم حضور اقدس رسالت میں حاضر آؤ تو خالی ہاتھ نہ آیا کرو کچھ نذر و ہدیہ لے کر آیا کرو یہ تمہارے واسطے بہت بہتر اور تمہارے مالوں میں برکت دینے والی بات ہے اگر تم میں مقدرت نہ ہو تو معافی ہے۔ گویا صاحبان مال و دولت کو حکم ہوتا ہے کہ تم نذور و ہدایہ پیشکش کرو نہ اس ضرورت سے کہ ہمارے رسول کو اسکی ضرورت ہے بلکہ اس نذر سے چند فائدے ہیں۔ تمہارے مالوں کی طہارت ہوگی۔ غربا مساکین کی کفالت ہوگی۔ اے غربا مال نہ ہو تو بھی حاضری سے تمہاری جانوں کی طہارت اور خطاؤں کی معافی ہے۔ یہ طریقہ نذر و ہدیہ حسب حکم خداوندی وسنت نبوی ارشاد ہوتا ہے۔

تہادو وتحابوا۔ آپس میں تحفہ ہدیہ دیا کرو تاکہ دوستی و اخلاص و محبت باہمی بڑھے۔ یہ طریقہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں جاری تھا اور یہ سنت ہے اور بہ نیت درست بغرض اتباع سنت نذر دے گا یا لے گا ثواب پائے گا۔ غرض حصول مال جمع وذر نہ ہو پھر اسمیں چند فائدے ہیں جو لوگ عادتاً خیر سے غافل ہیں اور علانیہ

اسرافات ناجائز میں مبتلا ہیں۔ ایک شخص کو باخدا متوکل بزرگ جان کر کچھ پیش کش کرتے ہیں قبول کرنے میں ان لوگوں کو محبت اہل اللہ سے بڑھتی ہے۔ اور گاہ بیگاہ حاضر دربار فقراء ہوتے ہیں اور حسب فرمان ھم الذین لایشقی جلیسھم یہ فقراء جماعت ہیں جن کے پاس حاضر ہونے والا بھی محروم برکات نہیں رہتا۔

یہ بڑی نعمت ہے کہ فائدوں سے خالی نہیں ثانیاً یہ لینے والا اس مال کو مستحقین اور اہل حاجات کو پہونچاتا ہے خود ثواب میں شامل اور نذر دینے والے کے لئے باعث اجر ہوتا ہے۔ ثالثاً اکثر اہل دنیا جب کسی بزرگ مشائخ عالم کو سن لیتے ہیں کہ وہ نذر لیتا ہے بسبب بخل اور محبت مال کے ان سے بچتے اور ان کے وقت عزیز کو مشوش نہیں کرتے اور یہ بھی بڑی نعمت ہے۔ غرض مسلک صحیح یہی ہے کہ ضروریات جسمانی کا بھی سوال نہ کرے اگر بلا سوال کوئی شخص نذر و ہدیہ پیش کرے اور مال حرام قطعی نہ ہو قبول کرے اگر خود ضرورت مند ہو صرف کرے ورنہ مستحق کو پہنچا دے جمع نہ کرے۔ انکار محض میں معاتب ہوگا۔

ایک درویش حضور سیدنا شاہ آل احمد اچھے میاں صاحب قدس سرہٗ کے مرید آنولہ ضلع بریلی میں رہتے تھے اور متوکل تھے اتفاقاً حضور خاتم الاکابر جدی و مرشدی سید شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ آنولہ تشریف فرما ہوئے اور شاہ صاحب ممدوح سے ملے اسی وقت ایک شخص نے بلا سوال ایک تہبند ان درویش صاحب کی نذر کیا جو درویش صاحب نے بکمال غصہ رد فرمایا۔ حضور خاتم الاکابر قدس سرہ نے ارشاد فرمایا اے درویش ایک مسلمان بغیر سوال ہدیہ پیش کرتا ہے فوراً لے لے اگر ضرورت ہے رکھ ورنہ کسی اہل حاجت کو دیدے مگر شاہ صاحب نے قبول نہ کیا اس روز سے باوجود توکل و ترک علایق ہمیشہ دیکھا کہ شاہ صاحب ہر شخص سے سوال تہہ بند کرتے اور باوجود ضرورت و رجوع خلق ان کو تہبند میسر نہیں آتا تھا۔

ادب سوم

(طریقۂ سلوک پر سلوک)

رسالہ شریفہ سراج العوارف فی الوصایا والمعارف کے لمعہ رابعہ سلوک میں بعد نقل رسالہ عمل معمول مصنفہ حضور سیدنا میر سید محمد کالپوری قدس سرہٗ ایک معمول یومیہ بیان فرماکر ارشاد ہوتا ہے کہ یہ فقیر نو برس کی عمر سے دس سال تک پابند ان اوقات کا رہا ہے۔

نواح بدایوں میں ایک قوم نومسلم چودھری کے لقب سے موسوم ہیں ان کے مورث اعلیٰ ایک بزرگ شیخ صلاح الدین بلگرامی چشتی[1] رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر مسلمان ہو کر مرید ہوئے[2] شیخ نے ارشاد فرمایا کہ تم اور تمہاری اولاد سب ہمارے مرید ہیں۔

اس فقیر عاجز نے بارہا دیکھا کہ اس قوم کے لوگ حاضر دربار اقدس ہوتے اور بیعت کرنی چاہتے ارشاد ہوتا کہ تم ان بزرگ کے مرید بیعت توبہ ہو۔ مسلمان دیندار کے ہاتھ پر کر سکتے

---

[1]: شیخ صلاح الدین بلگرامی چشتی (ف ۸۲۰ھ) حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی کے خلیفہ تھے۔ مزار قصبہ بلگرام متصل کاسگنج ضلع ایٹہ (یوپی) میں ہے۔ تفصیلی حالات کے لئے ملاحظہ ہو اسرار مخدومی از علی حسن کاظمی (مسلم یونیورسٹی پریس علی گڑھ)

[2]: ضلع بدایوں میں مواضعات کھیڑہ بزرگ۔ عارف پور نوادہ۔ تال گاؤں۔ بنی۔ دوگریا۔ لائی۔ بہری۔ حسین پور۔ خاص پور۔ گورہ پوری۔ نظام پور۔ بن گڑھ۔ محی الدین نگر۔ وغیرہ ان چودھریوں کی آبادی ہے۔ کھیڑہ بزرگ اور عارف پور نوادہ کے چودھری زمیں دار اور حکمے مرفہ الحال تھے۔ تقسیم ملک کے بعد ان کی حالت بھی خراب ہو گئی۔ بیسویں صدی میں انگریزی تعلیم کے اثر سے یہ لوگ اپنے نام کے ساتھ صدیقی لکھنے لگے ہیں۔ اس جماعت میں ڈاکٹر امیر حسن صدیقی۔ ڈاکٹر رفعت حسین مرحوم۔ مشہور افسانہ نویس ابوالفضل صدیقی وغیرہ مشہور ہیں۔ ::

ہو لیکن بیعت ارادت کی ضرورت نہیں وہی کافی ہے دونوں ارکان بیعت ایجاب وقبول موجود ہیں پھر دوسری بیعت سے کیا فائدہ۔

البتہ وہ حضرات جو ایسے شیوخ سے بیعت ہیں جو اپنا انتساب کسی صاحب مزار سے رکھتے تھے جب حاضر ہوتے حضور ان کو مرید فرما لیتے اور ارشاد ہوتا کہ فیض یاب ہونا مسلم لیکن یہاں ایک رکن بیعت جو ایجاب ہے وہ مفقود ہے صرف ایک رکن سے بیعت بیعت صحیح نہیں وہ فیوض وبرکات جو اکابر اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالے کے مزارات مقدسہ سے حاصل ہوتے ہیں وہ متعدیہ نہیں ہوتے اور ان فیوض والا سلسلہ بیعت وارشاد جاری نہیں کر سکتا اسیطرح ان مشائخ کے مریدین جو باوجود صحت سلسلہ بیعت اپنے شیخ سے اجازت وخلافت نہیں رکھتے بلا عذر مرید فرما لیتے۔

ان مریدین کی نسبت جو ہر شیخ کے ہاتھ پر آمادہ ہو جاتے ہیں افسوس فرماتے ہیں اور ارشاد ہوتا کہ یہ علامت حرماں ہے اسکے متعلق مباحث اسرار میں ارشاد فرماتے ہیں "حاصل بیعت فنا و موتی است از اوصاف بشریت و ماسوائے اللہ وحیاتیست جاودانی باحق سبحانہ تعالے پس بیعت ثانی چرا جائز باشد یعنی بعد مردن زندہ شدن محال است پس بیعت ثانیہ ہم محال ایضاً دیگر بشنو بیعت عقدے و بیعت وعہد لیست استوار پس بعد میثاق کامل بلا ضرورت تکرار و تجدید و ابطال محال و متعذر است البتہ بعد کسب طریقہ یا ہدایت۔" اگر حوصلہ وسیع ہو اور ایک جگہ سے سیری نہ ہو سکے اخذ فیض کی دوسری جگہ سے اجازت ہے لیکن پھر بھی نقصان ہے کیا اسکے سلسلہ میں کوئی شیخ ایسا نہ تھا کہ تکمیل کر دیتا بیشتر ایسے لوگ نعمت سے محروم رہ جاتے ہیں بیعت ارادت کے واسطے ایک شیخ کافی ہے۔

متقدمین میں جو ایسی مثالیں ہیں اسکے اسباب اور تھے وہ خاص اشاروں حکموں پر مبنی تھیں آجکل جو طالب ہیں کسی ایک شیخ طریقہ سے کسب سلوک میں تکمیل نہیں کرتے اور دوسروں سے استفادہ کرتے ہیں ان کو برکات بیعت سے حصہ نہیں ملتا بحث تفصیلی اسکی رسالہ سراج العوارف کے صفحہ ۷ پر درج ہے جن حضرات نے اعمال وافعال اکابر متقدمین۔

کتابوں میں دیکھے ہیں اور طریقہ سلوک سے واقف ہیں اقرار کرتے ہیں کہ سلف صالحین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا یہی طریقہ اور روش سلوک تھی جو حضور اقدس قدس سرہ کا معمول تھا۔

پابندی والتزام اوقات واستقامت کا یہ حال تھا کہ آخر عمر میں باوجود ضعف ونقاہت کثرت شکایت وامراض کبھی کسی عادت وعبادت میں فرق نہ آتا ظلم کے مقابلہ میں کرم خطا کے مقابلہ میں عفو۔ مضرت نے مقابلہ میں منفعت عادت کریمہ تھی۔

صاحبزادہ حکیم سید آل حسین صاحب روایت فرماتے کہ سالہا سال حضور اقدس قدس سرہ کا معمول رہا کہ جب کسی دوسری جگہ کھانا کھاتے تو فوراً قے فرما دیتے اور یہ غالباً اسی وجہ سے تھا کہ عام لوگوں کا کھانا مشتبہ رہے۔

رسالہ شریفہ سراج العوارف فی الوصایا والمعارف کے لمعہ رابعہ سلوک کو دیکھئے تاکہ حضور کے سلوک کا پتہ چلے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں ببرکت توجہ حضور خاتم الاکابر قدس سرہ ایک خادم کی سیر الی اللہ ختم ہوئی عجب ایک بیہوشی اس پر طاری ہوئی گاہے۔ روتا گاہے لیکن وقت ترقی تک برزخ شیخ ہر وقت و ہر آن اس کے روبرو اور تسکین وتسلی بخش تھا۔

ایک مقام پر ارقام فرماتے ہیں مریدین حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ میں اس شخص کو جانتے ہیں کہ وہ نتیجہ شغل میں اپنے جسد کو بے روح معائنہ کرتا اور فلاں شغل کے زمانہ میں اسکو عالم ناسوت اسقدر تنگ ومختصر نظر آتا کہ اگر چاہے ایک مشت دست میں لے یہ خود واقعات حضور اکرم قدس سرہٗ میں جو بوجہ اخفاء وستر جو ہمیشہ عادت شریف تھی۔ دوسروں کے نام سے تحریر ہوا ایسے تذکروں میں راز آشنا خدام سمجھ لیتے تھے کہ یہ غیروں کے واقعات نہیں ہیں یہ خود حضور اپنا تذکرہ فرما رہے ہیں اور یہ اس خانوادہ کریمہ کا داب مستمرہ ہے۔

ادب چہارم

در مذہب اہلسنت وجماعت کا اعتقاد

مسائل اعتقاد میں حضور اقدس قدس سرہٗ کے رسائل موجود ہیں عسل مصفٰی فی عقاید

ارباب التقی" خاص اعتقادات ضروریہ اہلسنت میں تصنیف فرماکر طبع وتقسیم فرمایا جس وقت بدایوں و بریلی کے بعض خدام سلسلہ عالیہ برکاتیہ میں تفضیل مرتضوی کا فتنہ اٹھا حضور اقدس قدس سرہ نے علاوہ ہدایات زبانی و بعض مختصر تحریرات کے ایک رسالہ نافعہ "دلیل الیقین من کلمات العارفین" تصنیف فرماکر طبع ومشتہر فرمایا اور اقوال عقاید حضرات مشائخ جمع فرماکر دکھایا کہ تمام صوفیہ صافیہ مذہب اہلسنت کے پابند ہیں اور یہ غلط ہے کہ صوفیہ کرام کا مسلک خلاف علمائے ظاہر ہے۔

بعض حضرات کے اس افتراء پر کہ آپ کا عقیدہ آپ کے اسلاف کرام قدست اسرارہم کے خلاف ہے۔ حضور اقدس قدس سرہٗ نے ایک اعلان شائع فرمایا جو بعض رسائل کے آخر میں اسوقت بھی شائع ہوا اور یہاں بھی اسکی نقل کی جاتی ہے۔

اعلان نوری

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ سیدنا محمد وعلیٰ اٰلہ واصحابہ اجمعین ۝

اما بعد: فقیر حقیر سید ابوالحسین احمد نوری الملقب بہ میاں صاحب قادری برکاتی بخدمت کافۂ انام اہل اسلام و خصوص مریدان خاندان و مریدان ذات خاص بہ خطاب کرتا ہے کہ عقیدہ اس فقیر کا اور اسلاف فقیر کا اور اساتذہ فقیر کا وہی ہے جسکو فقیر نے "سراج العوارف" ... "مصفیٰ" اور "دلیل الیقین" میں ظاہر کر چکا اب جو صاحب کہ خلاف اسکے ہوں ان سے فقیر بَری ہے وما علینا الا البلاغ تحریر ۳ ربیع الثانی ۱۳۰۳؁ھ ہجری بمقام گجرات بڑودہ۔"

تراویح میں اختلاف ہوا حضور اقدس قدس سرہٗ نے اقوال حنفیہ کرام سے ایک رسالہ مرتب فرمایا جسکا نام تحقیق التراویح ہے۔ سراج العوارف فی الوصایا والمعارف کا لمعہ ثانیہ عقاید اہلسنت قابل زیارت حفظ ہے ارشاد فرماتے ہیں۔

"واجب اول تصحیح عقاید مطابق مذہب اہلسنت وجماعت کہ حق منحصر در آن

است بعزت وجلال خداوندی که ما و مشائخ ما و سائرہ اولیائے کرام در ظاہر و باطن و خلوت و جلوت بر مذہب اہلسنت وجماعت بودہ اند و ہستند و خواہند بود و ہمبریں زیستیم و ہمبریں میریم و ہمبریں برانگیختہ شویم انشاء اللہ تعالےٰ" (ملخصاً)

ادب پنجم

در ریاضت نفس

ریاضت کا یہ حال تھا کہ ہنوز سن مبارک سات سال سے زیادہ نہ تھا کہ حسب الحکم حضور خاتم الاکابر قدس سرہ آپ صوم وخلوت وذکر واشغال میں معروف تھے اور اٹھارہ سال تک ذکر جلالی وجمالی وخلوت میں رہے اور سلوک باقاعدہ ختم فرما کر فنائے معنوی سے بقائے حقیقی تک فائز ہوئے۔ سالہا سال تمام شب اشغال میں گذارتیں بعد تکمیل بھی التزام عبادت جو اشد ریاضات ہے۔ حضور اقدس قدس سرہٗ میں عجب شان سے تھا۔

ادب ششم

(صبر)

حضور کے صاحبزادہ جنکا نام پاک سید محی الدین جیلانی تھا صغرسن میں انتقال فرما گئے آخر عمر تک کبھی شکوہ وافسوس سنا ہی نہیں بعض خدام کی دعا پر کہ اللہ تعالےٰ ہم کو وارث سجادہ عطا فرمائے ارشاد فرمایا کہ خانوادہ برکاتیہ میں اکثر بعد سجادہ نشینی اولاد نہیں ہوتی اگر اتفاقیہ ہو زندہ نہیں رہتی اور یہ سنت اضطراری ہے دعا کرو کہ خدائے تعالیٰ فیضان خاندان برکاتیہ قائم رکھے اور وارث فیوض روحانی ہوتے رہیں۔ ہمارے بہت بیٹے ہیں۔

ایکبار تپ محرقہ عارض ہوگئی یہ خادم حاضر تھا نہایت فرحت وسرور سے ارشاد فرمایا کہ تمام اذکار واشغال سلوک سے مقصود ایک حرارت قلب کو پہنچانا ہے۔ یہ بلا محنت بخار میں حاصل ہے پھر اسکو برا کیوں کہیں اور اس نعمت کا شکرانہ کیوں ادا نہ کریں

عاجی کو بخار میں ہذیان اور سالک کو مکاشفہ ہوتا ہے یہ کمال صبر و رضا ہے۔ شدت مرض سوائے افسوس ترک مسجد کبھی شکایت مرض نہ فرماتے ارشاد ہوتا کہ صحت و مرض دونوں محکوم ہیں کچھ فرق نہیں خدائے تعالےٰ مرض عصیان اور افلاس ایمان سے بچائے

ادب ہفتم

(بلاؤں پر تحمل)

حضور اقدس قدس سرہ کے والدین کریمین رحمہم اللہ تعالےٰ کا انتقال حضور اقدس قدس سرہ کے صغر سن میں ہو گیا۔ حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ آپ کے جد اکرم کی وفات پر باوجود مدارت بعض حضرات نے سخت حملے کئے اور کوشش کی کہ حضور اقدس قدس سرہٗ اور آپ کے عم مکرم میں مناقشات پیدا ہو جائیں لیکن حضور اقدس قدس سرہٗ نے صدمات برداشت کئے اور حفظ مراتب اور ایثار میں کمی نہ فرمائی۔

فقیر عاجز کا چشم دید واقعہ ہے کہ حضور اقدس قدس سرہٗ غریب خانہ پر رونق افروز ہیں ایک بزرگ کا خط پہنچا جس کو پڑھ کر حضور اقدس قدس سرہٗ کو سخت ملال ہوا اور فرمایا کہ میں ان فرمائشوں کو پورا نہیں کر سکتا پھر اس عاجز کو خط مرحمت فرما کر ارشاد فرمایا کہ دیکھو ہم سے تحکمانہ کہا جاتا ہے کہ ہم اپنے عزیز بھائی کو چھوڑ دیں اور جو کچھ بقدرت رجوع امداد کرتے ہیں نہ کریں ورنہ تمام معاملات میں خرابیاں ڈالی جائینگی خیر کچھ بھی ہو برادر عزیز میرے جد اکرم کے پوتے میرے وارث میرے جانشین ہیں کیا وہ سید زادہ نہیں کیا میرے پیر زادے نہیں کیا اہل قرابت نہیں۔ کیا ضرورت مند نہیں پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ میں ان دھمکیوں میں آجاؤں اور اپنے تھوڑے خسیس دنیاوی فائدہ کے لئے دینی نقصان گوارا کروں۔

یہی وہ دن تھا کہ یہ فقیر عاجز غلام شبر لعبد حضور اقدس راز سجادہ نشینی حضور مخدوم زمن سید شاہ مہدی حسن دامت برکاتہم پر مطلع ہوا اگرچہ اسکا تکملہ و تجربہ بہت عرصہ دراز بعد ہوا سخت تکلیف حضور اقدس پر فتنوں کے خیال سے مارہرہ شریف نہ کرسکنے کی تھی اور

یہ حضور پر بہت گراں تھی مگر تحمل فرماتے اور ان حضرات کے افعال پر جو اسکا باعث تھے کبھی توجہ نہ فرماتے بدلے کا کیا ذکر ہے۔

سراج العوارف فی الوصایا والمعارف کے لمعہ رابعہ نوریا زدہم تحقیق مقام وسفر میں ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے حضرت شیخ جد اکرم قدس سرہٗ نے قیام وسفر میں مجھ کو اختیار دیدیا اور فرمایا کہ ہم قیام پر تمکو اس سبب سے پابند نہیں کرتے کہ تمہارے اہل قرابت کا حال جانتے ہیں۔ اکثر تم سے عداوت کرینگے کوئی کھلی کوئی چھپی مگر تھوڑے لوگ اہل موافقت میں ہوں گے ورنہ اکثر کا یہ حال ہوگا کہ تمہاری غیبت میں عداوت کرینگے اور روبرو ایذا دیں گے اور تم کو یہاں ٹھہرنے نہ دیں گے اسی غرض سے ہم سفر و قیام میں تم کو اجازت دیتے ہیں۔

ادب ہشتم
(علوم دینیہ میں اشتغال)

یہ حضور اقدس قدس سرہٗ کا خاص حصّہ تھا باوجود ورد و وظایف و خبر گیری و دستگیری خدام ہر مجلس میں فواید جلیلہ دینیہ بیان ہوتے اور ہر مسئلہ شرعی کو اس اسلوب اور وضاحت سے ارشاد فرماتے کہ ہر عامی کے ذہن نشین ہو جاتا پھر وہ تاثیر و برکت جو حضور اقدس قدس سرہٗ کے ارشادات میں تھی علمائے ظاہر میں کہاں تھی ہر گروہ کے سوال پر کبھی بطور افادہ انکے گروہ کے شبہات ذکر فرماکر ہدایات ہوتیں اور بلیشتر وہ لوگ جو علماء کے مناظروں اور کتابوں کے مطالعہ سے شبہات رفع نہ کر سکے تائب ہوکر راہِ راست پر آجاتے کچھ اس شان وسطوت بسط و نرمی سے تقریر فرماتے کہ مخالف کو گنجائش انکار و اعتراض باقی نہ رہتی۔

مسایل فقہ میں اکثر مولانا مولوی محمد عبد القادر صاحب[1] بدایونی معینی مجیدی آل احمدی رحمۃ اللہ علیہ سے تذکرہ و مشورت فرماتے اور بعد بیان حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے

---

[1]: مولانا عبد القادر بدایونی بن مولانا فضل رسول بدایونی المتوفی ۱۳۱۹ھ ۱۹۰۱ء حالات کے لئے ملاحظہ ہو تذکرہ علمائے ہند از رحمان علی (اردو ترجمہ از محمد ایوب قادری) صفحہ ۳۱۲ (کراچی ۱۹۶۱ء)

چونکہ جن علماء کے وسعت علم اور دیانت کی تعریف حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ سے سن چکے تھے ان پر پورا بھروسہ فرماتے دوسرے علماء کی تحریر و تقریر پر توجہ نہ فرماتے بلکہ فرماتے کتاب و اقوال متقدمین سے مطابقت کرو بعض مسائل کی تحقیق میں سوالات روانہ فرماتے کبھی خود بھی سفر فرماتے طالب علموں پر خاص نظر مہربانی ہوتی علماء کا احترام فرماتے ہر مسئلہ کو اکابر کی تحقیق بزرگوں کے اقوال پر ختم فرما کر کبھی اپنی تحقیق و معلومات پر فخر نہ فرماتے ارشاد ہوتا اس بارے میں ہمارے حضور پیر و مرشد قدس سرہٗ نے یوں ارشاد فرمایا اسکو ہم نے اپنے اساتذہ سے یوں سنا ہے۔ اکابر نے ایسا لکھا ہے۔ کتب تصوف و سلوک و عقاید بیشتر ملاحظہ میں رہتیں کبھی ان میں سے مختلف فواید انتخاب فرماتے جگہ جگہ اپنی تحقیق سے شرح ہوتی اسکا نمونہ رسالہ وصایا شریف ہے۔ ایسا ہی ایک دوسرا رسالہ ہے جو حضور اقدس قدس سرہٗ کی آخری تالیف ہے یہ فقیر عاجز کوشش میں ہے جبوقت وہ دستیاب ہوگیا انشاءاللہ طبع ہو کر نذر برادران کیا جائے گا۔ سبحان اللہ عجیب تصنیف ہے۔

ادب نہم

(فقرا کی مجالست)

ادب دہم

(ملوک و اغنیا سے استغنا)

ہمیشہ خدمت اقدس میں مجمع غرباء رہتا یہ صحبت حضور اقدس قدس سرہٗ کو نہایت مرغوب و محبوب تھی جس طبیعت نہ فرحت سے ان سے خطاب و کلام ہوتا امراء اس شفقت و بے تکلفی سے محروم تھے غرباء کی جماعت ہر وقت باریاب خدمت ہو کر عرض حال کر سکتی اور کامیاب اٹھتی۔ اکثر غرباء خدام کے مکانوں پر قیام فرماتے قبول دعوت میں ہمیشہ غرباء کو امراء پر ترجیح دیتے ارشاد ہوتا کہ ہمارے فلاں خادم نے بہت خلوص و کوشش سے سامان کیا ہے نیز اسکی دلشکنی اور نقصان ہوگا۔

امراء جو خاندان کے مرید تھے ہمیشہ کوشش کرتے کہ حضور انکے مکان پر رونق افروز ہوں لیکن بہت کم ایسا اتفاق ہوتا جن امراء کو بیعت نہ ہوتی انکے یہاں ہرگز تشریف نہ

لیجاتے اور نہ انکے نذرانہ قبول فرماتے۔

۱۳۲۰ھ ۱۹۰۲ء میں بمبئی میں عالیجناب سید سردار علی خان صاحب زید مجدہم کے دولت خانہ پر جو خادم قدیم خاندان ہیں حضور اقدس قدس سرہٗ تشریف فرما تھے سردار صاحب نے عرض کیا کہ تصرفات بزرگان مارہرہ میں نے بہت سنے ہیں لیکن چاہتا ہوں کچھ آنکھ سے بھی دیکھوں اور وہ یہ استدعا ہے کہ حضور نظام بادشاہ دکن[۱] میرے والد ماجد مرحوم اور مجھ سے ناخوش ہیں وہ بمبئی تشریف لائیں، میرے مکان پہ ٹھہریں میری خطا معاف کریں۔ حضور اقدس قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ ہم نے آپ سے کب کہا ہے کہ ہم کچھ کر سکتے ہیں نہ ہمکو ایسا دعویٰ ہے سردار صاحب نے اپنے التماس پہ سخت اصرار کیا اور ارشاد ہوا ممکن ہے اور کیا تعجب ہے کہ بمبئی تشریف لائیں وہ اکثر سیر و سفر فرماتے ہیں۔ یہ بھی بعید نہیں کہ تمہارے مکان پہ ٹھہریں۔ آخر آپ معزز متوسل سلطنت ہو کچھ انتظار کرو لیکن ضرور ہے کہ اگر حضور نظام تشریف لائے اور حسب مراد تمہارے نتیجہ نکلا تو ہمارے ایک خادم کی سفارش کر دینا۔ سید صاحب نے وعدہ کر لیا۔

چند روز بعد تار برقی حضور نظام کا بنام سردار صاحب پہنچا کہ معلوم ہوا ہے کوئی بزرگ ہندوستان کے تمہارے مکان پر تشریف فرما ہیں تم معا انکے فوراً حیدرآباد آؤ۔ سید صاحب نے حضور اقدس قدس سرہٗ کے روبرو تار پیش کیا۔ ارشاد فرمایا جواب دے دو مجھکو کوئی ضرورت حیدرآباد جانے کی نہیں میرا جلد قصد واپسی جانب وطن ہے۔ اس تار کے جواب میں حضور نظام کا دوسرا تار پہنچا کہ ہم خود بمبئی آتے ہیں تم حضور کو مقیم رکھو اور حضور نظام فوراً بذریعہ اسپیشل ٹرین بمبئی روانہ ہوئے۔ جسوقت تار روانگی حضور نظام پہنچا سید صاحب پورے مطمئن ہو گئے اور اپنے اس وعدہ کی نسبت جو حضور اقدس قدس سرہٗ سے کیا تھا سوچنے لگے آخر یہ قصد کیا کہ حضور کو کیا خبر ہو گی عرض کر دوں گا کہ میں نے کہدیا دوسرے روز تار پہنچا کہ حضور نظام روانہ بمبئی ہوئے تھے لیکن فلاں اسٹیشن سے اسپیشل حیدرآباد کو واپس ہو گیا یہ معلوم

---

[۱] نظام دکن میر محبوب علی خاں (وفات ۱۹۱۱ء)

کہ کے سردار صاحب سخت مایوس ہوئے اور حاضر ہو کر عرض حال کیا حضور نے ارشاد فرمایا کہ سید صاحب فقیر کو آپ کی معاونت درکار نہیں لیکن حال معلوم ہو گیا خیر چند سے اور انتظار کیجئے حضور نظام ضرور تشریف لائیں گے۔

چنانچہ کچھ وقفہ سے حضور نظام پہنچے اور اسی مسافر خانہ سید صاحب میں جس میں حضور فروکش تھے۔ ٹھہرے۔ دوسرے روز حضور نظام نے حضور اقدس قدس سرہٗ سے بذریعہ اپنے ایک مصاحب کے استدعا فرمائی کہ میں سلام کو حاضر ہونا چاہتا ہوں تخلیہ کی ضرورت ہے۔ حضور اقدس نے ارشاد فرمایا کہ فقیر ہر وقت تخلیہ میں ہے میرے یہاں حاجب و دربان نہیں نہ کسی آنے والے کی روک ٹوک ہے ہر شخص کو اجازت ہے جس وقت چاہے تشریف لائیے۔ حضور نظام آئے اور بکمال ادب ملے اور باصرار بائیں حضور چارپائی پر بیٹھے حضور نے باصرار یہ فرما کر کہ آپ سلطان اسلام ہیں آپ کی عزت ہر مسلمان کو کرنا ضروری ہے کرسی طلب فرمائی اور اس پر حضور نظام بیٹھے بعد معمولی مزاج پرسی وغیرہ حضور نظام نے درخواست کی کہ میں حضور کو حیدرآباد چلنے کی تکلیف دینا چاہتا ہوں۔ ارشاد فرمایا مجھ کو وطن میں چند ضرورتیں ہیں اس وقت معذور ہوں۔ آپ فرمائیں کہ وجہ تکلیف سفر بمبئی اور فقیر سے کیا غرض ہے۔

حضور نظام نے عرض کیا کہ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ خانوادہ برکاتیہ میں دعائے سیف الرحمٰن ہے اور حضور اسکے حاکم ہیں میں چاہتا ہوں کہ اجازت دعا مرحمت ہو حضور نے ارشاد فرمایا یہ سچ ہے کہ میرے گھر میں دعا ہے نیز مجھ کو اپنے اکابر سے اجازت ہے اور میں پڑھتا ہوں لیکن یہ چیز فقراء کے کام کی ہے بادشاہوں کے لائق نہیں دعا ترک خلائق چاہتی ہے اور آپ کے دامنِ دولت سے ایک عالم وابستہ ہے تاہم مجھ کو دعا کی اجازت دینے میں عذر نہیں ہے اگر صرف اجازت قرأت درکار ہے میں اجازت دیتا ہوں آپ پڑھئے اگر باقاعدہ اجازت عمل مطلوب ہو آپ کو تکلف ہوگی اس اجازت ایک شرط یہ بھی ہے کہ طالب پس پشت اجازت دہندہ ایستادہ رہے یہاں تک کہ اجازت دہندہ قرأت دعا کے بعد وہ نسخہ طالب کو مرحمت فرمائے یہ سن کر حضور نظام فوراً پس

پشت ایستادہ ہو گئے حضور نے وظایف میں سے دعائے سیف الرحمٰن نکال کر قرأت فرمائی اثنائے قرأت میں حضور نظام کو رعشہ پیدا ہو گیا بادشاہ حضور تھوڑی دیر بیٹھ گئے اور پھر باادب ایستادہ ہو گئے۔ حضور اقدس نے دعائے سیف الرحمٰن کو ختم فرما کر حسب قاعدہ معہ خرقہ حضور نظام کو عطا فرمائی حضور نظام نے آداب عرض کر کے شکریہ ادا کیا اور ایک بڑی شاندار نذر پیش کی حضور نے ارشاد فرمایا کہ میرے آباؤ اجداد قدست اسرارہم مریدوں سے نذر لیتے تھے اور میں بھی لیتا ہوں لیکن آپ مرید نہیں ہیں اور آپ نے مجھ سے دعائے یمانی کی اجازت لی ہے فقیر دعا کو فروخت نہیں کرتا اب یہ قیمت دعا ہو جاتی ہے اگر قبل طلب دعا فقیر کو کچھ مرحمت ہوتا کچھ عذر نہ ہوتا کہ شاہان اسلام فقرا پر مہربانیاں اور ان کے مصارف کی کفالت فرماتے ہیں لیکن میں اس شاہانہ عطیہ کے قابل نہیں ہوں اور نہ اسکی ضرورت ہے۔ البتہ فاتحہ اکابر شرط اجازت ہے پھر اپنے ایک خادم سے اشارہ فرمایا اور فوراً شیرینی حاضر ہو گئی حضور نے فاتحہ کی اور اس میں سے ایک حصہ حضور نظام کو مرحمت فرمایا حضور نظام نے بکمال ادب و اخلاص حصہ لیا اور اسی وقت نوش فرمایا جو قطعاً دستور سلطنت کے خلاف تھا۔

سبحان اللہ باوجود اس سلطنت اور علو مرتبت کے حضور نظام کو فقراء سے کس قدر اخلاص اور ان کا کیسا سچا ادب تھا۔ حضور اقدس قدس سرہٗ نے باوجود اصرار اور حضور نظام نذر قبول نہ فرمائی اور ارشاد فرمایا میں چاہتا ہوں کہ سید سردار علی خاں کی خطا جو حضور کا نمکخوار قدیم ہے معاف فرمائی جائے۔ اس واقعہ میں حضور کا تصرف و حکومت خلق و مروت۔ توکل و استغناء۔ تمام مثالوں کا اظہار ہے کہ حضور کی توجہ سے حضور نظام بمبئی پہنچے۔ اسی مکان میں فروکش ہوئے۔ سردار صاحب کے مہمان بنے اور انکی معافی خطا کے بعد ان کو اپنی ملازمت میں لے لیا۔

مَنقبَت

شاہ شاہان جہاں یا سیدی یا بوالحسین ۔۔ حق نما حق جوی و حق گو حق پژدہ و حق گزین

اے کہین عزمت خبروہ از رموز کن فکاں ، اے مہین قدرت بلند از آنچناں و از ایں چنیں
اے حدیث جاں فزایت خوشتر از آب زلال ، اے کلام شکر ینت خوب تر از انگبیں
اے براقد امرت فدا جانم سوئے خاکم خرام ، ذرہ را توام از تو قدم واز من جبیں
اے کریم ابن کریم از فخر اسلاف کرام ، صاحب برکاتی و آل محمد شمس دیں
تا ملاذی ہمچو تو دارم ہراساں نیستم ، گرچہ صد ہمچوں فلک دارم حریفاں در کمیں
یک نگاہِ لطف بر حال من ناشاد کن ، بادشاہا تا چناں خواہی خدا خواہد چنیں
المدد اے سید سادات وقف صد بلاست ، بندہ درگاہ والا حسرت اندوہگیں

بلبل طبعم ترنم زیر اوصاف تو باد
تا کہ باشد مہر تاباں زیب چرخ چارمیں

ادب یازدہم
(وثوق رجا)

ایک کرامت نامہ اسمی فقیر میں ارقام فرماتے ہیں "پریشان نہ ہو نا سب مشکلیں آسان ہو جائیں گی۔ یہ شیخ کا دامن ہمارے ہاتھ میں اور شیخ کا ہاتھ حضور غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کے ہاتھ میں ہے انشاء اللہ تعالیٰ انجام بخیر ہے۔ یہ چند روزہ تکالیف ہیں۔
غلام غوث اعظم بیکس و مضطر نے ماند ، اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نے ماند!"

ادب دوازدہم
(حزین القلب رہنا)

باوجود خندہ روی و خوش خلقی سوائے ان اوقات کے جن میں ذکر اکابر حضرات مارہرہ مقدسہ خصوصاً ذکر حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ ہوتا۔ حضور اقدس ہر وقت حزین رہتے قریب زمانہ وفات یہ خادم عاجز حسب طلب سرکار مارہرہ میں حاضر ہوا اور باریاب

خدمت اقدس ہوا حضور اقدس قدس سرہٗ شیخ علی احمد صاحب رئیس مارہرہ مرید خود بدولت کے مکان پر تشریف فرما تھے فرمایا چلو حضرات کو سلام کر آئیں۔ ڈولی میں سوار ہو کر درگاہ شریف میں تشریف لائے بعد فاتحہ خوانی حضور اقدس پر گریہ طاری ہوا یہاں تک کہ اسی حال میں قیامگاہ پر پہنچے بہت دیر میں سکون ہوا۔ کسی کی مجال نہ تھی کہ سبب حزن و ملال دریافت کر سکے۔ اس ناچیز خادم کو قریب بلا کر ارشاد فرمایا کہ میاں ہم گئے تھے وہاں کوئی بھی نہ ملا سب حضرات تشریف لے گئے۔ یہ فرماتے جاتے ہیں اور آنسو برابر جاری ہیں۔ دوسرے جلسہ میں ارشاد فرمایا آہ زمانہ رسالت دور ہوتا جاتا ہے۔ فیوض و برکات کم ہوتے اور فتنے بڑھتے جاتے ہیں۔ اولیاء اللہ جن کے تصرفات کی شہرت تھی توجہ و تصرف سے ممنوع ہیں۔ حاشا اب لطف زندگی باقی نہیں رہا۔ اپنے اکابر اور گذشتہ رفقاء کو یاد فرماتے اور آہ آہ کرتے عرض اس دور میں حضور کو کسی نے بہت کم بشاش دیکھا ہوگا۔

ادب سیزدہم

(خندہ رُو رہنا)

باوجود ضعف و شدت امراض انقطاع غذا۔ توالی صدمات اہل حاجات حضار دربار سے ہمیشہ خندہ روی اور نہایت نرمی سے کلام فرماتے۔ کبھی چیں بچیں نہ ہوتے

ادب چہاردہم

(برادران دینی کی حاجت براری)

یہ باب اسقدر وسیع ہے کہ اگر پورا بیان کیا جائے ایک مجلد ضخیم مرتب ہو جائے اسکو حضور اقدس قدس سرہٗ اپنا فرض منصبی اور خاص کام سمجھتے۔ ہر وقت ہر روش میں شان خادم پروری کا نئی طرز سے ظہور رہتا۔ ہزاروں عقدہائے مشکل خدام کے حضور اقدس قدس سرہٗ کی توجہ سے حل ہو جاتے۔

ماہ ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ میں بمقام بھنڈولی ضلع بلند شہر غریب خانہ پر رونق افروز ہیں

کہ خانصاحب ابوالحسن خاں ساکن شاہجہان پور مرید حضور اقدس ردولی سے خدمت اقدس میں پہنچے اور عرض کیا آجکل سخت پریشانی وافلاس وافکار میں مبتلا ہوں۔ مکان مسکونہ قرضہ میں دائرہ نیلام ہے حضور مدد فرمائیں۔ ارشاد فرمایا اسوقت ہم سفر میں ہیں صرف قلیل ساتھ ہے اگر تمہارا کام ہو سکے تو وہ خاموش اور اس عاجز سے تخلیہ میں کہا کہ حضور سے کہہ دینا میں نے آپ کا دامن تھاما ہے اب کس کے پاس جاؤں۔ بغیر روپیہ کے ہرگز نہ جاؤں گا حضور نے صدہا خدام کی دستگیری فرمائی ہے میری بھی مدد فرمائیے۔

اس خادم نے خان صاحب سے عرض کیا کہ تمام سامان و سفر خرچ حضور کا سب میری تحویل میں ہے تم پریشان نہ کرو لیکن خانصاحب نے نہ مانا اور غصہ سے کہا کہ تم کو میری جانب سے عرض کر دینے میں کیا عذر ہے۔ مجبور ہو کر خادم نے عرض حال کیا کہ خان صاحب بہت مضطرب ہیں۔ مکان ہاتھ سے جاتا ہے۔ فرمایا ہمارا سفر خرچ جو کچھ تیرے پاس ہے دیدے۔ اور اسوقت کیا ہو سکتا ہے اس ناچیز نے مکرر عرض کیا کہ پٹھان جاہل ہے خود کشی پر آمادہ ہے۔ ارشاد فرمایا شام کو بعد ختم وظیفہ اسکو تنہا ہمارے پاس لے آنا۔ بعد وظیفہ شام خان صاحب کو طلب فرمایا اور تین سو روپیہ ایک رومال میں بندھے ہوئے مرحمت فرمائے خان صاحب نہایت شاداں و فرحاں باہر آئے اور اس عاجز سے کامیابی کا حال بیان کیا۔ خادم جس وقت حضور میں حاضر ہوا ارشاد فرمایا آج ہمارا عہد ٹوٹ گیا۔ خانصاحب کے واسطے تو نے کچھ ایسا مجبور کیا خدام شجرۂ زر سے کام لیا گیا الحمد للہ کہ غریب کا کام ہو گیا۔

سنہ ۱۳ھ میں غریب خانہ پر نزول اجلال فرمایا چند مریدین و خدام و مخدومین و مخدومی عارف شاہ صاحب مرحوم خلیفہ حضور ہمرکاب ہیں اس زمانہ میں ایک بڑا مقدمہ اس عاجز کا بصیغہ اپیل ہائی کورٹ الہ آباد میں دائر اور قریب پیشی ہے حضور انور قدس سرہٗ نے حالات مقدمہ دریافت فرمائے اور ارشاد فرمایا میاں عارف شاہ تمہارے مقدمہ کے واسطے عمل پڑھنا چاہتے ہیں لیکن مفت نہ پڑھیں گے کچھ عوض مانگتے ہیں۔ ان کا حجرہ ٹوٹ گیا ہے تم وعدہ کرو تو اسکو تیار کرا دو گے۔ یہ عمل شروع کریں خادم نے عرض کیا عین کرم ہے غلام خدمت کے لئے حاضر ہے۔ بعض دعاؤں کی عارف شاہ صاحب کو اجازت و ہدایت ہوئی مسجد میں

حکم قرأت دیا گیا۔ عارف شاہ صاحب مرحوم پڑھ رہے تھے کہ خود حضور اقدس مسجد میں رونق افروز ہوئے اور عارف شاہ صاحب سے فرمایا کہ ٹھہرو ہم پڑھے دیتے ہیں خود تھوڑی دیر بیٹھ کر پڑھا اور تشریف لاکر فرمایا کہ شیرینی منگاؤ اور فاتحہ حضور غوثیت مآب رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا کی کرو۔ عارف شاہ کا نذرانہ لاؤ۔ خادم نے عرض کیا کہ مقدمہ میں ہنوز دیر ہے۔ ارشاد ہوا بھلا عارف شاہ کی محنت کہیں ضائع ہوتی ہے۔ مقدمہ میں تم کامیاب ہو گئے کل تار آجائے گا۔ خادم نے تعمیل حکم کی۔ دوسرے روز تار وکیل کا پہنچا اور مقدمہ میں یہ عاجز کامیاب ہو گیا۔

اس تصرف میں چند شانوں کا مجموعہ تھا اس خادم کی معاونت دستگیری عارف شاہ صاحب کی حاجت براری تصرف و حکومت۔ ستر حال جو کچھ ہو وہ عارف شاہ صاحب کے عمل سے ہوا۔ سبحان اللہ واللہ ہزاروں واقعات چشم دید ہیں فقیر نے التزام کیا ہے کہ ہر باب میں ایک دو واقعہ سے زیادہ نقل نہ ہوں ورنہ یہ بات بہت وسیع ہے حضور کو جس قدر مخلوق کی حاجت براری میں لطف آتا تھا بیان سے باہر ہے۔ دعا۔ تعویذ۔ عمل۔ سفارش۔ حکم عطا صدہا طریقوں سے خادم پوری ہوتی تھی۔

ادب ۱۵ پانزدہم

(مساکین پر رحم)

کتنے غربا و خدام تھے جنکی کفالت حضور اقدس قدس سرہٗ خود فرماتے تھے اور پھر وہ بھی عجیب شان سے کہ یہ کسی کو معلوم نہ ہو۔ غربا خدام کے مکانوں پر قیام فرماتے۔ مریدین و اہل حاجات۔ حاضر ہوتے نذر و ہدیہ پیش کرتے وہ سب ان گھر والوں کا حصہ تھا۔ بہت سے غربا کی تنخواہیں مقرر تھیں جو ایک پردہ سے ان تک پہنچتی تھیں۔ غربا و محتاجین کی خود معاونت فرماتے۔ دوسروں کو حکم ہوتا کہ ان کی مدد کریں۔

ادب ۱۶ شانزدہم

(سخی ہونا)

یہ لازمہ سیادت وخاصہ شان فقر ہے اور حضور کا ارث آبائی کبھی کوئی سایل محروم نہ جاتا اور اپنی ضرورت وسوال سے زیادہ پاتا علاوہ سائلین حضار مجلس بخشش عام سے حصہ پاتے۔ کبھی کوئی شخص دربار سے خالی ہاتھ نہ اٹھتا۔ بعض کو تحائف وہدایا کے طور پر اشیا مرحمت ہوتیں۔ بعض مفلس خدام کی پرورش ضروری اور ان کے حال کا اظہار بھی پسند نہیں۔ ان کی ضرورت کی چیزیں خراب وخستہ پسند فرمالیتے اور نئی اور عمدہ ان کو عطا فرماتے کہ اس نمونہ کی ہم کو مدت سے تلاش تھی۔ یہ ہمکو بہت پسند ہے۔ کسی سے لوٹا کسی سے پاندان۔ کسی کا صندوق وغیرہ لے لیا جاتا اور فوراً عمدہ نیا سامان عطا ہوتا پھر بعد مبادلہ وہ اسکی چیز بھی اسی کو مرحمت ہو جاتی کہ ہمارے پاس اور آگئی اب ضرورت نہیں۔ کپڑے لحاف توشک چادر اتفاقاً ہفتہ بھر آپ کے پاس رہ جاتا ہوگا۔ ورنہ صبح سے شام تک اہل حاجات کا پہنچنا اور حضور اقدس قدس سرہٗ کی بخشش بتدریج برابر جاری رہتی۔ ہر وقت ایک دریائے کرم رواں تھا۔

ارشاد فرماتے کہ بخیل کی صحبت سے اجتناب چاہیئے اور ان سے بچنے کی عمدہ تدبیر یہ ہے کہ ان پر کوئی مالی فرمائش کی جائے وہ خود دوبارہ حاضر نہ ہوں گے۔ ایک سوداگر نے عمدہ گھڑی نذر کی۔ صاحبزادہ صاحب نے پسند کی اور چاہا کسی دوسرے وقت مانگ لوں گا۔ شام کو حضور سے دریافت کیا گھڑی کہاں ہے فرمایا وہ دیدی۔ تم نے اسی وقت کیوں نہ لے لی کبھی کسی چیز کو جمع نہ فرماتے جو پہنچا صرف ہوگیا۔

ادب ۱۷ ہفدہم

(بخل سے بچنا)

ہر شے اس کے مستحق سے روکنا بخل اور مستحق کو دینا سخاوت اور بلا استحقاق دینا ایثار وکرم ہے۔ حضور کے دربار میں ایثار وکرم کے دریا بہتے تھے یہاں بخل کا کیا مذکور۔ سوال کبھی

رد ہوتا ہی نہ تھا جب تک شریعت نہ رو کر رے۔ ایک خدا کا ولی خدا کے مال کو مخلوق سے کب روک سکتا ہے۔ ارشاد فرماتے ذریت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کم سے کم سخاوت و مہمان نوازی کی وخلق محمدی ضرور ہوگا۔

ادب ہیژدہم [۱۸]

(ہر کام میں اولوالعزم ہونا)

حضور اقدس قدس سرہٗ جب کسی کام کا قصد فرماتے۔ کوئی چیز آپ کو روک نہ سکتی تھی۔ ناکامی کا خطرہ ہی نہ آتا اور اسی عزم بالجزم کا اثر ہوتا کہ دشوار سے دشوار کام نہایت سہل و آسان ہو جاتا۔

ادب نوزدہم

(لغویات اور فضول سے بچنا)

حضور اقدس قدس سرہٗ کے دربار میں لغویات کو بار نہ تھا جس سے بچنے کی ضرورت ہوتی۔ البتہ خدام کو فضولیات سے روکتے۔ خود اس عاجز پر گذرا ہوا واقعہ ہے۔ میرے چھوٹے بھائی کی شادی ایسے وقت قرار پاگئی کہ سامان نہ تھا اور مہلت بہت کم تھی۔ مجبوراً قرض لینے کی ضرورت پڑی۔ تدبیر کی گئی اور ایک ساہوکار سے شرائط معاملہ طے ہو گئیں۔ تکمیل رجسٹری کے جاتے وقت خادم نے حضور اقدس قدس سرہ سے عرض حال کیا ارشاد فرمایا قرضہ اچھا نہیں ایسے کاموں میں نقصان ہوتا ہے۔ بہتر ہوتا کہ قرضہ نہ لیا جاتا۔ خادم نے تمام مشکلات صورت حال اپنا مجبور ہونا مفصل بیان کیا۔ فرمایا اچھا ہو آؤ۔ محکمہ رجسٹری تک پہنچکر بعض شرائط میں ساہوکار نے سختی کی اور معاملہ نامکمل رہ گیا۔ دوسرے روز اور شخص کو آمادہ کیا اور گفتگو ختم کر کے پھر بوقت جانے رجسٹری کے حضور سے عرض حال کیا فرمایا اچھا ہو آؤ۔ یہی نوبت پہنچی اور معاملہ نہ ہوا۔ صرف ایک روز شادی کا رہ گیا خادم نے شب کو بکمال عجز اپنی پریشانی اور بے اختیاری کا حال عرض کیا۔ فرمایا دل نہیں چاہتا کہ فضول اسرافات

کے لئے قرض ہو۔ مجبوری عرض کی۔ فرمایا خیر کل لے آنا تیسرے روز قرضہ مل گیا لیکن اس قرضہ سے سخت نقصان پہنچا۔

ادب بستم ۲۰

(ہر کام میں وسط اختیار کرنا)

یہ عادت کریمہ تھی ہر معاملہ میں حضور اقدس قدس سرہٗ ایک سہل اور نرم وسط تدبیر ارشاد فرماتے۔ سائل کو کچھ بھی دشواری نہ ہوتی۔ کبھی کسی شخص کو کوئی کام فوق الطاقت نہ بتایا جاتا۔ اپنے تمام کاموں میں بھی یہی روش مسلوک تھی۔

ادب بست ویکم ۲۱

(خدا کے واسطے محبت کرنا)

بیشک بسبب خلق عام ہر شخص یہ سمجھتا تھا کہ حضور کو مجھ سے خاص محبت ہے لیکن راز آشنا خدام جانتے ہیں کہ حضور اقدس قدس سرہٗ کی شفقت و رحمت مخلوق پر صرف اسی نسبت سے تھی کہ وہ خدا کی مخلوق ہیں۔ خدام و صلحا و علماء و اہل قرابت سب پر نظر رحمت تھی لیکن غور سے صاف معلوم ہوتا تھا کہ آپ کسی شخص سے ذاتی لگاؤ نہیں رکھتے تھے جب کسی سے کوئی تجاوز حدود شریعت سے ملاحظہ فرماتے کیسا ہی محبوب ہوتا فوراً معتوب ہوتا۔

ادب بست ودوم ۲۲

(خدا کے واسطے عداوت رکھنا)

اگرچہ منافقین و بد مذہب فاسق الاعمال دربار میں حاضر ہوتے تھے اور اپنے معروضات میں کامیاب بھی ہو جاتے لیکن صاف معلوم ہوتا تھا کہ وہ لگاؤ اور پرورش جو ایک مخلص پاک اعتقاد صالح سے حضور کی ہوتی وہ مفقود ہے۔ جلد سے جلد یہ رخصت کئے جاتے۔ خدام سے ارشاد فرماتے کہ معاملات دنیاوی میں ہم نہیں روک سکتے لیکن کبھی

بد مذہب سے دوستی بری بات اور حرام ہے۔ ان لوگوں کی مجالس مذہبی اور خاص صحبتوں میں ہرگز شرکت نہ کرو کہ یہ کم از کم مورث مداہنت اور سستی اعتقاد ہے۔

ادب بست و سوم[۲۳]
(امر بالمعروف)

ادب بست و چہارم[۲۴]
(نہی عن المنکر)

امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں حضور اقدس قدس سرہٗ کبھی کسی مخلوق کا لحاظ و پاس نہ فرماتے۔ عام طور پر خدام کو اوامر کی تعمیل اور نواہی سے احتراز و بدعات سے اجتناب کی ہدایت فرماتے۔ حضور اقدس سرہٗ کی علاتی ہمشیرہ نواب سید نور الدین حسین خان صاحب رئیس اعظم بڑودہ کی زوجہ تھیں۔ نواب صاحب مرحوم کا تمام خاندان حضرت شاہ نظام الدین فخری دہلوی[۱] قدس سرہٗ کا مرید تھا۔ ایک بار حضرت شاہ صاحب مرحوم ایسے موقعہ بڑودہ پہنچے کہ ہمارے حضور اقدس قدس سرہٗ بھی تشریف فرما تھے۔ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حسب دستور محل سرائے زنانہ میں تشریف لے گئے اور سب بیگمات نذریں لے کر حاضر ہوئیں۔ حضور اقدس قدس سرہٗ سے آپ کی ہمشیرہ صاحبہ مکرمہ نے دریافت کیا کہ میں بھی جا کر نذر دکھاؤں۔ حضور اقدس نے ارشاد فرمایا کہ تم ہرگز نہ جاؤ ہم ذمہ دار ہیں شاہ صاحب خفا نہ ہوں گے۔

تھوڑی دیر میں حضور اقدس قدس سرہٗ حضرت شاہ صاحب سے ملے اور اثنائے تقریر میں فرمایا نواب سید نور الدین حسین خان صاحب کی بی بی میری بہن ہیں وہ خود نذر دکھانے سے معذور ہیں میں نذر لایا ہوں۔ شاہ صاحب قدس سرہٗ نے اول حال قرابت مفصل پوچھا پھر بکمال معذرت فرمایا کہ میں خود اس رسم لغو سے بیزار ہوں کیا کروں یہ لوگ نہیں

---

[۱] شاہ نظام الدین فخری بن نصیر ین کالے۔ اپنے باپ کے انتقال کے بعد صاحب سجادہ ہوئے ان کے مریدوں کی تعداد بہت تھی انقلاب ۱۸۵۷ء میں حیدر آباد دکن چلے گئے جب حالات درست ہو گئے تو دہلی آئے ۱۲۹۲ھ میں وصال ہوا (تاریخ مشائخ چشت از خلیق احمد نظامی صفحہ ۵۱۹ دہلی ۱۹۵۳ء)

مانتے ہیں آپ کے خاندان عالی شان اور ان کے اتباع شریعت سے خوب واقف ہوں نہ ہمارا بیگم صاحبہ مکرمہ آقتدا ان لوگوں کی نہ کریں ہیں ان کی نذر بخیال احترام عزت آپ کے خاندان عالیشان کے ہمیشہ کو معاف کرتا ہوں اور آئندہ کبھی محل سرائے میں بغیر اطلاع و پردہ کرائے نہ جاؤں گا۔

ادب بست و پنجم
(نرمی سے بات کرنا)

ادب بست و ششم
(نرم خو ہونا)

ان صفات کمال کا ظہور و اتصاف ایک زمانہ نے حضور اقدس قدس سرہٗ میں دیکھا ہے انداز کلام کچھ ایسا پیارا اور لطیف تھا کہ ہر شخص گرویدہ تھا۔ خشونت اور سختی کو اس دربار میں بار ہی نہ تھا۔ نرم خوئی فطری عادت حضور اقدس قدس سرہٗ کی تھی۔ ارشاد فرماتے ہم مسلمان ہیں۔ امت محمدی ہیں۔ ذریت آل ہیں فقیر سرکار قادری ہیں بھلا سختی و تند خوئی کیسے ہو سکتی ہے۔

ادب بست و ہفتم : (دینی امور میں مضبوط ہونا)

دینی معاملات میں حضور اقدس قدس سرہٗ کبھی کسی کی رعایت نہ فرماتے۔ احکام شرع کی تاکید فرماتے۔ ہر مسئلہ میں تحقیق حنفیہ کا مسلک اختیار فرماتے۔

ادب بست و ہشتم : (ترک نزاع دنیوی کرنا)

تقسیم جائیداد میں جو جزو حضور اقدس قدس سرہٗ کو ملا انتظام و وصول نالشات کے خیال سے آپ نے اسکا ٹھیکہ دے دیا اور ایک تھوڑی رقم مقرر فرمائی۔ مکان موروثی کے حصہ سے دستبردار ہو گئے۔ فرمایا ہمارے قیام کو خانقاہ درگاہ معلٰے کافی ہے۔ وہ زمین جو مکان کے واسطے حضرت اقدس قدس سرہٗ کے عمِ معظم رحمۃ اللہ علیہ نے دی تھی وہ بھی آپ کے صرف میں نہ آئی۔ آپ نے کسی جگہ کوئی مکان اپنے نہ بنایا ہمیشہ دیکھا۔

جب وہ حضرات جو ہر طرح حضور اقدس قدس سرہٗ کے نقصان پہنچانے کی کھلی چھپی کوششیں کرتے تھے آپ کے پاس کسی کام کو پہنچے ممکن نہ تھا کہ ان کے اکرام و عزت و حاجت برآری میں ذرا بھی کمی کی ہو گویا ان سے کچھ شکایت ہے۔ اگر ان کے امثال نے یاد ہی دلایا فرمایا خیر اس وقت ہم سے خفا ہو گئے ہوں گے۔ کبھی فرماتے پھر ان کی حرکات سے ہم کو کیا نقصان پہنچا خود ان کو اپنی ناکامی اور مخلوق کے انکار سے ندامت اور تکلیف ہوئی پھر شکایت کا کیا موقع ہے۔

ادب بست و نہم: (خوش خو ہونا)

حضور اقدس قدس سرہٗ اعلیٰ درجہ کے خوش خو اور خوش خلق تھے۔ چھوٹے بچوں کو بکمال محبت و شفقت پاس بلاتے۔ سر پہ ہاتھ پھیرتے کچھ چیز مرحمت فرماتے ان کی باتیں سنتے جوانوں پر عنایت اور بوڑھوں کا وقار فرماتے اور یہی خدام کو ہدایت ہوتی۔

ادب سی ام (نیک خصال ہونا)

خصال خوب کا کیا پوچھنا آخر اچھائی برائی آپ ہی کے اکابر کی پسند و ناپسند کی نسبت سے ہے۔ تمام صفات کمال ذات مبارک میں جمع تھیں جس صفت پر غور کیجئے سراپائے شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الف الف سلام و تحیہ کے سانچے میں ڈھلی ہوئی طریقت و معرفت کے رنگ میں ڈوبی ہوئی تھیں بعض صفات حسن کا انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ تذکرہ ہو گا۔

ادب سی و یکم (احوال کا چھپانا) | ادب سی و دوم (معانی کا پردہ کرنا)

یہ گذارش ہو چکا ہے کہ حضور اقدس قدس سرہٗ کو ستر و اخفائے حال میں حسب روش خاندان خاص اہتمام تھا لیکن رو شناس نگاہوں اور کثرت واقعات نے اس راز کو افشا کر دیا تھا۔ حضور اقدس قدس سرہٗ کبھی کوئی دعویٰ نہ فرماتے۔ جب کوئی خادم آپ کے تصرفات کا

ذکر کرتا فرماتے تمہارا خیال ہے کبھی بزرگوں کی توجہ کبھی کسی دعا و عمل کا اثر کبھی کسی تدبیر و دوا کی تاثیر، جب کوئی گنجائش تاویل نہ ہوتی مرید کے خلوص کے اثر وغیرہ وغیرہ پر محمول فرما دیتے۔

اکتالیس برس حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ کے زیر تربیت رہنا اور پھر تمام معمولات حضور کو بنظر عشق و محبت دیکھنا اسی شان کا مقتضی تھا لیکن آخر عہد میں جسطرح حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ سے حالات بے اختیاری میں خرق ظاہر ہو جاتے تھے اور حضور کسی واقعہ کی خبر یا حکم دے دیتے تھے یہاں بھی وہی جلوہ تھا۔ کسی وقت کوئی بات بے پردہ بھی ہو جاتی۔ اگرچہ دوسرے وقت اسکا پردہ کیا جاتا دونوں حالتوں کی ایک ایک مثال سنئے یا اپنی دیکھی عرض کروں۔

۱۲۹۷ھ میں یہ خادم ہمرکاب حضور دہلی گیا۔ حضور مولانا محمد حافظ شاہ محمد صاحب[1] دامت برکاتہم کی خانقاہ میں مقیم ہوئے اور اس خادم کو ایک فہرست اشیاء جو حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ کے واسطے درکار تھیں معہ چند فرمائشات بعض اجلہ اہل قرابت مرحمت فرماکر حکم خریداری بلا۔ خادم نے سب فرمائشات خرید کرکے قصد حاضری کیا راہ میں مخدومی نواب محمد عبدالرحمٰن خانصاحب نقشبندی مرحوم سے جو ایک مرد مرتاض خدمت اکثر اکابر سے فیضیاب تھے۔ ملاقات ہوئی۔ عندالسوال خادم نے عرض کیا کہ خطائے غیر حاضری قابل معافی ہے۔ یہ خادم حضور مرشدی قدس سرہٗ کی خدمت اقدس میں ہے۔ نواب صاحب مرحوم نے بکمال اشتیاق فرمایا کہ ہم مدت سے شہرہ کمال حضور اقدس سن رہے ہیں چلو ہم بھی باریاب سلام ہوں۔ فقیر عاجز بمعیت نواب صاحب مرحوم معہ اسباب خدمت اقدس میں پہنچا خادم نے تقریب کی اور نواب صاحب مرحوم قدمبوس و مصافحہ سر جھکا کر خاموش بیٹھ گئے حضور نے معمولی طور پر نواب صاحب مرحوم کی مزاج پرسی کی اور اس خادم سے فہرست اشیاء طلب فرماکر تمام سامان کا ملاحظہ شروع فرمایا اور اسی کے متعلق دیر تک دریافت فرماتے رہے یہ عاجز چاہتا تھا کاش حضور یہ مکالمہ ختم فرمائیں اور کچھ بیان حقائق و معارف سلوک یا کوئی مسئلہ

---

[1] حافظ شاہ محمد عمر الملقب بہ شاہ سراج الحق بن مولوی فرید الدین دہلی کے نامی گرامی شیخ طریقت تھے۔ ۱۳۳۶ھ میں انتقال ہوا (ملاحظہ ہو وصال الجمیل از محمد امان دہلوی۔ مطبوعہ دہلی ۱۳۴۵ھ ص ۱۰)

تصوف ارشاد فرمائیں واللہ یہ اضطراب وخواہش فقیر حضور پر ظاہر تھی اور ایک شان تبسم کے ساتھ جس قدر یہ خادم اس قصہ کو ختم کرنا چاہتا تھا حضور طول دیتے تھے آخر وہ جلسہ اسی مکالمہ پر ختم ہوگیا۔

یہ عاجز بمعیت نواب صاحب مرحوم اٹھا۔ خیال تھا کہ اگر بکمال تہذیب نوابصاحب مرحوم نے کچھ بھی نہ کہا تاہم تعریف کا موقعہ ہے لیکن نواب صاحب مرحوم کچھ ایسے مست و سرشار اٹھے کہ دور تک فقیر سے کچھ کلام نہ کیا ایک مسافت دراز طے کرکے مخاطب ہوئے اور فرمایا سبحان اللہ آج بعد مدت ایک آفتاب درخشاں اور سلطان جہاں کو دیکھا یہی وہ حضرات جو باعث قیام سماوات وارض ہیں۔ واللہ باوجود اسکے کہ حضور نے بطور معمول مجھپر نظر التفات بھی نہ کی لیکن صرف میری گستاخی وتجسس پر وہ تجلی عارفانہ ڈالی تھی کہ ہنوز میرے حواس درست نہیں ہیں۔ یہی وہ حضرات ہیں جنکی خدمت میں ہر وقت خبردار رہنا چاہیئے۔

شب کو فواید متفرقہ کے بیان میں حضور اقدس قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ روش فقیر کے خلاف ہے کسی نئے آنے والے کی خاطر اپنے بیان وتقریر کا بدل دینا اور یہ صرف اس خادم کی تسکین اور ازالہ شبہ کی خاطر فرمایا گیا۔

اس خادم کے ایک پیر بھائی غازی آباد ضلع میرٹھ میں ملازم تھے۔ ان پر ایک مقدمہ فوجداری چلا۔ وہ نہایت پریشان ہوکر اس عاجز کے پاس پہنچے۔ یہ خادم ان کے ہمراہ ہوکر علی گڑھ دولت خانہ خان صاحب محمد عبدالرشید خاں مرحوم پر خدمت اقدس حضور رہ اقدس قدس سرہٗ میں حاضر ہوا۔ وقت بعد مغرب تھا۔ حضور پلنگ پر لیٹے ہیں۔ خادم نے بعد دریافت کیفیت مزاج سامی مختصراً حال پریشانی اپنے دوست کا عرض کیا۔ ابھی پورا عرض نہ کرچکا تھا کہ حضور لیٹے سے اٹھ بیٹھے اور بکمال جلال فرمایا کہ تم لوگوں کو جبوقت کوئی حکومت ظاہری مل جاتی ہے خدا کو بھول جاتے ہو اور غربا ء پر سخت ظلم کرتے ہو جب خدا پکڑتا ہے اسوقت فقرا کے پاس دوڑتے ہو کیا یہ لوگ خدا کے پکڑے ہوئے کو بچا سکتے ہیں کیا یہ کچھ زبان ہلا سکتے ہیں اس معاملہ میں حکم ہوچکا ظالم کو قید ہوگی۔ اب کیا کہتے ہو۔

فقیر یہ حکم خلاف معمول سنکر اور وہ شان جلالی دیکھ کر حیران تھا اور ان بیچاروں سے پر قیامت گذر گئی دوسرے وقت تنہا خادم حاضر ہوا اور عرض حال کیا۔ اب شان ہی دوسری تھی فرمایا دعا کریں گے خدا انجام بخیر فرمائے بہت افسوس ہے کہ اس نے غریبوں پر سخت ظلم کیا اور حکم سزا ہو گیا۔ مجبوری ہے نتیجہ یہی ہوا کہ باوجود بڑی کوشش و صرف کے انکو سزا ہو گئی۔

ادب سی و سوم : (طریقہ توحید پر سلوک)

حضور اقدس قدس سرہٗ کا توحید میں مشرب وحدت وجود تھا اور یہی تمام خانوادہ عالیہ کا مشرب ہے لیکن فرماتے یہ مسئلہ حالی ہے قالی نہیں بطور قال مسلک اہل وحدت شہود خوب بیان ہو سکتا ہے۔ کیا خوب سرکار اقدس قدس سرہٗ کا ارشاد ہے

موحد ہے نور اتحادی ہے ملحد ۔۔۔ نہ سب تو ہی تو ہے کہ بس تو ہی تو ہے

حضور اقدس قدس سرہٗ کی ہر حال و ہر مقام میں نظر سبب پر ہوتی ہے کبھی سبب کو نہ دیکھتے فہم اہل مجلس سے بلند باتوں اور کشف خواطر سے سخت نفرت فرماتے ارشاد ہوتا یہ نقصان سالک ہے اپنا کام چھوڑ کر کسی دوسرے کی طرف متوجہ ہونا نقصان ہے پھر تجسس اور افشائے راز کو نا روش فقرا میں اسکو غیبت کہتے ہیں ہاں اتفاقیہ عارف کی نظر پڑ جاتی ہے یا یہ کہ اس سے کوئی راز مخفی نہیں بشرط ضرورت ہدایت نہ بغرض اظہار کمال کسی دوسرے کے خطاب سے وہ رفع وسوسہ کسی طالب کا کر دیتا ہے اور یہی روش ہمارے اکابر قدست اسرارہم کی تھی۔ یہ حضرات باوجود اطلاع چشم پوشی فرماتے اور دوسرے طریقوں سے رفع خواطر یا سالک کو تنبیہ فرما دیتے بیشتر بصورت تذکرہ عام فواید کبھی کسی بزرگ کے قصہ کے پیرایہ میں کبھی کسی کتاب کو دکھا کر کبھی واقعہ میں سمجھا کر ہدایت فرماتے اخص راز دار خدام کی خصوصیت سے یہی تنبیہ ہو جاتی ہے۔

حضور اقدس قدس سرہٗ کے دربارہ میں یہ صورتیں روزانہ پیش آتیں۔ کچھ بیان ہو رہا ہے بعض حاضرین سکتے کے عالم میں خاموش ہیں کہ یہ ہمارا قصہ ہے بعض صرف ایک تذکرہ سمجھ رہے ہیں اور محظوظ ہیں۔ بعض رمز شناس مست و بیخود ہیں اور حقائق کلام میں

غور کر رہے ہیں۔

ادب سی وچہارم : (اختیار ترک کرنا)

حضور اقدس قدس سرہٗ اپنے معاملات میں کبھی خواہش نہ رکھتے اور مریدین میں بھی حقیقی پیارا انہیں خدام پر تھا جو باوجود اشد ضرورت اپنے معاملات بطور درخواست حضور میں پیش نہ کرتے صرف وقت استفسار مختصر عرض حال کر دیتے اور منتظر حکم رہتے اور بعد حکم راضی رہتے اور اسباب ظاہر سے زیادہ اہتمام سے کام نہ لیتے ان خدام کے کان ہزاروں اسرار سن چکے ہیں ان کے سینے رازوں سے بھرے ہوئے ہیں ان کی زبانیں بند ہیں۔ ہر چند چاہیں کچھ کہیں لیکن حکم نہیں پاتے معاملات میں ظاہری کوشش صرف زبان بندی مخلوق اور ستر حال اور ادائے حقوق شرعیہ کے سبب سے ہوتی ہے ورنہ ہر کام میں رضائے خالق مطلوب تھی۔

بیاض اسراریہ میں ارقام فرماتے ہیں "مرید را در دو جہاں خواستے و بایستے نباشد ہر کہ اورا خواستے و بایستے باشد و طالب ہوا است نہ مرید مشایخ فرمودہ اند کہ مرید پیش شیخ ہمچو مردہ ہیں ید الغسالی باشد یا بنا شد بہر طریکہ اورا متحرک گرداند سزاوار مرید آں است کہ انچہ شیخش نسبت وخواہد و خبر آں نخواہد ورنہ اورا مرید نخوانند و اطلاق اسم مرید او مسامحت باشد"

ادب سی و پنجم : (قضائے الٰہی پر راضی ہونا)

مکتوب شریف میں جو بڑودہ سے بنام اس گمنام کے صادر ہوا ارقام فرماتے ہیں۔

"اس سال سفر حج میں ہمارے خاص اعزہ تھے۔ حضرت پھوپھی صاحبہ مکرمہ۔ خالہ صاحبہ محترمہ۔ ہمشیرہ صاحبہ یہ سب اسی سفر میں مقامات متبرکہ میں انتقال کر گئیں (دہنیئاً) بفضلہٖ اللہ تعالیٰ اب ہم یکہ و تنہا ہیں۔ بڑا سفر در پیش ہے۔ دعا کرو انجام بخیر ہو"

ادب سی و ششم : (محبت شیخ طریقہ میں مستغرق ہونا)

ادب سی و ہفتم : ہمیشہ اسکی جانب متوجہ رہنا)

ادب سی و ہشتم: (ہر کام میں شیخ کو ساتھ دیکھنا)

ادب سی و نہم: (ہر حال میں اسکو پیش نظر رکھنا)

حضور اقدس قدس سرہٗ کو شیخ کی محبت و تعظیم (بلکہ شیخ کے ہر منتسب سے محبت اور تمام خانوادہ سے اسی نسبت سے خصوصیت تھی۔ شیخ کی اتباع۔ شیخ کی حضوری شیخ کے دربار کی معیت۔ شیخ میں فنائیت مطلقہ حاصل تھی۔ صورت میں وہی شان تھی سیرت کا وہی حال تھا۔ رفتار میں وہی چلن تھا۔ گفتار میں وہی لہجہ تھا۔ لباس میں وہی وضع تھی معاملات میں وہی ڈھنگ تھا۔ عبادات وہی رنگ۔ ریاضات و مجاہدات میں وہی مسلک تھا۔ دوپہر کا قیلولہ شب کی استراحت، گویا خاص اوقات حضوری دربار تھے تمام معاملات میں ہدایات ملتیں۔ تمام خطرات پر حضور مطلع کئے جاتے۔

ہزاروں بار کا دیکھا ہوا واقعہ ہے کہ طبیعت مبارک کسلمند ہے۔ مرض کا اشتداد ہے۔ غذا متروک ہے۔ ضعف شدید عارض ہے۔ طاقت نشست و برخاست نہیں ہے لیکن حضار میں سے کسی نے تذکرہ خاتم الاکابر قدس سرہٗ شروع کر دیا بس ایک طاقت و توانائی جسم اطہر میں آگئی۔ اٹھ بیٹھے حالات سن رہے ہیں۔ نہایت خوش اور بشاش ہیں۔ بعض لطائف کو سمجھا رہے ہیں۔ سبحان اللہ ایسی فنائیت و محویت مرشد کے ساتھ کہیں دیکھی نہ سنی۔ جن لوگوں سے حضور خاتم الاکابر رحمۃ اللہ علیہ جیسا معاملہ فرماتے بس وہی روش حضور جاری رکھتے۔

ادب چہلم: (دوسروں کی طرف سے بالکل غافل ہو جانا)

اکثر ارشاد فرماتے کہ حضور سرکار غوثیت رضی اللہ تعالےٰ عنہ و ارضاہ عنا قدس سرہٗ العزیز اور اکابر خاندان مارہرہ مقدسہ قدست اسرارہم بڑے غیور ہیں ان کا متوسل جب کہیں جائے گا پریشان نہ ہوگا حضور شیخ اکبر امام الطریقہ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"لن یفلح المرأة بین الزوجین والطالب بین الشیخین"

ایک عورت نہ دو شوہروں کی جورو ہو سکتی ہے نہ ایک طالب دو شیخوں کا مرید۔

راہ سلوک میں اول و آخر مرحلہ اعتقاد شیخ طریقہ کا ہے جب تک یہ نہیں کچھ بھی نہیں۔ جو ایک دروازہ کا مردود ہے اسکی راہ مسدود ہے۔ ہمارے گھر میں کونسی نعمت نہیں جو کسی دوسرے دروازہ پر جائیں۔ اور سائل ہوں۔ ؎

باغ مرا چہ حاجت سرو و صنوبر است	شمشاد خانہ پرور ما از کہ کمتر است

بعض ہمارے منتسبان نے دوسری جگہ بیعت کی۔ طرح طرح کی تکالیف و مشکلات میں مبتلا ہو گئے کہنے لگے فلاں نے بد دعا کی عمل پڑھا۔ حاشا کہ ہم کو اسکا خیال بھی آیا ہو۔ لیکن کیا کیجئے اس خاندان برکاتیہ کے بعض متاخرین بھی قدم بقدم حضور غوثیت رضی اللّٰہ تعالےٰ عنہ وارضاہ عنا ہیں وہ گوارا ہی نہیں فرماتے کہ ان کے منتسب حقیر و ذلیل ہوں جو اس خاندان کی توہین کرے گا خوار و ذلیل ہوگا ہم نوپشتوں سے قادری ہیں اور اسی نسبت پر فخر کرتے ہیں۔ ہم کو دعوےٰ ہے کہ کم از کم اس خاندان کے منتسب میں دو باتیں ضروری ہوں گی اگرچہ بالکل طریقہ سے ناواقف ہو اور عمل سے خالی ہو اولاً کسی دوسرے خاندان کے فقیر کے ہاتھ سے صدمہ نہ اٹھائیگا دوسرے عمر بھر کسی حال میں رہا ہو انشاء اللّٰہ وقت آخر توبہ و ندامت پر مرے گا کہ سرکار بہت عالی ہے۔

ادب چہل و یکم: (کسی دوسرے سے استفادہ قطع کر دینا)

خود حضور بڑے غیور تھے اور غیرت کو نہایت پسند فرماتے تھے۔ اس خادم نے ایک رسالہ مطبوعہ میں بسند تسبیح حضرت مولانا ابو الحسنات محمد عبد الحی لکھنوی رحمۃ اللّٰہ علیہ[1] دیکھ کر بشوق حصول سند قصد لکھنؤ کیا اور حضرت مولانا مرحوم کے دروازہ پر پہنچ کر خیال آیا کہ غیر سے

---

[1]: مولانا عبد الحی بن عبد الحلیم فرنگی محلی ۱۲۶۴ھ ۱۸۴۸ء میں پیدا ہوئے۔ نامور عالم۔ مصنف اور مدرس تھے ۱۳۰۴ھ ۱۸۸۶ء میں انتقال ہوا۔ ملاحظہ ہو تذکرہ علمائے ہند (اردو ترجمہ) صفحہ ۲۸۸، ۲۸۹ ۰:۰

سوال ہے فوراً واپس آیا اور حاضر حضور ہو کر عرض حال کیا۔ نہایت خوش ہو کر فرمایا کہ اجازت تسبیح لانے میں کچھ نقصان نہ تھا لیکن بہتر ہوا آپنے گھر میں موجود ہے پھر اپنی تسبیح مبارک مع سند مرحمت فرمائی والحمد للہ علیٰ ذالک۔

یہ خادم الہ آباد میں ہے اور حضور اقدس قدس سرہٗ بڑودہ میں تشریف فرما ہیں اتفاقاً مجھکو خیال معاملات حضرت دربار شاہ صاحب مجذوب جو وہاں کے صاحب خدمت مشہور تھے۔ پیدا ہوا چند بار انکے قیام گاہ پر گیا لیکن وہ نہ ملے۔ حضور اقدس قدس سرہٗ کا عزت افزا نامہ صادر ہوا ارقام تھا کہ جب مجذوب تم سے ملنا نہیں چاہتا تم کیوں جاتے ہو۔ اسمیں یہ بھی تنبیہ تھی کہ قرب و بعد حضوری وغیبت کو یہاں دخل نہیں ہم ہر جگہ اپنے خدام کے نگہبان ہیں۔ سبحان اللہ۔

ادب چہل و دوم : (اعتقاداً عملاً۔ طلباً۔ غیرۃً محبتاً شیخ میں فانی مطلق ہو جانا)

یہ عرض ہو چکا ہے کہ حضور اقدس قدس سرہٗ کو ہر شان شیخ میں فنائیت مطلقہ حاصل تھی جس شخص جس شہر جس چیز کو حضور شیخ سے نسبت تھی وہ بھی محبوب تھی یہاں تک کہ خدام حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ بہ نہایت عزت و احترام حضور کے ساتھ پاس رہتے سفر میں بھی ان کو جدا نفرماتے کہ شاید صاحبزادہ ان سے کام لیں اور ان کو تکلیف ہو ان کے تمام کاموں میں اور ضرورتوں میں معاونت فرماتے ان کی خدمت صرف یہی تھی کہ وہ استراحت حضور اقدس قدس سرہٗ کے وقت میں ذکر حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ سنائیں۔

سوائے ان حضرات کے جو حضور قبلہ جسم وجان حضور سید شاہ ابوالفضل شمس الدین آل احمد اچھے میاں صاحب قدس سرہٗ یا حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ سے فیض یاب تھے۔ کسی بزرگ سے استفادہ کی اجازت مرحمت نہ ہوتی۔

بیاض اسرار میں ارقام فرماتے ہیں "مرید خود را انگوارد کہ با شیخ دیگر نشیند و نہ با مریداں شیخ دیگر صحبت آنکہ ممکن است کہ ہوائے ایں مرید مخالف آں یک باشد و بر مشائخ لازم

کہ مخالف مرید فرمایند چوں امر شیخ دیگر راموافق ہوائے خود بضرورت میل کند وایں میل پیش
ایں طایفہ آرند او معنوی است وایں آرند بحکم طریقت مورث بعد و قطعیت است
چوں میل بشیخ دیگر کنند شیخش از نظر ساقط شود وایں شیخ دیگر نیز خلاف ہوائے او امر کند
باز بشیخ خود رجوع کند معلوم شد کہ صادق نبودہ است پس بفرمود مثل شایع کہ از ینجا راندہ
واز انجا ماندہ خوار و بیکار و سرگرداں گردد ذھب مع الذاھبین الی سجین
الطبیعۃ الجھالۃ نعوذ باللہ من ھذہ الفتنۃ والخذلان۔

ادب چہل وسوم : (ہمیشہ مشتاق رہنا)

روزانہ باہتمام تمام وضو وخلوت واستراحت وقیلولہ بظاہر رفع تکلیف کے واسطے
ہوتا لیکن خدام خاص جانتے تھے کہ یہ وقت حاضری دربار حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ ہے
بعض خدام عرض بھی کرتے کہ حضور فلاں معاملہ میں سرکار والا سے حکم لے لیں یا سرکار تک
یہ التماس پہنچادیں۔ جس روز کسی وجہ سے موقع قیلولہ نہ ملتا شکل قبض پیدا ہو جاتی طبیعت
بے چین ہے کسی پہلو آرام نہیں جب تک دوسرے وقت حضوری نہ ہو۔

ادب چہل وچہارم : (عشق کامل)

محبت کی یہ کیفیت تھی کہ حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ کے خدام کو اپنے سے پہلے
کھانا کھلاتے اور اس لطف وشفقت سے پیش آتے گویا نازپروردہ بیٹے ہیں۔ انکے
تمام متعلقین کے مصارف مرحمت فرماتے۔ حضور کے مریدین سے بکمال مہربانی مساویانہ
برتاؤ فرماتے انکی حاجت براری اپنے خدام سے مقدم فرماتے اور ہر حال میں ان کی
پرسش ورعایت مد نظر رکھتے۔

حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ کے قریب زمانہ وفات میں ایک بزرگ ولایتی سید
احمد شاہ خلیفہ اخوند صاحب رحمۃ اللہ علیہ بدایونی خدمت اقدس میں پہنچے اور عرض کیا
کہ ایک عقدہ مشکل کے حل کے واسطے حضور مرشد سے حکم حاضری مارہرہ ملا لہذا وہاں

پہنچ کر حضور کے عم معظم رحمۃ اللہ علیہ سے ملا اور حال گذارش کیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ جن کی خدمت میں تم بھیجے گئے ہو وہ بدایوں تشریف رکھتے ہیں۔ ایک جوڑا کپڑے اور کچھ زر نقد مرحمت فرماکر مجھ کو بدایوں روانہ کر دیا ہے حضور اقدس نے ان کو کمال عزت وحرمت سے لیا اور اس خادم کو ان کی خدمت پر مامور فرمایا۔ افسوس یہ راز نہ کھلا کہ وہ عقدہ کیا تھا اور کیونکر حل ہوا۔ کچھ اسطرح خلوت خاص میں باتیں ہوتی تھیں کہ دوسرے کو بار نہ تھا۔

ایک روز خادم عاجز سے فرمایا کہ ایک گراں بہا نعمت تیرے واسطے پہنچی ہے ایک جوڑا کپڑے ولایتی صاحب کے واسطے نئے تیار کر کے فوراً حاضر لا خادم نے بعجلت تمام تعمیل حکم کی۔ ولایتی صاحب کے روبرو وہ کپڑے رکھ کر فرمایا یہ ہمارا خادم ہے آپ اپنا ملبوس بطور تبرک اسکو دے دیجئے اور یہ کپڑے آپ پہن لیں وہ جوڑا اس خادم کو مل گیا۔ ارشاد فرمایا جانتے ہو یہ کیا چیز ہے یہ حضور جدی و مرشدی قدس سرہٗ کے پہنے ہوئے کپڑے ہیں شکرانہ ادا کرو کہ بڑی نعمت گھر بیٹھے مل گئی والحمد للہ علیٰ ذالک

ادب چہل و پنجم : (خلق سے اعراض)

گذارش ہو چکا ہے کہ حضور اقدس قدس سرہ خلق کے افعال و اقوال سے کبھی متاثر نہ ہوتے اور ہمیشہ نظر عفو و مرحمت سے دیکھتے مخالفین کے افعال کی بھی طرح طرح سے تاویلیں اور عذر فرما دیتے انشاء اللہ تعالے آیندہ بعض واقعات اس کے متعلق معروض ہوں گے۔

ادب چہل و ششم : (حضور قلب مع اللہ)

کتاب سراج العوارف | الوصایا و المعارف (صفحہ) پر ارقام فرماتے ہیں۔

مدام بیاد الہٰی مشغول باشند و از خدا بجز خدا طلب نہ کنند چوں خدا را یافت ہمہ اشیاء را یافت چہ ماسوی اللہ چیزے نیست ہر چہ کو ہست ہمہ اوست یعنی تنہا

ہمہ اوست الاکل شیئ ما خلا اللہ باطل یک لمحہ از یاد او تعالٰے غافل نمانند ودمے غفلت او انداز ند و خود را فرصت ندہند تاکہ فرصت نیابند"

ادب چہل وہفتم : (محبت رسول خدا صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلی آلہ وسلم)

شریعت یا طریقت اعرفا کو اسی وجہ سے محبوب ہیں کہ حضور سرور دو عالم صلی اللہ تعالٰے علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دربار تک رسائی کے راستے ہیں حضور اقدس قدس سرہٗ کا ہر قول وفعل عین سنت تھا آخر عہد میں بسبب ضعف اکثر ادعیہ خاندانی کا ورد ترک فرما دیا تھا صرف چند درود کے صیغہ تھے جو کبھی کسی حال میں ترک نہ ہوتے چند صیغہ درود کے بطور شجرہ قادریہ چشتیہ جمع فرما کر چھپوا دیئے۔ حکم تھا کہ اگر شامت اعمال سے کچھ بھی نہ ہو سکے ان کو پڑھ لیا کرو کثرت منفعت کے خیال سے اپنے خدام کے سوا تمام اہل زمانہ کو ان کی قرأت کی اجازت مرحمت فرمائی۔

ارشاد فرماتے کہ درود شریف تمام دعاؤں کی روح ہے بغیر اسکے کوئی عبادت کامل نہیں ہوتی۔ اس محبت کے نتائج کا پتہ زیارت بیامن اسرار یہ سے ہوتا ہے کہ سرکار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا کیا انعام مرحمت ہوئے۔

ادب چہل وہشتم : (جو ظاہر شریعت کے خلاف ہو اس سے بچنا)

حضور اقدس قدس سرہٗ کو عبادات معاملات عادات میں اتباع سنت کا ہمیشہ التزام تھا یہاں تک کہ اگر بعض ناواقف خدام کوئی سوال خلاف شریعت کرتے باوجود خلق عام مزاج اقدس پر سخت گراں آتا اور اکثر اوقات اسکا ایک عرصہ تک اثر رہتا۔

ایک میرے دوست ساکن میرٹھ قوم کمبوہ نے جو حضور اقدس قدس سرہٗ کے مرید تھے اپنے بعض اعزہ سکنہ مارہرہ کی شکایت کی اور درخواست کی کہ حضور سے کوئی ایسا عمل مرحمت ہو کہ ان میرے مخالفین کو تکلیف پہنچے اور وہ مجبورانہ میرے ساتھ موافقت کریں

فرمایا کہ معاملات متنازعہ میں ان کا کچھ حق شرعی ہے یا نہیں عرض کیا حق ضرور ہے لیکن اسپر تمادی قانونی عارض ہے عرصہ سے قبضہ نہیں ہے یہ سنکر حضور اقدس کو جلال آگیا اور فرمایا فقرا ظالم کو بھی ایذا دینا گوارا نہیں کرتے نہ کہ صاحب حق کو طلب حق پر ایذا پہنچانا ہم سے کبھی ایسا سوال نہ کرنا اور سخت ناخوش ہوئے۔

اس خادم عاجز نے ہر چند کوشش کی کہ غصہ حضور کا کم ہو جائے لیکن جب کسی پہلو سے ان کا تذکرہ کیا حضور کو فوراً وہ سوال ان کا یاد آگیا اور فرمایا یہ وہی ہیں جنہوں نے وہ ناجائز خلاف شریعت درخواست کی تھی اور اسمیں ہم سے معاونت چاہی تھی۔ نتیجہ اس برہمی مزاج حضور اقدس کا یہ ہوا کہ یہ سایل تین برس سخت امراض میں مبتلا اور صاحب فراش ضروریات سے محتاج رہے اور اسی تکلیف میں انتقال فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون

ادب چہل و نہم : (مسلمانوں کو نصیحت کرنا)

یہ حضور اقدس قدس سرہٗ کی عادت کریمہ تھی اور ہر جلسہ میں اسکا التزام طریقہ نصیحت اتنا نرم اور اچھا تھا کہ جس سے جو ارشاد فرمایا ناممکن تھا کہ تعمیل نہ کرے۔ دینی دنیوی اخلاقی تعلیم ہوتی۔ حقوق العباد کی نگہداشت کا خاص اہتمام ہوتا۔ والدین۔ استاد۔ شیخ اور بزرگوں سے باادب۔ وتعظیم اعزہ و احباب سے بمساوات ومحبت۔ چھوٹوں سے بشفقت پیش آنے کی تاکید فرماتے۔

ادب پنجاہم : (اپنے اہل سلسلہ کی ہوا خواہی اور انکو دعا دینا)

ایک گرامی نامہ میں اس ناکارہ خادم کو تحریر فرماتے ہیں "ہم خدائے تعالٰے سے تمہارے واسطے فلاح دارین کی ہر وقت دعا کرتے ہیں۔ تمہاری تکلیف سے ہمکو تکلیف ہے۔ انشاء اللہ تعالٰے انجام بخیر ہے۔"

حضور اقدس قدس سرہٗ کو اپنے ہر خادم کا ہر وقت خیال تھا اور انکی حاجت برآری کی فکر ہر خادم کو خیس دنیاوی چیز ونکی طلب پر نعمتیں مرحمت ہوتیں آخر عہد میں مریدین

سے فرماتے کہ ہنوز وقت ہے کچھ کر لو کچھ پوچھ لو۔ کچھ سیکھ لو اگر تم سے تکمیل سلوک بھی نہ ہو سکے ادعیہ اشغال و اعمال و مراقبات خاندانی کی اجازت لے لو کہ اس راہ میں اصل اجازت مجاز ہے۔ ہمارے بعد واقف کیسا مجاز ملنا بھی دشوار ہوگا۔ ڈھونڈو گے اور نہ پاؤ گے۔ اسی شان کرم کا جلوہ تھا کہ معمولی صلحا دیکھ کر بہت سے خدام کو اجازت خلافت مرحمت ہوئی۔

ادب پنجاہ و یکم: (اہل سلسلہ کی ظاہری و باطنی خیرخواہی)

ادب پنجاہ و دوم: (کھلی چھپی انکی خدمت)

ادب پنجاہ و سوم: (انکے کاموں میں حضور و غیبت برابر جاننا)

ادب پنجاہ و چہارم: (ان سے خصوصیت برتنا)

ان چاروں اوصاف کا بیان ہو چکا ہے اور یہ خاص عادت کریمہ تھی ہر وقت ہر محل پر غلاموں کا خیال اور ان کی پاسداری، حاضر و غائب نگاہ کرم فکر حاجت براری رات دن کا شغل تھا۔ والا برادرم مولوی عبدالحی صاحب مرحوم[1] نے بعد ترک ملازمت راج سروہی ریاست جودھپور میں کوشش ملازمت کی لیکن جگہ ملنے میں دیر ہوئی حضور اقدس قدس سرہٗ بڑودہ میں تشریف فرما تھے۔ کرامت نامہ بنام خادم عاجز بہجا ارقام فرماتے ہیں۔

---

[1] مولوی عبدالحی بخود ولد غلام رسول بدایونی ۲۷ محرم ۱۲۷۴ھ ۱۸۵۷ء کو پیدا ہوئے۔ موجہ تعلیم حاصل کی۔ شاعری میں حالی کے شاگرد تھے۔ وکالت کی۔ سروہی میں جوڈیشیل آفیسر رہے۔ ۱۸۹۶ء میں جودھپور پہنچے وہاں فوجدار رہے۔ ۱۹۱۲ء میں انتقال ہوا (انتخاب زرین از راس مسعود مطبوعہ نظامی پریس بدایوں)۔

عبدالحی کو لکھ بھیجو باعث تعویق سیاح سروہی کا خیال تھا وہ ان کو جدا کرنا نہیں چاہتے تھے اور کوشاں تھے کہ واپس لیں۔ سیاہ جو دھپور آمادہ تھے کہ جگہ دیں فقیر نے تصفیہ کر دیا کہ سیاح سروہی کوشش نہ کریں اب مطمئن رہیں معاملہ صاف ہو گیا۔

بغیر درخواست اس عاجز کے ایک صاحب منصب کو نوازشنامہ تحریر فرمایا ارقام فرماتے ہیں کہ "فلاں ہمارا خادم ہے اسکی پریشانی سے ہم کو تکلیف ہے آپ جو کچھ ہمارے ساتھ کرنا چاہتے ہیں اسکے ساتھ کریں بس یہی ہماری خدمت ہے"۔

اور اس خادم کو حکم پہنچا کہ اس سفر میں فلاں صاحب سے ملنا وہ ہمارے ملنے والے دل نہیں مانتا ایک تازہ واقعہ عرض کر دوں۔

ایک مرتبہ یہ خادم پریشاں حال بدایوں حاضر ہوا اپنے ایک عزیز پیر بھائی سے بلا وجہ باخلاص خادم سرکار ہیں اور نہایت نیک صالح شخص ہیں یہ معلوم کر کے ان کے پاس کچھ کتابیں حالات حضرات مارہرہ کی ہیں ان سے استدعائے زیارت کی وعدہ فرمایا کہ انشاء اللہ کسی روز دکھاؤں گا بلکہ دے دوں گا دیکھ لینا لیکن ایفا میں تعویق ہوئی۔

ایک روز اتفاقیہ خادم سے ملاقات ہوئی۔ نہایت عاجزی سے فرمایا ایک خطا ہو گئی معاف کر دے فقیر نے عرض کیا اگر آپ کے نزدیک کوئی خطا ہوئی ہے معاف ہے واقعہ فرمایئے کہنے لگے تو نے فلاں روز کتابیں مانگی تھیں اور میں نے وعدہ کر لیا تھا کہ دے دوں گا لیکن پھر یہ خیال ہوا کہ اگر حسب دستور ابنائے زمانہ کتابیں واپس نہ ملیں اور تو نے نہ دیں میں کیا کر دوں گا۔ قلمی نسخے ہیں۔ غرض یہ فیصلہ کر لیا کہ کتابیں نہ دوں گا شب کو حضور اقدس قدس سرہٗ کی زیارت ہوئی کہ ارشاد فرماتے ہیں کہ سایل کے ہم ضامن ہیں تم فوراً کتابیں دے دو۔ اسی وقت سے میں تیرا متلاشی اور معافی چاہتا ہوں سب کتابیں حاضر ہیں خادم کو اس غلام نوازی پر رونا آگیا اور سمجھا کہ مدعا تکمیل رسالہ کی ہے۔ بس اسی ہمت پر کام شروع کر دیا وہ نہ صدمات متواتر و خرابی صحت صاف جواب دے رہے ہیں لیکن شوق تعمیل حکم سرکار ہے کہ جان کے ساتھ ہے خدائے تعالے اس ناچیز تحریر کو مکمل فرما دے اور خدا کرے حضور اقدس قدس سرہٗ قبول و منظور فرمالیں۔ بس نتیجہ نکل آیا اور ان کے کرم سے سب مشکلیں

آسان ہوگئیں یہ ایک ناچیز غلام کی داستان ہے خوشحال خدام کا خاص ان پر جتنا کرم بھی ہو زیبا ہے۔

ادب پنجاہ و پنجم : (حضرات قادریہ سے صحبت رکھنا)

حضور پرنور قدس سرہٗ کو حضرات قادریہ سے خاص انس تھا صاحبزادگان سرکار قادری کا نہایت اکرام فرماتے۔ حضرت سید شاہ تجمل حسین صاحب قادری شاہجہان پوری دامت[1] برکاتہم مخصوص دوست تھے سید شاہ علی حسین صاحب[2] اشرفی دامت برکاتہم۔ حاجی سید وارث علی شاہ صاحب[3] رحمۃ اللہ علیہ خاص حضور کے ملنے والے ہیں اس خادم کو حضرت اجمیر شریف میں اپنے ساتھ لے جاکر حضرت حاجی سید وارث علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیا شہرت عام تھی کہ حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر شان جذب غالب ہے اور وہ کسی سے بات نہیں کرتے۔ واللہ حضور اقدس قدس سرہٗ سے ایک گھنٹہ کامل

---

[1]: شاہ تجمل حسین عرف چمن میاں شاہ فضل احمد قادری (ف ۱۲۸۹ھ) کے جانشین اور صاحب سجادہ تھے۔ سلسلہ قادریہ تھا ان کے بکثرت مرید تھے ۱۸ جنوری ۱۹۲۲ء کو وصال ہوا تاریخ شاہجہان پور از صبیح الدین بیان صفحہ ۵۳ حصہ دوم، نامی پریس لکھنؤ ۱۹۳۲ء۔

[2]: شاہ علی حسین اشرفی میاں کچھوچھہ کے مشہور شیخ طریقت تھے ۱۳۵۵ھ میں ان کا انتقال ہوا خان کرامت کے برادر نسبتی مولوی صوفی عبدالحمید اشرفی ساکن ادجھیانی ضلع بدایوں (ف ۱۹۴۵ء) حضرت اشرفی میاں کے مرید باخلاص تھے۔ حضرت جب تشریف لاتے تو صوفی صاحب مرحوم ہی کے یہاں قیام فرماتے۔ خاکسار نے بچپن میں دو مرتبہ زیارت کی ہے۔ آخر مرتبہ حضرت نے شیرینی بھی مرحمت فرمائی تھی۔

[3]: وارث علی شاہ بن قربان علی شاہ ۱۲۳۸ھ میں دیوا (ضلع بارہ بنکی) میں پیدا ہوئے۔ عربی فارسی کے کچھ رسالے پڑھے۔ اپنے بہنوئی خادم علی شاہ کے مرید ہوئے بعد حصول خلافت حج کو پیادہ پا گئے۔ ممالک اسلامیہ کی سیاحت کی۔ زمین پر سوتے تھے۔ ترک تجرید کے شیدائی تھے۔ احرام پوش رہتے ۳۰ محرم ۱۳۲۳ھ کو وصال ہوا تاریخ شاہجہان پور صفحہ ۳۴۳۔

وہ لطف و محبت کی باتیں ہوئیں جو دو خالص دوستوں میں بعد ایک مدت کے ملاقات میں ہوں افسوس یہ نہ معلوم ہو سکا کہ وہ کیا باتیں تھیں قیام گاہ پر تشریف لا کر فرمایا کہ حاجی صاحب خالص قادری ہیں اور انکا سلسلہ بھی نہایت صحیح ہے اور بڑے بزرگ ہیں۔

حضرت بغدادی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مقیم دہلی آستانہ حضور محبوب الٰہی سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ بعد وصال اسی بستی میں دفن ہیں یہ بھی حضور اقدس قدس سرہٗ کے خاص ملنے والے تھے اور عام خدام کو ہدایت ہوتی کہ جس جگہ اہل اللہ پاؤ بکمال ادب حاضر ہو جاؤ اور اسکے نگاہ کرم کی قدر کرو پھر اگر آستانہ عالیہ قادریہ کا مسند نشین ہے تو خدمت خصوصیت سے بجالاؤ۔ اگر برکاتی بھی ہے تو تم اس سے ہر سوال کر سکتے ہو ان حضرات کی خدمت میں باادب بلا قصد امتحان حاضر ہو اور کوشش کرو کہ یہ تم کو اچھا سمجھیں کہ ان کے حسن ظن میں بھی اثر خاص ہے۔

ادب پنجاہ و ششم: (غیروں کی صحبت سے بچنا)

حضور پر نور قدس سرہٗ مجاذیب اور حضرات نقشبندیہ سے کم ملتے ارشاد فرماتے مجاذیب اصحاب سلوک نہیں اور نسبت متعدیہ نہیں رکھتے۔ کاملیت موجود مکملیت مفقود ان سے امید نفع کم اور خیال مضرت بیشتر ہے۔ حضرات مجددیہ کی استقامت علی ظاہر الشریعت کی تعریف فرماتے۔ ارشاد ہوتا کہ اصطلاحی عرفان بھی نہ ہو تاہم اتباع سنت ہی ایک قسم کا عرفان ہے اور یہ ان میں ضرور ہے۔

ادب پنجاہ ہفتم: (جو چیزیں باعث تشویش خاطر ہوں ان سے بچنا)

حضور انور مقدس خدام کے دنیوی امور میں بھی جب تک کوئی خاص تحریک اور ضرورت نہ ہوتی مداخلت نہ فرماتے علمائے ظاہر کی طرح مناظرہ و مباحثہ نہ فرماتے۔

ادب پنجاہ و ہشتم: (سماع کو روشن طریقہ نہ جاننا)

حضور پر نور قدس سرہٗ اپنے واسطے اہتمام فرما کر سماع نہ سنتے لیکن اگر کوئی مہمان عزیز اہل سماع آجاتا سماع ہوتا کبھی خود بھی شرکت فرماتے لیکن ان مجالس خاص میں عامیوں کو بار نہ ہوتا مخصوص خدام طلب فرمائے جاتے۔ اعراس بزرگان مارہرہ میں سماع حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ کے عہد شریف سے موقوف تھا حضرت اقدس نے بھی جاری نہ فرمایا اگر کوئی قوال یا خوش خواں عرس شریف یا غیر عرس میں حاضر ہو کر اجازت چاہتا بیرون درگاہ شریف سنتے دوسرے آستانوں پر نہ کبھی خاص اہتمام سے مجالس سماع میں تشریف لے جاتے۔ نہ سماع شروع ہو جانے پر اٹھتے۔

اس مسئلہ کے دریافت کرنے پر مکتوب حضور میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرہٗ اس خادم کو مرحمت[۱] ہوا۔ ارشاد فرماتے کہ "ہمارا مسلک اور حقیقتاً مسلک صحیحہ صوفیہ صافیہ یہی ہے کہ سماع حلال ہے اور اسکے شرائط ہیں جو اکابر مشائخ رحمۃ اللہ علیہ نے مقرر کئے ہیں اولاً سماع کی ضرورت ہو ثانیاً مجالس میں سب اہل سماع یا غالب ان کی جماعت ہو قوال بھی صالح ہو موقع بھی خاص ہو ایسا سماع متقدمین نے سنا اور مریدین کو سننے کی اجازت دی۔ اسکا انکار آفتاب کا انکار ہے۔ مجمع فساق کو مجلس سماع نہیں کہتے بیشتر سماع مروجہ حال سراسر لغو و لہو ہے ایسے مجمع میں اہل سماع کو جانا بھی درست نہیں خاندان مارہرہ مطہرہ میں بعض بزرگوں نے سماع سنا اور بعض نے احتراز فرمایا لیکن ان میں کوئی بزرگ نہ بلا شرائط حلت مطلقہ اور نہ بشرائط حرمت مطلقہ کا مجوز ہے۔

بات یہ ہے کہ سماع ایک تدبیر ترقی ہے جب سالک کو کسب طریقہ کی کوفت یا حیرت مقام مضمحل کر دیتی ہے اچھی آوازوں عمدہ مضامین شوقیہ کے اشعاروں اصحاب احوال کے کلام سے اسکی ہمت کو بلند۔ شوق کو تیز کر دیتے ہیں نہ یہ بڑا ساکوئی کسب طریقہ ہے نہ کسی خاندان کے ساتھ مخصوص عندالضرورت شیخ محقق جو حکیم حاذق روحانی ہے طالب کے

---

[۱]: میر عبدالواحد بلگرامی کا مکتوب جو شیخ اللہ داد کے نام ہے مشہور فاضل مولانا عبدالرشید نعمانی صاحب مدظلہ نے اس کو تصحیح کے ساتھ شائع کر دیا ہے (مجلہ جامعہ اسلامیہ بہاولپور شمارہ اول ۱۹۶۴ء)

اسباب موانع ترقی یا مواد فاسدہ کو مختلف تدبیروں سے دفع کرتا ہے امتلا پایا روزہ وفاقہ کی ہدایت ہوئی بلغمیت زیادہ دیکھی حرارت ذکر بڑھادی وغیرہ وغیرہ ہر شخص طالب کی حالت جدا موانع راہ مختلف ہیں لہذا علاج و دوا بھی مختلف ہے لیکن جب گفتگو ہو اصل مسئلہ میں ہو کسی شخص پر یہ حکم کرنا کہ وہ اہل سماع نہیں ہے نہ چاہیئے اگر ظاہر اسکا حلیہ شریعت سے آراستہ اور طریقہ صوفیہ صافیہ سے خبردار ہے۔"

ادب پنجاہ و نہم : (سماع کی عادت نہ کرنا)

ادب شصتم : (سماع سے براءت مطلقہ بھی نہ کرنا)

یہ گذارش ہو کہ حضور اقدس قدس سرہٗ سماع کا انکار نہ فرماتے لیکن عادت بھی نہ تھی اتفاقیہ ہوتا تو بکمال ادب و وقار سنتے اور تمام شرائط ملحوظ ہوتے دوسروں پر جو لباس صوفیہ میں ہوں انکار نہ فرماتے اور خدام کو بھی انکار سے روکتے کہ یہی طریقہ حضرات قادریہ داکابر مارہرہ ہے رضی اللہ تعالے عنہم ورحمہم اللہ تعالے علیہ وعلیہم اجمعین الیٰ یوم الدین۔

ادب شصت و یکم : (سماع اتفاقیہ کو بحضور قلب سننا)

فقیر عاجز کو اپنے دیکھے ہوئے دو واقعے خاص یاد ہیں ایک بار حضور اقدس قدس سرہٗ بدایوں میں رونق افروز ہیں کہ حضرت معظمی صاحبزادہ سید شاہ تجمل حسین صاحب قادری شاہجہان پوری دامت برکاتہم جو مرید و خلیفہ حضرت صاحب سجادہ بانسہ شریف اور طالب و صاحب اجازت حضرت خاتم الاکابر سیدنا جدنا شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ اور ورزش سلوک میں ہم سبق و ہم شغل حضور مرشدی قدس سرہٗ اور مخصوص ملنے والے ہیں تشریف فرمائے بدایوں ہوئے حضور اقدس نے صاحبزادہ صاحب ممدوح کی دعوت کی اور بعد فراغ طعام فرمایا کہ یہ اہل سماع ہیں سماع ہونا چاہیئے قوال حاضر ہوا حضور اقدس قدس سرہٗ اور حضرت صاحبزادہ صاحب دامت برکاتہم اور شاہ امیر اللہ صاحب خلیفہ

حضور صاحبزادہ صاحب زیادہ مجدہم سننے والے تھے۔ آخر مجلس میں باصرار حضرت صاحبزادہ صاحب دامت برکاتہم یہ حسن دم طلب کیا گیا سبحان اللہ عجب بابرکت مجلس تھی

اسی طرح ایک بار مولانا حافظ شاہ محمد عمر صاحب دہلوی دامت برکاتہم بدایوں تشریف لائے اور حضور اقدس قدس سرہٗ نے مولانا کی دعوت کی بعد کھانا کھانے کے کچھ خوش خواں بلائے گئے اور نعت و منقبت پڑھی گئی۔ جب حضور اقدس قدس سرہٗ دہلی تشریف لے گئے مولانا حافظ شاہ محمد عمر صاحب دامت برکاتہم نے دعوت کی اور وہاں بھی نعت خوانی و منقبت خوانی ہوئی یہ سماع تھا جو باہتمام حضور نے سنا۔

ارشاد فرماتے ہیں کم از کم وہ شخص جو مجلس سماع میں حاضر ہو ایسا ہونا چاہیئے کہ حاضرین پر غالب ہو اور ان پر خطرات پریشان نہ آنے دے یہ درست ہے کہ بعض اکابر نے مجالس عام میں بھی سنا لیکن آج کوئی انکا مثل ہے یہ محض لوگوں کے جمع کرنے کی تدابیر تھیں۔ کہ جو آگیا وہ ان کے رنگ میں رنگ گیا۔

اب بھی عرس شریف میں مجالس سماع بیرون درگاہ شریف ایک عمارت جداگانہ میں ہوتی ہیں جو سماع خانہ کے نام سے موسوم ہے حضور صاحب سجادہ مارہرہ مطہرہ دامت برکاتہم نے چونکہ مجمع حضرات چشتیہ نظامیہ و صابریہ زیادہ دیکھا اور سماع ان کی خاص دعوت ہے۔ سماع عرس حضور اقدس قدس سرہٗ میں بڑھا دیا عجب شاندار مجلس ہوتی ہے انشاء اللہ تعالٰے وہی برکات قدیمہ بھی حاصل ہونگے افسوس یہ ہے کہ ہنوز پیر باقی ہیں لیکن مرید قطعاً مفقود ہیں اللہ تعالٰے ہم کو ادب و اخلاص عطا فرمائے آمین

ادب شصت و دوم: (تلاوت قرآن کریم پر مداومت)

حضور اقدس قدس سرہٗ روزانہ تلاوت قرآن کریم فرماتے اور قلیل دائم کو پسند فرماتے اسی لحاظ سے جو منازل قرأت حضور اقدس قدس سرہٗ نے اپنے خدام کے واسطے مقرر فرمائے ہیں وہ آسان ہیں۔ رسالہ سراج العوارف فی الوصایا و المعارف میں بعد بیان چند طرق قرأت کے روزانہ یوں منازل مقرر فرمائیں یہ مندرجہ ذیل درج ہیں۔

منزل اوّل سورہ بقرہ[۱]، منزل دوم سورہ آل عمران[۲]، سورہ نساء[۳]
سورہ مائدہ[۴]، سورہ انعام[۵]، سورۂ اعراف[۶]، سورۂ انفال و توبہ[۷]۔
سورہ یونس[۸] تا ھود، سورہ یوسف[۹] تا ابراھیم، سورہ حجر[۱۰] تا سورہ
نحل، سورہ بنی اسرائیل[۱۱] تا کہف، سورہ مریم[۱۲] تا انبیاء، سورہ حج[۱۳]
تا نور، سورہ فرقان[۱۴] تا نمل، سورہ قصص[۱۵] تا روم، سورہ لقمان[۱۶] تا سبا،
سورہ فاطر[۱۷] تا ص، سورہ زمر[۱۸] تا حٰم السجدہ، سورہ شوریٰ[۱۹] تا جاثیہ
سورہ احقاف[۲۰] تا النجم، سورہ قمر[۲۱] تا ممتحنہ، سورہ صف[۲۲] تا مدثر
سورہ قیٰمہ تا آخر قرآن کریم۔

حضور اقدس قدس سرہٗ کبھی پارہ ہائے قرآن کریم پر ختم تلاوت نہ فرماتے ہمیشہ سورۃ سے سورت تک پڑھتے۔ قرآن کریم اگرچہ کل حفظ تھا لیکن ہمیشہ دیکھ کر باواز پڑھتے انگلیاں حروف و سطور پر چلتی جاتیں تاکہ زبان آنکھیں سامعہ باتقدس تلاوت سے حصہ پائیں اکثر اعمال بھی آیات قرآنی سے استخراج فرما کر بقاعدہ تک درست فرما دیتے۔

ادب شصت و سوم ۶۳ (حضرات سلسلہ کی فاتحہ)

تواریخ وفات پر فاتحہ تمام بزرگوں کی معمول تھی روزانہ بعد پڑھنے شجرہ کے فاتحہ حضرات ضروری تھی گیارھویں تاریخ فاتحہ حضور پرنور غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا بکمال احتیاط فرماتے۔ کوئی جنس معین نہ تھی لیکن شیرینی میں قید مسلمان کی دکان کی ضرور تھی اور ہمیشہ فاتحہ حضور غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا کے ساتھ فاتحہ حضور پرنور سیدنا شاہ ابوالفضل شمس الدین آل احمد اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خود بھی حضور اقدس قدس سرہٗ فرماتے اور مریدین کو بھی ہدایت فرماتے۔ شجرہائے قادریہ چشتیہ کے حواشی پر تواریخ وصال حضرات کرام اصحاب سلسلہ اس فقیر نے درج کر کے چھپوادی تھیں۔ بیشتر خدام کو یہی شجرے مرحمت ہوتے اور ہدایت ہوتی کہ علاوہ فاتحہ روزانہ حضرات سلسلہ تواریخ وفات جو کچھ میسر ہو فاتحہ کر کے تقسیم کر دو۔

ادب شصت و چہارم : (حضور غوثیت میں فنائیت)

ہر چند کہ اخفائے حال میں حضور اقدس قدس سرہٗ کو خاص اہتمام تھا لیکن ایک بار نواب محمد رستم علی خاں دھولپوری کے اصرار پر یہ ارشاد فرمایا کہ ہماری رسائی اور دسترس سرکار غوثیت رضی اللہ تعالےٰ عنہ و ارضاہ عنا تک ضرور ہے. خلوت اول میں سالک کو حاضر دربار سرکار قادری کر سکتے ہیں. نقوش میں اکثر نقش اسم اعظم وظائف و حاجات میں اسم حضور شیخ رضی اللہ تعالےٰ عنہ و ارضاہ عنا مرحمت ہوتا.

ادب شصت و پنجم : (کسی ملامت کرنیوالے کا خوف نہ کرنا)

اس کے متعلق ایک واقعہ گذارش ہے. حضرت صاحبزادہ حکیم سید شاہ محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تمام خاندان نے اتفاق کر لیا کہ انکے صاحبزادہ سجادہ نشین اپنے والد ماجد کے نہ کئے جائیں لیکن باوجود اتفاق باہمی اور اختلاف کے جو حضرت اقدس سے تعاسب کی نظر حضور اقدس قدس سرہٗ کی طرف تھی آپ نے فرمایا کہ آپ حضرات نے رسم قدیم پہلے ہی چھوڑ دی اور سب سجادہ نشین سے ملقب ہو گئے یہ ظاہر ہے کہ باپ کا جانشین بیٹا ہوتا ہے اسمیں غیروں کا کیا حق ہے اور خود حضرت صاحبزادہ سید شاہ حامد حسن صاحب دامت برکاتہم کو ان کے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کا سجادہ نشین تسلیم کرا کے رسم ادا کی اور اختلاف حضرات خاندان کی پرواہ نہ کی.

ادب شصت و ششم : (عیوب کی پردہ پوشی کرنا)

کتاب شریف سراج العوارف فی الوصایا والمعارف کے لمعہ سادسہ نور ۲۲ صفحہ ۱۸ پر ارقام ہے کسی کا عیب دیکھنا اور اسکا چھپانا بڑے اجر کا باعث ہے اور اہل اللہ کی عادت ہے اگر نصیحت بھی منظور ہو بر ملا نہ کہ بلکہ خلوت میں کہ یہی عادت بزرگان دین وا کا بر مارہرہ قدست اسرارہم ہے اس صورت میں ایک پردہ پوشی اور خدائے ستار کا ایک

پرتو بندہ پر پڑتا ہے جس سے از دیاد ترقی مراتب کی امید ہے اور یہ ہمیشہ عادت کریمہ تھی

ایک خادم نے چند بار بلا اطلاع حضور اقدس قلمدان سے روپے نکال لئے حضور نے خلوت میں ان سے فرمایا یہ کیا بات ہے کہ ہمارے قلمدان سے روپے جاتے رہتے ہیں انہوں نے عرض کیا حضور کی خدمت میں موکل آتے جاتے رہتے ہیں کوئی لے جاتا ہوگا۔ فرمایا کہ تم نے خوب بتایا آج موکلوں کو جمع کر کے چور کو گرفتار کریں گے اور سخت سزا دیں گے۔ اب ان خادم صاحب کو خوف ہوا انہوں نے وہ ۷۰ روپے چپکے سے قلمدان میں رکھدیئے اور حضور سے عرض کیا کہ روپے قلمدان میں موجود ہیں حضور نے مسکرا کر ارشاد فرمایا میاں وہ موکل ڈر گیا اچھا ہوا ورنہ آج ضرور حاضرات ہوتی اور اس کو سخت ندامت ہوتی۔

ادب شصت و ہفتم : (نسبت قویہ)

اکبر آباد خانقاہ والا حضور مخدوم میر ابوالعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ میں ایک بزرگ نسبت کو کیفیت وجد ہے وہ حلقہ میں دورہ فرماتی ہیں اور جس شخص پر اپنا رومال مار دیتے بے اختیار تڑپنے لگتا اسی حالت میں چند بار حضور اقدس قدس سرہٗ کی جانب بھی دورہ فرمایا اور ہر بار اشارہ کیا لیکن حضور اقدس قدس سرہٗ پر کچھ اثر نہ ہوا ایک مرتبہ حضور نے بھی توجہ فرمائی ان بزرگ کی حالت بدل گئی بے اختیار تڑپتے تھے۔ دیر بعد سکون ہوا اور افاقت پر نہایت اخلاص و ادب سے حضور کے دست بوس ہوئے اور معذرت کی۔

ادب شصت و ہشتم : (کتب حضور غوثیت و حضرات قادریہ رضی اللہ عنہم پڑھنا)

علاوہ مصنفات حضرات اکابر مارہرہ مقدسہ قدست اسرارہم جو تقریباً ترجمہ ملفوظات وارشادات سرکار قادری رضی اللہ عنہ ہیں حضرات قادریہ کی تصنیفات اور خود سرکار سے منتسبہ کتابیں بھی ہمیشہ ملاحظہ فرماتے۔

ادب شصت و نہم : (یازدہم شریعت پر التزام)

کتاب سراج العوارف فی الوصایا و المعارف کے لمعہ خامسہ مسائل فقہیہ میں ارقام فرماتے ہیں دفور ۲۸ صفحہ ۱۰۷) فاتحہ یازدہم حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالٰے عنہ دار ضاہ عنا خصوصاً یازدہم ربیع الآخر برائے خیر و برکت و مال و اولاد و انجاح مرام و صول مراد جایز و مندوب و کارے خوب است کہ بہ تجربہ آمدہ بشرطآنکہ مجلس از ممنوعات شرعیہ مثل رقص و سرود و روایات کاذبہ و موضوعہ خالی باشد ایں چنیں مجلس یازدہم عین ما قادریان است او تعالٰے قادریاں را توفیق دہد کہ جاری دارند۔ ملخصاً ــــ خود ہمیشہ حضور التزام یازدہم شریف رکھتے تھے جیساکہ سابقاً گذارش ہوا۔

الحمدللہ کہ ۱۶۹ ادب منجملہ آداب طریقہ عالیہ قادریہ بہ گذارش ہوئے اور اس کے ضمن میں بہ نہایت اختصار چند واقعات جو آنکھ سے دیکھے ہوئے یا نہایت ثقہ پچے متدین حضرات سے سنے ہیں عرض کئے گئے مقصود صرف اسقدر ہے کہ ذات والا صفات ہمارے آقا خادم نواز قدس سرہٗ کی تمام صفات کمال اور آداب طریقہ سے متصف تھی۔ اگر فقیر چاہتا تو اپنے دیکھے ہوئے واقعات اور حضور اقدس قدس سرہٗ کے خاص ارشادات سے اسی ضمن میں ایک بڑی کتاب مرتب ہو جاتی لیکن ابھی بہت مضامین گزارش کرنے ہیں جو ضروری ہیں۔

اللہ تعالٰے سے التجا ہے کہ اس کتاب کو بوسیلہ حضور اقدس قدس سرہٗ قبول فرمائے راقم آثم کی خطاؤں سے بطفیل ذکر ان اکابر قدست اسرارہم کے درگذر فرمائے خاتمہ ایمان پر اور دست بدامن حضور اقدس قدس سرہٗ محشور فرمائے آمین ثم آمین۔

اللّٰھُمّ ھب لی فی بصری نوراً و فی سمعی نوراً و فی قلبی نوراً و اجعلنی نوراً۔

معذرت

ضمن تحریر آداب طریقہ میں جو ارشادات تحریری حضور اقدس قدس سرہٗ کا حوالہ ہے انشاء اللہ تعالٰے وہ بلفظ الشریف سرکار کے قلم کے نکلے ہوئے ہیں البتہ ارشادات زبانی میں کاتب عاجز نے نتیجہ و خلاصہ تقریر حضور درج کیا ہے ممکن ہے کہ اس میں

کچھ کمی بیشی ہوگئی ہو فقیر عاجز قلت استعداد کمی حافظہ کا مقر ہے اگر حضرات قارئین کرام کسی مضمون میں غلطی پائیں فقیر کی غلطی سمجھیں اور معاف فرمائیں حتی الامکان عاجز نے بہت کوشش کی ہے کہ اگر الفاظ حضور اقدس قدس سرہٗ بلفظہ الشریف یاد نہ آئیں اصل مقصود و مطالب میں زیادتی و کمی نہ ہو۔

حُلیہ مُبارک

حضور اقدس قدس سرہٗ کا قد میانہ تھا لیکن باوجود میانہ قامت ہونے کے مجمع میں سب سے بلند نظر آتے ۔ رنگ مبارک گندمی ۔ سر شریف بڑا اور مملوک ۔ پیشانی خوب چوڑی ۔ بھنویں باریک اور یہ حضرات سادات بلگرام میں عموماً ہے ۔ پلکیں دراز ۔ آنکھیں بڑی اور روشن سپیدی اور سیاہی تیز سرخی کے ڈورے پڑے شغل محمودہ میں سیاہی مطلق نظر نہ آتی اور شغل بروزین دونوں پتلیاں ایک ساعت برابر آجاتیں ۔ بینی بلند پرہ بینی وسیع ۔ دہانہ فراخ ۔ دندان مبارک نہایت صاف چمکدار مضبوط غالباً وقت وفات شریف تک سب دانت موجود تھے کوئی گرا نہ تھا۔

ریش مبارک نہ انبوہ نہ کم پوری بھری ہوئی مرسلہ ۔ سینہ مبارک کو ڈھکے ہوئے ۔ مونچھیں استقدر قصر فرماتے گویا منڈی ہوئی ہیں ۔ سینہ مبارک چوڑا ۔ ہاتھ لانبے ۔ انگلیاں باریک دراز ۔ شکم مبارک پر ایک باریک سیلی بالوں کی پڑی ہوئی ۔ آخر عمر میں کمر مبارک خم ہوگئی تھی جو چلنے میں محسوس ہوتی تھی ۔ پاؤں کی ایڑیاں چھوٹی اور نہایت خوب صورت ۔ رفتار تیز ہنسی آپ کی تبسم تھی ۔

بیشتر عمامہ رنگین کرتہ سپید نقشبندی پائجامہ ڈھیلا کلاہ مبارک دوپلی گوشے کھلے ہوئے کبھی قادری قمیص اور تمبا بھی پہنتے ۔ جاڑوں میں مرزئی پوری ڈھیلا آستینوں کی ناف سے نیچے لباس تھا ایک چھوٹا دوپٹہ جو بشکل لا گلے میں ہوتا ۔

رومال سپید نواب محمد عبدالرشید خانصاحب رئیس بریلی تحصیلدار بدایوں مرید حضور اقدس قدس سرہٗ نے آخر عہد حضور میں دعوت کی اور بلا اطلاع[1] حضور شبیہ عکسی کھچوائی ۔

---

[1] لیکن ہمارے مسلک اہلسنت وجماعت میں تصویر کھچوانی حرام ہے ۔:۔

بعض خدام نے اسکی کاپیاں لیں جو اکثر خدام کے پاس موجود ہیں۔

وصل دوم: (وہ اکابر کرام جن سے حضور اقدس نے تربیت پائی)

ان میں اولاً ان حضرات کا تذکرہ ہو گا جن سے حضور نے علوم ظاہری حاصل فرمائے جسطرح تمام علوم ظاہری و باطنی کی تعلیم حقیقی حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ سے فرمائی ہے آغاز درس بھی حضور کی ذات مبارک سے ہوتا ہے حسب قاعدہ سورہ اقرا شریف کی چند آیات پڑھائیں سینہ مبارک سے لگایا اور رب یسّر و تمم بالخیر کے ساتھ خاص دعائیں دیں اور درگاہ شریف کے مکتب فارسی میں داخل فرمایا۔

۱: **میاں جی رحمۃ اللہ صاحب علیہ الرحمہ:** غالباً یہ وہ استاد ہیں جن کے سر پر اولیت تعلیم کا سہرا ہے۔ آپ میاں عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ خادم حضور صاحب البرکات قدس سرہٗ کی اولاد میں تھے سلسلہ نسب اسطرح ہے میاں جی رحمۃ اللہ صاحب علیہ الرحمہ خلف میانجی عبدالرحیم صاحب رحمہ اللہ علیہم یہ تمام حضرات وقتاً فوقتاً مختلف خدمات سرکار پر مامور رہے میانجی رحمت اللہ صاحب علیہ الرحمہ کو حضور خاتم الاکابر سیدنا شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ نے وقت انتظام درگاہ شریف مدرس فارسی مقرر فرما دیا تھا اس دور کے سب پڑھنے والے میانجی صاحب علیہ الرحمہ کے شاگرد ہیں۔ بڑے بابرکت باادب شخص تھے باوجود اس کے کہ حضور اقدس آپ کا ادب استادی ملحوظ رکھتے لیکن یہ خادمانہ آداب سے حاضر ہوتے اور نہایت ادب سے عرض معروض کرتے بیعت بھی حضور اقدس سے حاصل تھی۔ مارہرہ میں آپ کا انتقال ہوا رحمۃ اللہ علیہ۔

علاوہ میاں جی رحمت اللہ صاحب علیہ الرحمہ کے آٹھ استاد آپ کے سکنائے مارہرہ اور ہیں جن میں ایک میاں جی صاحب کے والد اور ایک چچا ہیں باقی حضرات بحیثیت ملازم مدرسہ درگاہ شریف میں وقتاً فوقتاً نوکر رہے۔ یہ کچھ معلوم نہیں کہ ان حضرات سے حضور نے کیا پڑھا اور کس سلسلہ میں کتنا پڑھا صرف ان حضرات کے اسمائے مبارک گذارش ہیں۔

۲: **میاں جی جمال روشن صاحب رحمۃ اللہ علیہ:** آپ میانجی رحمت اللہ صاحب

علیہ الرحمہ کے والد تھے آپ کے تعلق کچھ خبرگیری دیہات بھی تھی اور درگاہ شریف سے بھی علاقہ تھا۔

۳ : میاں جی عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ : عم حقیقی میانجی رحمت اللہ صاحب علیہ الرحمہ۔

۴ : میانجی شیر باز خاں رحمۃ اللہ علیہ : ساکن مارہرہ مدرس درگاہ معلےٰ۔

۵ : میانجی اشرف علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ : ساکن مارہرہ مدرس درگاہ معلےٰ

۶ : میانجی امانت علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ : ساکن مارہرہ مدرس درگاہ معلےٰ۔

۷ : میانجی امام بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ : ساکن مارہرہ مدرس درگاہ معلےٰ۔

۸ : میانجی سید اولاد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ : ساکن مارہرہ مدرس درگاہ معلےٰ۔

۹ : میانجی احمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ : ساکن جلیسر مدرس درگاہ معلےٰ۔

۱۰ : مولوی محمد سعید صاحب عثمانی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ : مدرس اول مدرسہ عربیہ درگاہِ معلےٰ۔ ابتدائی رسائل صرف ونحو حضور اقدس قدس سرہٗ نے آپ سے پڑھے۔ مولوی صاحب مرحوم کا ۲۴ ربیع الثانی ۱۲۷۷ھ کو بمقام بدایوں میں انتقال ہوا۔

۱۱ : میانجی الٰہی خیر صاحب مارہروی رحمۃ اللہ علیہ : مدرس درگاہ معلےٰ۔

۱۲ : حافظ عبدالکریم صاحب پنجابی رحمۃ اللہ علیہ : مدرس مدرسہ قرآنیہ درگاہ معلےٰ

۱۳ : حافظ قاری محمد فیاض صاحب رامپوری رحمۃ اللہ علیہ : آپ حاجی شاہ جمال الدین صاحب پیلی بھیتی رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان میں جو نقشبندی تھے مرید تھے حضور اقدس کے معلم قرآن کریم ہیں آپ بھی ایک عرصہ تک مدرسہ قرآنیہ درگاہ معلےٰ کے صدر نشین رہے ہیں آپ کا بمقام رامپور انتقال ہوا۔

۱۴ : مولوی فضل اللہ صاحب جالیسری رحمۃ اللہ علیہ : مدرس مدرسہ عربیہ درگاہ معلےٰ۔ آپ نے بماہ ذی الحجہ ۱۲۸۳ھ بمقام جالیسر انتقال فرمایا۔

۱۵ : مولانا استاد الاساتذہ حضرت مولوی نور احمد صاحب عثمانی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ مرید برادر زادہ حضرت مولانا حضرت مولانا مولوی عبدالمجید صاحب عثمانی بدایونی آل احمدی

رحمۃ اللہ علیہ مولانا رحمۃ اللہ بقایہ مقامی مولوی محمد سعید صاحب مرحوم مدرس مدرسہ درگاہ معلی اپنے برادر زادہ کے چند روز مدرس درگاہ معلی رہے۔ یہ تحقیق نہیں کہ حضور اقدس قدس سرہٗ نے مولانا مرحوم سے کیا پڑھا۔ حضور اقدس کو مولانا مرحوم سے خاص ادب و محبت اور مولانا مرحوم کو خاص ارادت تھی۔ مدرسہ عالیہ قادریہ میں روزانہ استفتاء آتے اور جواب لکھے جاتے لیکن مولانا مرحوم نے باوجود اصرار کبھی کسی تحریر پر دستخط نہیں فرمائے الا ماشاء اللہ جو وقت حضور اقدس قدس سرہٗ کے رسائل اور اکابر مارہرہ قدست اسرارہم کے اعتقاد سے سوال ہوا مختصر طلب فرما کر اپنے قلم سے عبارت لکھی اور دستخط کئے مولانا مرحوم کا ۱۳۰۱ھ بمقام بدایوں انتقال ہوا۔

۱۶: حکیم محمد سعید ابن حکیم امداد حسین مارہروی رحمۃ اللہ علیہ غالباً یہ بھی درگاہ شریف میں ملازم تھے۔

۱۷: مولوی مفتی محمد حسن خاں صاحب عثمانی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ: آپ مولوی مفتی ابوالحسن صاحب عثمانی بدایونی ثم بریلوی ارادتمند باختصاص حضور سید شاہ آل احمد اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ کے صاحبزادہ جامع الکمالات دین و دنیا تھے۔ باوجود صدر الصدوری طلبہ علوم کو پاس رکھتے اور خود پڑھاتے۔ آپ مرید حضور خاتم الاکابر سید شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ کے تھے اور حضور اقدس قدس سرہٗ سے بھی بعض ادعیہ و اعمال کی اجازت تھی۔ غالباً کسی موقع پر حضور اقدس قدس سرہٗ نے ان کو کچھ سنایا ہو گا جو ان کا نام نامی زمرہ اساتذہ میں درج فرمایا گیا۔

۱۸: مولوی ہدایت علی صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ: شاگرد رشید مولوی مفتی سلطان حسن خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ بریلوی آپ نے مولوی محمد حسن خان صاحب سے کچھ پڑھا تھا بیشتر معقول مولانا محمد عبدالحق صاحب خیرآبادی امام مسلم الثبوت معقول سے پڑھی تھی نہایت اچھے بزرگ اور بڑے شفیق پڑھانے والے تھے غالباً مفتی صاحب مرحوم کے مکان پر حضور نے ان سے کچھ پڑھا ہو گا۔

۱۹: مولوی محمد تراب علی صاحب امروہوی رحمۃ اللہ علیہ: مدرس مدرسہ حدیث شریف درگاہ معلی۔ مولوی محمد حسین شاہ صاحب ولایتی رحمۃ اللہ علیہ مدرس مدرسہ حدیث شریف

درگاہ معلیٰ، آپ نے فن حدیث مولوی صاحب ممدوح سے پڑھا۔

۲۱: مولوی محمد حسین بخاری کشمیری رحمۃ اللہ علیہ؛ مدرس مدرسہ عربیہ درگاہ معلیٰ

یہ وہ حضرات ہیں جو بلا اختلاف فخر استاذی حضور اقدس قدس سرہٗ سے معزز ہیں اگرچہ اب یہ معلوم نہیں کہ یہ کن علوم کے استاد تھے اور حضرت نے ان سے کیا پڑھا تھا۔

۲۲: حضرت مولانا مولوی محمد عبدالقادر صاحب عثمانی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

خلف ارشد و شاگرد رشید و مرید و خلیفہ و صاحب سجادہ حضرت مولانا سیف اللہ المسلول مولوی فضل رسول صاحب عثمانی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ۔ مولانا مرحوم جامع علوم ظاہری و باطنی تھے۔ صاحبزادگان حضرات مارہرہ سے خاص محبت وادب رکھتے تھے۔ اکثر صاحبزادوں کو مولانا مرحوم سے تلمذ اور آپکو اس نعمت کے حصول کا فخر حاصل تھا صاحبزادہ سید حیدر حسین صاحب زید مجدہم۔ صاحبزادہ سید شاہ ظہور حیدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ صاحبزادہ حاجی سید اسمٰعیل حسن صاحب زید مجدہم۔ حضور سید شاہ مہدی حسن صاحب صاحب سجادہ برکاتیہ دامت برکاتہم۔ صاحبزادہ سید ارتضا حسین صاحب زید مجدہم۔ صاحبزادہ سید اولاد رسول عرف محمد میاں صاحب دامت برکاتہم (آپ مولانا عبدالمقتدر رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں) نے مدرسہ قادریہ حضور مولانا رحمۃ اللہ علیہ میں قیام فرما کر علوم درسیہ مولانا مرحوم اور دیگر حضرات مدرسین مدرسہ علیہ سے پڑھے لیکن حضور اقدس قدس سرہٗ نہ کبھی متعلمانہ شرف افزائے مدرسہ قادریہ ہوئے نہ کبھی مولانا مرحوم مدرسہ برکاتیہ میں مدرس رہے پھر یہ معلوم نہیں کہ حضرت اقدس مولانا مرحوم کو حضرت استاذی کس طرح ارقام فرماتے تھے غایت تحقیق و تلاش سے یہ معلوم ہوا کہ اکثر مسایل فقہ و کلام میں حسب ہدایت حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ حضور اقدس مولانا مرحوم سے مشورت فرماتے اور اپنی تصانیف کو بغیر مشورہ و معائنہ حضور مولانا طبع کی اجازت نہ دیتے تھے۔ غالباً اس استفادہ کو شاگردی سے تعبیر فرمایا یا چونکہ مولوی فضل اللہ صاحب جالیسری رحمۃ اللہ علیہ سے آپ نے پڑھا تھا اور وہ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے۔ لہذا حضور اقدس مولانا کو استاذی فرماتے اور ادب استادانہ فرماتے۔ مولانا مرحوم بھی آپ کا ادب مثل مرشد

کے فرماتے۔

الحق کہ دونوں حضرات میں عجیب محبت و خصوصیت تھی۔ کوئی کام دینی و دنیوی مولانا مرحوم بغیر مشورہ حضور اقدس قدس سرہٗ کے نہ فرماتے باوجود ان دونوں حضرات قدس سرہما کی حاضری خدمت کے فقیر عاجز نے کبھی ان دونوں حضرات کرام سے نہیں سنا کہ حضور اقدس نے کیا پڑھا اور حضرت مولانا مرحوم نے کیا پڑھایا مگر صدہا بار حضرت اقدس قدس سرہٗ کی زبان مبارک سے لفظ استادی سنا اور نوازش ناجات میں لکھا دیکھا ہے لیکن چونکہ وہ صیغہ درود میں حضور نے اپنے دست کریم سے اپنے تمام استادوں کا نام درج فرمایا ہے حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے نام پاک سے خالی ہے فقیر کو یہ جرأت نہیں کہ اپنی طرف سے اضافہ کر سکے۔ یہ بھی خیال میں نہیں آسکتا کہ چھوٹے میانجی حفاظ کے نام درج ہوں اور حضرت مولانا جیسے بزرگ سہو ہو جائیں اگر میرے معزز دوستوں میں کوئی ثبوت یا کسی کو اسکے متعلق کوئی خاص بات معلوم ہو فقیر کو براہ کرم اطلاع دیں یہ عاجز نہایت شکر گذاری سے وہ سب حال درج کتاب کر دے گا۔ مولانا مرحوم کا بتاریخ ۱۷ ماہ جمادی الاول ۱۳۱۹ھ بمقام بدایوں انتقال ہوا۔

اسناد علوم باطنیہ

اس میں بھی سر عنوان نام پاک حضور خاتم الاکابر سیدنا آل رسول احمدی قدس سرہٗ زینت افزا ہے صرف ستر و پردہ کے واسطے بظاہر چند حضرات کرام اس نعمت سے معزز ہیں۔

۱: حضرت سید غلام محی الدین صاحب قدس سرہٗ آپ کے چھوٹے دادا ہیں جن سے اکثر چیزیں خاندانی حضرت اقدس قدس سرہٗ نے حاصل فرمائیں اور اوراد اشغال خاندانی کی اجازت پائی قواعد فن تکسیر بیشتر حضور اقدس کو آپ سے ملے رحمۃ اللہ علیہ

۲: حضرت شاہ شمس الحق عرف تکا شاہ رحمۃ اللہ علیہ مرید و خلیفہ حضرت غلام غوث

صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ مرید و خلیفہ حضور شمس الدین ابو الفضل سیدنا شاہ آل احمد اچھے میاں صاحب قدس سرہ حضور قدس سرہ کے زمانہ کسب اشغال اور خلوت اربعین میں بحکم حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ نگران اور خادم تھے بعض فوائد تکسیر و اعمال احضار و دفع جنات اور فنِ عمل کے حقائق آپ نے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل فرمائے۔

بات یہ تھی کہ نہ خلفائے خاندان کو کوئی حضور سے زیادہ مستحق اور اہل نظر آتا تھا نہ حضور اقدس اپنے گھر کے خدام سے حسب اجازت حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ پرہیز فرماتے جس خلیفہ و خدام حضور اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ یا خادم حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ سے آپ ملتے وہ اپنا شاہزادہ سمجھ کر تمام نعمتیں دینے کو حاضر تھے لیکن حضور اقدس قدس سرہٗ غنی تھے سوائے ایک اجازت تسبیح اور ایک سلسلہ قادریہ منوریہ کے جو حضور نے صرف بوجہ سلسلہ ائمہ کرام علیہم السلام اور قرب واسطہ حضور پر نور غوثیت مآب رضی اللہ عنہ و ارضاہ عنا غالباً پسند فرمایا ہوگا آپ نے حافظ شاہ علی حسین مرادآبادی قدس سرہٗ سے لیا جو خاندان برکاتیہ کے بھی خلیفہ تھے کسی خادم خاندان سے کبھی کچھ نہ لیا۔

۳ : مفتی سید عین الحسن صاحب بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ مدرسہ حقایق درگاہ معلے میں معلم تصوف و حقایق تھے اور ہمارے حضور کے استاد تھے آپ کے مکاشفہ کا تذکرہ حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ کے حال میں ضمناً گذرا بڑے مرتاض نہایت بزرگ تھے۔

۴ : مولوی احمد حسن صاحب مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ بعض فوائد علم تصوف حضور اقدس نے

آپ سے حاصل فرمائے اور بتاریخ ۱۶ شعبان ۱۲۸۵ھ سند مسلسل بالاولیہ مولانا محمد درح سے آپ کو ملی بتاریخ ۱۶ ماہ صفر یکشنبہ ۱۲۸۶ھ بعد طلوع آفتاب وقت اشراق مولانا مرحوم کا انتقال ہوا۔

۵ : حضرت حافظ شاہ علی حسین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ

حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مرید و خلیفہ حضرت محمد محمود شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اور طالب و خلیفہ ہمارے حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ کے تھے نیز آپ کے جد طریقت حضرت شاہ غلام حسین صاحب مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کو حضور سیدنا شاہ آل احمد اچھے

میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اجازت وخلافت تھی ان نسبتوں سے حضور اقدس قدس سرہٗ نے اجازت عمل حرز یمانی بحکم حضور حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور سلسلہ قادریہ منوریہ اور سند تسبیح حضرت حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل فرمائی حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مرادآباد میں انتقال فرمایا اور محلہ کٹگھر میں دفن ہوئے۔

حضور اقدس قدس سرہٗ نے اپنے اور اپنے آباء کرام کے اساتذہ کے نام پر ایک صیغہ درود تصنیف فرمایا جس کا نام الصلوٰۃ البھیۃ علیٰ اساتذتی واساتذۃ اجدادی ہے جو بیاض خاص میں حضور اقدس کے قلم مبارک کا لکھا ہوا فقیر عاجز کے پاس موجود ہے بیشتر اسمائے مبارک حضرت اقدس کے استادوں کے اسی سے لئے ہیں بعض دوسری تحریرات اور روایات ثقات سے لکھے گئے ہیں۔

معذرت

فقیر حقیر نے جہاں تک تحقیق ہو سکا حضور اقدس قدس سرہٗ کے تمام اسمائے استادان ظاہر وباطن کا ذکر کیا جو غالباً نہایت کوشش اور ثبوت سے فراہم ہوئے لیکن مصنف اکمل التاریخ نے حضرت اقدس قدس سرہٗ کو حضرت مولانا مولوی فضل رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شاگرد لکھا ہے[1]۔ ہمکو بعد اسکے کہ حضرات مدرسہ کا حضرات مارہرہ سے مستفیض ہونا یقیناً معلوم ہے اور بعد اس کے کہ علم ظاہر میں حضور اقدس قدس سرہٗ کو حضرت مولانا

---

[1]: مولوی غلام شبر بدایونی مرحوم کو شاگردی کے سلسلے میں تسامح ہوا ہے۔ اکمل التاریخ کے مولف مولوی محمد یعقوب حسین ضیاء القادری نے حضرت شاہ ابوالحسین نوری میاں کو مولانا فیض رسول بدایونی کا شاگرد نہیں لکھا ہے بلکہ مولوی محمد سعید بدایونی کا شاگرد رہے (ملاحظہ ہو اکمل التاریخ جلد اول صفحہ ۸۵) ہاں حاشیہ میں مولوی محمد یعقوب مؤلف اکمل التاریخ نے شاہ ابوالحسین نوری میاں کو تعلیم باطنی میں مولانا فضل رسول بدایونی سے مستفیض ہونا ضرور لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو اکمل التاریخ جلد اول صفحہ ۸۶ حاشیہ، مطبوعہ مطبع قادری بدایوں)

رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں کے شاگرد ان کا شاگرد ماننے میں عذر نہیں ایسی صورت میں حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ سے نسبت شاگردی میں اگر یہ نسبت صحیح ہوتی نہ کچھ عذر تھا نہ کوئی شرم آنے کی بات تھی لیکن حقیقتاً یہ واقعہ غلط ہے ہم نے نہ کبھی حضرات مدرسہ عالیہ قادریہ میں اسکا کوئی دعوے دار دیکھا نہ سنا نہ کبھی حضور کی زبان اقدس سے باوجود ہزاروں بار تذکرہ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے کوئی ایسا لفظ سنا پھر تعلیم باطنی اس متن غلط کا حاشیہ لغو ہے جو روایت پیش کی جاتی ہے وہ بھی مدرسہ کے شاگردوں کی ہے چند رسالوں میں حضور مولانا فضل رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں کی فہرست لکھی گئی اور چھپی اگر یہ واقعہ صحیح ہوتا تو حضور اقدس قدس سرہٗ ایسے شخص نہ تھے کہ ترک فرمائے جاتے اور حضرت مولانا مولوی عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اسکا علم نہ ہوتا دیکھو تحفہ فیض اسی طرح حضرت قدس نے اپنے اساتذہ کا ایک سلسلہ درود میں ارقام فرمائے ان میں بھی ذکر حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے صاحبزادہ رحمہ اللہ علیہ کا نہیں فرمایا باوجودیکہ بیشتر وہ حضرات بھی درج ہیں جن سے شاید کوئی سبق پڑھا ہو دیکھو بیاض نوری۔

ہم نے سالہا سال حضور اقدس قدس سرہٗ اور مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے اس میں شک نہیں کہ یہ نسبت شاگردی اور حصول فیض بالکل غلط ہے لیکن حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ کے استاذ زادہ ہیں حضور اقدس کے استاد کے استاد ہیں اور ایک استاد کے بھائی ہیں اگر ہم شاگرد ہونا مان بھی لیں جب بھی کوئی علاوہ فخر سید زادوں مرشد زادوں پر حاصل نہیں ہوتا جو بانی سجادہ مجیدیہ ہیں وہ خادم خانوادہ ہیں۔

قاضی القضاۃ مولانا شہاب الدین دولت آبادی قدس سرہٗ اپنے رسالہ مناقب السادات میں تحریر فرماتے ہیں۔

"ہر کہ پیش شاگرد پدر خود خواند شاگرد نباشد و لوا فتاید کہ بنظر استادی نگرد واز آنکہ نعمتے کہ او را پدرش رسیدہ بود او ہماں نعمت بہ پسرش رسانیدہ امین و مبلغ باشد نہ ولی نعمت فہم من فہم و جہل من جہل"

قاضی صاحب رحمہ اللہ علیہ نے اس مسئلہ کو خوب صاف کر دیا اور حق واضح ہو گیا واقعی

اگر آقازادہ نے خادم سے یا خادم زادہ سے کچھ لے لیا تو یہ خادم نوازی ہوئی نہ احسان کشی ان حضرات کرام کا باوجود استغنا اور کثرت خدام و خلفاء کسی خادم سے اخذ عزت افزائی ہے نہ گدائی کہ حقیقی شاہزادہ ہیں اور سب ان کے دربار کے خادم خصوصاً وہ خانوادہ جو پروردۂ نمک ہے جب ان حضرات کرام اسلاف مدرسہ عالیہ نے اپنا علو صاحبزادوں پر تجویز اور پسند نہ کیا لغویت ہے کہ آج ان پر ترفع ثابت کیا ہے۔

مسلم کہ یہ شجرہ مجیدیہ دنیا میں پھیلا ہوا ہے اور صدہا خلفا ہزاروں مرید اسکے موجود ہیں لیکن دوستو یہ اصل شجرہ آل احمدیہ کے ایک ہزاروں پر بہار شاخوں میں سے ایک شاخ ہے ان حضرات کرام کے باکمال ہونے میں گفتگو نہیں ان کے فضائل سے انکار نہیں۔ کیا بغیر اسکے کہ تاجداران مارہرہ کی تنقیص ہو ان کی تعریف ہو نہیں اگر ایک واقعہ کا بیان ہے تو ان واقعات کو جنکی شہادتیں موجود ہیں کیوں قلم انداز کیا ایک ہی حالت کے بیان میں دو قسم کے نقطے کیوں اختیار کئے اگر مولانا عبد المجید صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ کو نذر نہ دکھا سکتے تھے تو حضرت مرشدی و مولائی روحی فدائی سید شاہ ابو الحسین احمد نوری قدس سرہٗ بھی حضور مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو نذر نہ دکھا سکتے تھے جو عذر عقیدت و محبت و خصوصیت آپ پیش فرمائیں گے وہی ہم خدام پر باعث گرانی ہے ورنہ حضرات کرام مدرسہ عُلیہ عالیہ قادریہ کو جو تشریف لے گئے ہم آپ سے بہت زیادہ واجب التعظیم اور مجموعہ کمالات مانتے ہیں رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

لیکن انصاف ہاتھ سے نہیں دیتے اور فرع کو اصل پر نہیں بڑھاتے حقیقتاً فرع کا انتہائے کمال یہ ہے کہ وہ مثل اصل ہو جائے اصل سے بڑھ جانا غیر ممکن کہ فرع فرع ہی نہ رہے گی کیا متوسلین خانوادہ برکاتیہ میں سوائے حضرات مدرسہ علما کملا نہ تھے ضرور تھے پھر خصوصیت برتنا اور صاحبزادوں کو بھیجنا عزت افزائی تھی اور یہ بات اکابر مدرسہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین مانتے تھے۔ آہ وہ لوگ بہت کم باقی ہیں جنکو دونوں گھروں سے خلوص اور تعلق وارداتت ہو اور ان حضرات کی باہمی رسم و رواہ دیکھی ہوں جو زندہ ہیں انکا دور ختم ہو گیا خاموش و حیران ہیں حقیقتاً حضرات مریدین کی بلند پروازی ہے ورنہ ان

حضرات اقدس رحمہ اللہ علیہم اجمعین کو ہم نے خوب دیکھا ہے ان کا سا ادب آج کہیں نظر نہیں آتا جسقدر ترقی دینی و دنیوی ہوتی جاتی تھی سب اسی آستانہ سے سمجھتے تھے اور گویا فرماتے تھے۔ ع

بلند مرتبہ زیں خاک آستاں شدہ ام   گدائے کوے توام گو برآسماں شدہ ام

مختصراً دو واقعہ اپنے دیکھے ہوئے ایک سنا ہوا عرض کرتا ہوں ذرا بنظر انصاف دیکھئے کہ بھلا یہ حضرات اپنا علو آقازادوں پر گوارا فرما سکتے تھے۔

سنہ ۱۲۸۵ھ میں یہ عاجز حاضر مدرسہ عالیہ ہوا صبح سے شام تک حاضر رہتا۔ حضرت صاحبزادہ سید حسین حیدر صاحب زید مجدہم حجرہ مسجد میں تشریف فرما ہیں اور مدرسہ میں پڑھتے ہیں حضرت مولانا فضل رسول صاحب رحمہ اللہ علیہ نے صاحبزادہ صاحب کا وقت ملاقات مقرر فرما دیا تھا نو بجے صبح کے یہ تشریف لے جاتے اور السلام علیکم سے تحیت ادا فرماتے ہمیشہ دیکھا ہے کہ ادھر صاحب زادہ صاحب نے السلام علیکم فرمایا ادھر حضرت مولانا فضل رسول رحمہ اللہ علیہ وعلیکم السلام فرماتے ہوئے چارپائی سے اتر کر فرش پر مؤدب ہو بیٹھے کوئی خاص بات نہ ہوئی تو خیر و عافیت مزاج پرسی ہو کر صاحبزادہ کو رخصت فرمایا ارشاد فرماتے ہیں بصیر ہو گیا ہوں ضعیف ہوں آپ تشریف لائیے اور میں نے تعظیم نہ دی تو میرا ایمان جاتا رہے گا یہی مناسب ہے کہ مجھ کو اطلاع ہو یا وقت مقرر ہو یہ ایک دو بار نہیں سالہا سال کا دیکھا ہوا واقعہ ہے۔

دوسرا واقعہ عصر کا وقت ہے حضرت مولانا فضل رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ مدرسہ علیہ میں املی کے درخت کے قریب پلنگ پر تشریف فرما ہیں سب حضرات مدرسہ حاضر ہیں کہ جناب مرشدی و مولائی حضور سید شاہ ابو الحسین احمد نوری میاں صاحب قبلہ تشریف لائے اور مدرسہ میں داخل ہونے پر اشارہ سے حضرت مولانا مولوی محمد عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ کو طلب فرما کر کچھ آہستہ باتیں کیں اور فوراً واپس ہونا چاہا اب یہ یاد نہیں کہ کس طریقہ پر حضرت مولانا مرحوم کو یہ معلوم ہو گیا کہ اس جلسہ میں حضور اقدس میاں صاحب قبلہ تشریف فرما ہیں میں نہ اس حالت کا ٹھیک بیان کر

سکتا ہوں نہ وہ الفاظ جو حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے زبان پر تھے قلم سے نکلتے ہیں اللہ اکبر شان جلال میں چہرہ مبارک سرخ ہے آنکھوں سے متصل آنسو جاری ہیں کرتے گریبان میں ہاتھ ڈال کر اور دو ٹکڑے کر کے علیحدہ پھینک دیا ہے بار بار سر مبارک اپنی کے تنہ میں مارتے ہیں کبھی ریش مبارک ہاتھ میں ہے اور فرماتے ہیں مولوی فضل رسول اتنے مجسے آدمی ہو گئے کہ صاحبزادہ صاحب تشریف لائیں اور یہ قدم بوس بھی نہ ہوں کیا آنکھوں کے ساتھ ایمان بھی جاتا رہا وغیرہ وغیرہ مدرسہ میں اب کس کی طاقت تھی کہ روبرو جاسکے اور کچھ عرض کر سکے سب پریشان ہیں اور کوئی قریب نہیں جاسکتا حضور اقدس میاں صاحب قبلہ قدس سرہٗ بڑھے اور قریب آکر بعد سلام علیک فرمایا حضرت میں نے اشارہ سے ان سب حضرات کو منع کر دیا تھا مجھ کو فوراً واپس ہونا تھا اطلاع میں مجھ کو دیر اور حضرت کو تکلیف ہوتی۔ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ روتے جاتے ہیں اور قدم حضور کے تھامے ہوئے ہیں اور فرماتے ہیں کچھ بھی تھا لیکن میں سلام تو کر سکتا تھا خدا شاہد ہے سبحان اللہ سچا آنکھوں دیکھا واقعہ ہے غالباً ہمارے مخدوم مولانا محب احمد صاحب و مولانا فضل احمد صاحبان کو بھی یاد ہوگا اور آنکھوں سے دیکھا ہوگا۔

تیسری روایت

خود حضور صاحبزادہ سید حسین حیدر صاحب زید مجدہم فرماتے ہیں کہ بزمانہ قیام مدرسہ علاوہ اور اکرام کے ایک خاص معاملہ یہ تھا روزانہ بعد نماز فجر حضرت مولانا فضل رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسجد سے میرے حجرے میں تشریف فرما ہوتے اور مجھکو حکماً چارپائی پر لٹاتے اور میرے پاؤں پکڑ کر میرے انگوٹھے کو اپنی آنکھوں پر پھیرتے میں عذر کرتا اور شرماتا فرماتے صاحبزادہ دوا لگاتا ہوں آنکھ کا درد کم ہو جاتا ہے۔ سبحان اللہ کیا پیرزادوں کی عظمت تھی اور کیسا ادب۔ یہ کیا ایسے ہزاروں واقعات تھے بات یہ ہے کہ ہمارے اسلاف جو سکنائے مارہرہ کا ادب اور وقار کرتے تھے آج ہم اور ہمارے احباب پیر و مرشد کا بھی ادب نہیں کرتے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

گو بے محل ہے مگر واقعہ یاد آگیا لکھے دیتا ہوں میرے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ مارہرہ

مطہرہ میں بھانہ دار ہیں اور حضور جد امجد قاضی امام بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ مرید و خلیفہ حضور سید ناجد ناشاہ آل احمد اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ بعارضہ اشوب چشم علیل ہیں دو تین روز دوا کی اور درد بڑھا بھانے سے کسی کو ساتھ لے کر آستانہ معلیٰ تک پہنچے اور حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ کے قدم بوس ہوئے۔ اور آپ کی پاپوش اٹھاکر اپنی آنکھوں میں لگانا شروع کی حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ روکتے ہیں بھائی کیا کرتے ہو۔ عرض کرتے ہیں صاحبزادہ آنکھوں میں دوا لگاتا ہوں اسی وقت اسی جلسہ میں آنکھ کی سرخی اور درد جاتا رہا۔ کیا لوگ تھے کیسا اچھا اعتقاد تھا۔ کتنے باادب تھے۔ کیسے خوش نصیب تھے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

خدا نہ کرے کہ ہم اپنے کسی دوست کے کلام میں عیب چینی اور اسکی تردید کریں لیکن اتنا کہنے پر مجبور ہیں کہ اکمل التاریخ میں بعض واقعات قابل تصحیح تنقید ہیں مصنف نے کوشش تحقیق نہیں کی ان کی بعض تحریریں مورخانہ معتقدانہ دونوں شانوں کے خلاف ہیں سنا ہے کچھ ترمیم بھی کی گئی ہے کاش ان مضامین کی جن سے تاجداران مارہرہ کی تنقیص یا حضرات مدرسہ علیہ کا ان سے علو مترشح ہوتا ہو نظر ثانی فرمائیں کہ ایں صاحبان نعمت وہی ہیں اور عطا و اخذ دونوں میں ان کا احسان ہے[1]۔

باب دوم

تقسیم اوقات و ریاضات

بعد تحصیل علوم ظاہری و تکمیل باطنی حضور اقدس قدس سرہٗ کی عادت کریمہ تھی کہ طہارت

---

[1] مؤلف اکمل التاریخ کی تاریخی و واقعاتی اغلاط پر اکثر تنقید کی گئی ہے اس سلسلہ میں مولوی محمد میاں مارہروی نے اکمل التاریخ پر ایک "تنقیدی تبصرہ" کے نام سے ایک رسالہ لکھ کر شائع کیا۔ قاضی فدا حسین بدایونی نے سیرت الحمید فی احوال السعید (مطبوعہ بدایوں) میں تنقید کی غالباً شاہ مہدی میاں مارہروی نے بھی کسی رسالہ میں تردید کی تھی۔

فرماکر نمازِ تہجد ادا فرماتے اور اوراد و اشغال معمولہ خاندان میں مشغول ہوجاتے نمازِ صبح کے واسطے وضوئے تازہ فرماکر سنن مصلیٰ پر پڑھکر بحالتِ صحت مسجد میں تشریف لے جاتے اگر کوئی شخص جو قرآن کریم باقاعدہ پڑھتا اور کم از کم مسایل طہارت و نماز و جماعت جانتا ہوتا اسے حاضر پاتے اقتدا فرماتے ورنہ حضور نماز پڑھاتے بعد نماز ابتدائً ذکر بجہر و آخر عہد میں باخفا فرماتے پھر بعد دعا و ظائف معمولہ پڑھکر صلوۃ اشراق و چاشت سے فارغ ہوکر کچھ سبک ناشتہ نوش فرماتے۔

اب خدام حاضر ہوتے اور ضروری معروضات پیش کرتے۔ نقوش و ادعیہ مرحمت ہوتے بعض خدام کو اس دن کے لئے ہدایات ضروریہ ملتیں کسی کتاب سلوک و فقہ و سیر کا مطالعہ بھی ہو رہا ہے حاضرین سے فوائد ضروریہ بھی بیان ہوتے جاتے ہیں۔

اگر کسی جگہ تشریف لے جانا یا دعوت منظور فرمائی ہوتی قریب زوال تشریف لے جا کر باوضو کھانا تناول فرماتے بیشتر حاضرین شریک ہوتے کسی کو کوئی شئے مرحمت ہوتی بعض مریضوں کو کبھی کھانے میں سے کچھ تناول فرماکر مرحمت ہوتا فارغ ہوکر پان نوش فرماتے اور فوراً پان تھوک کر غرارہ اور کلی سے منہ صاف فرماتے۔

اب جماعت عام رخصت اور خواص حاضر رہتے وہ اپنے معروضات پیش کرتے سب کے جواب مرحمت ہوتے کبھی کوئی کتاب ملاحظہ فرماتے اور کبھی حسب روش حضور اسد العارفین سیدنا شاہ حمزہ صاحب قدس سرہٗ کتاب سرہانے رکھکر آرام فرماتے اب صرف دو ایک مخصوص خدام حاضر رہتے موسم گرما میں پنکھا جھلتے ورنہ باہستگی پاؤں دابتے ایک گھنٹہ جاڑے میں اور قدرے زیادہ گرمی میں آرام فرماکر اٹھ بیٹھتے اور طہارت فرماکر نمازِ ظہر بجماعت ادا فرماتے۔

بعد نماز قرآن کریم کی منزل پر دلائل الخیرات۔ حصن حصین۔ اور بعض ادعیہ پڑھ کر دربار عام ہوجاتا اور خدام حاضر ہوکر معروضات پیش کرتے ڈاک کے خطوط کے جواب بھی بیشتر اسی وقت میں ارقام فرماتے اور حاجت روائی مخلوق خدا میں بکمال فرحت گویا کہ یہ خاص کام ہے مصروف ہوجاتے۔ کچھ تحریر بھی ہو رہا ہے۔ معروضات بھی سن رہے

ہیں حاضرین سے نہایت دلچسپ مفید باتیں بھی ہوتی جاتی ہیں خدام غیر حاضر کے حالات کا استفسار ہے۔ باتیں نہ خشک وعظ ہیں جن سے عامیوں کو وحشت ہو نہ دنیا کی فضول حکایتیں ہیں ہر بات میں ایک عمدہ نصیحت اور ہر قصہ میں ایک بہتر نتیجہ ہر نقل میں ایک لطیفہ اور نکتہ ہر جملہ میں ایک ہدایت اور ہر بیان میں ایک کرامت ہوتی سامعین لطف بیان اور حسن مضامین سے فیض یاب ہیں اور سراپا خاموش گوش سن رہے ہیں۔

باوجود کمال حسن خُلق خدائے تعالٰی نے حضور اقدس قدس سرہٗ کو وہ سطوت و رعب عنایت کیا تھا کہ بغیر حکم یا اشارہ کوئی بات نہ کر سکتا ممکن نہ تھا کہ ایک شخص سے غرض حال میں دوسرا بات کر سکے۔

یہاں تک کہ تازہ وضو سے نماز عصر ادا فرماتے اور اوراد مخصوصہ پڑھتے خواص حاضر ہوتے اور پھر وہی دریائے رحمت وکرم کی طغیانی ہوتی بہت قلیل کھانا نوش فرما کر نماز عشا ادا فرماتے بعد نماز اخص خواص کچھ واردات عرض کرتے بعض ہدایات پاتے اور رخصت ہوتے جاتے یہاں تک کہ مجمع برخاست ہو جاتا اور خدام خاص سے ذکر حضور خاتم الاکابر قدس سرہ سنتے ہوئے استراحت فرماتے۔

یہ وہ معمولات ہیں جن کو ہزاروں خدام نے سالہا سال حضور اقدس قدس سرہٗ کے التزام سے معمور دیکھا ہے آخر عہد میں بسبب شدت مرض و ضعف و نقاہت موسم سرما میں صبح و شام تیمم فرماتے اور نماز مکان قیام پر پڑھتے لیکن اکثر بجماعت ادا فرماتے بقیہ عادات کریمہ میں کچھ تفاوت نہ تھا مختصر یہ کہ تمام اوقات حضور آداب طریقہ قادریہ سے معمور تھے اور یہ انتہائے مقام فنا فی الغوث ہے حضور اقدس قدس سرہٗ کبھی اپنے مجاہدات کا ذکر نہ فرماتے لیکن اسطرح کہ ایک درویش نے فلاں شغل کیا اور اسکا یہ ثمرہ ہوا گاہے حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ کے بیان تربیت و اصلاح میں ارشاد ہوتا کہ حضور والا نے اس طریقہ سے اصلاح فرمائی اور یہ نتیجہ ہوا۔

ظاہرا خرقہ درویشی پر قبائے علم ملبوس تھی لیکن علمائے ظاہر میں یہ بات کہاں نہ کسی کو اسکے افعال و وضع پر بخطاب خاص ملامت سہے نہ کسی کی خاطر سے بیان احکام شرعیہ

میں مداہنت ہے نہ سختی سے نصیحت نہ کسی کا پاس وجاہت ہر بات میں ایک مشفقانہ انداز سے تقریر و ترغیب و تحذیر اور احکام شرعیہ کے فضائل وحقائق ان کے بجالانے کی تاکید بعض حضرات اکابر کے ان کے متعلق قصص وحکایات اپنے آبائے کرام کے ارشادات و معمولات کا بیان ہوتا خدام سنتے اور فوراً متاثر ہوتے پابندی اوقات و مجاہدات کا پتہ کچھ کتاب وصایا سے ملتا ہے۔

باب سوم

اخلاق شریف وحمایت شریعت واتباع طریقت کے بیان میں

جو کچھ گذارش ہو چکا وہ سب اخلاق حضور اقدس قدس سرہٗ کا بیان ہے مختصراً کچھ اور سنیئے۔ خانصاحب ہادی یار خانصاحب مرحوم رئیس علی گڑھ کو ایک بازاری عورت سے عشق ہوا اور اسکو ان سے سخت وحشت و نفرت تھی۔ خان صاحب مرحوم نے حاضر ہو کر عرض حال کیا اور مدد چاہی۔ ارشاد فرمایا فقیر حرام میں معاونت نہیں کر سکتا پہلے عہد کیجئے کہ اگر وہ عورت آپ تک پہنچے آپ اس سے عقد شرعی کر لیں گے۔ انہوں نے عہد کر لیا بتصرف حضور وہ عورت خود حاضر ہو کر تائب ہوئی اور خانصاحب مرحوم نے اس سے نکاح کیا۔ انکے انتقال پر اسکو ایک معقول جائیداد وراثتاً ملی جو بار ہا اس نے نذر حضور اقدس کرنی چاہی لیکن حضور اقدس قدس سرہٗ نے انکار فرما دیا۔

اپنے خانوادہ کے خلفائے رشد اور شیوع سلسلہ سے نہایت خوش ہوتے خلفا کا احترام اور انکے مریدین کا مثل مریدین ذات خاص اکرام فرماتے خاندان مجیدیہ میں جو شفقت و کرم حضور اقدس قدس سرہٗ کو مولوی حکیم محمد عبدالقیوم مرحوم اور مولوی محمد حسن صاحب مرحوم اور مولوی حکیم عبدالناصر جو مریدین حضور تھے وہی خصوصیت مولوی محمد منیر الحق صاحب مرحوم۔ مولوی محمد ابرار الحق مرحوم۔ مولوی محمد محسن صاحب صاحب مریدین مولانا محمد عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مولانا محمد عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی وفات پر مولانا محمد عبدالمقتدر صاحب[۱] رحمۃ اللہ علیہ کو خود حضور اقدس قدس سرہٗ نے خرقہ پہنایا انکے سر پر عمامہ اپنے دست شریف سے باندھا اور دو روپیہ بطور نذر سجادہ عطا فرمائے۔

یہ حضور اقدس قدس سرہٗ کا کرم تھا لیکن مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا حُسن ادب دیکھئے مشفقی خواجہ محمد عبداللہ صاحب دہلوی جو اس جلسہ میں موجود تھے راوی ہیں کہ مولانا مرحوم نے اپنا دست حضور اقدس قدس سرہٗ کے دست کریم کے نیچے پھیلا دیا کہ حضور کا عطیہ اس طرح لینا چاہیئے اور حضور اقدس قدس سرہٗ کے دستِ شریف پر سے روپیہ نہ اٹھائے حضور اقدس قدس سرہٗ کے لفظ یہ تھے کہ یہ فقیر کا تبرک ہے۔

مریدین و خدام کے باہمی اختلاف دنیوی میں حضور اقدس قدس سرہٗ بجز اصلاح فیمابین کسی کو ترجیح نہ دیتے لیکن نوبت اختلاف مذہب پہنچی اور ایک گروہ تفضیلی اور مولانا مرحوم کا مخالف ہوگیا اور اکابر پر افترا کی ٹھہری حضور اقدس قدس سرہٗ نے اس گروہ سے برأت فرمائی اور صاف فرمایا کہ اب مخالفت استادی مولانا محمد عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر بنائے امورات دنیاوی نہیں رہی اور جب بسبب اختلاف مذہب ہے لہذا ہم بھی اس جماعت[۲] سے جو مولانا رحمۃ اللہ علیہ سے نہ ملے نہ ملیں گے اور جس محفل میں حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نہ جائیں گے ہم بھی شریک نہ ہوں گے۔

★

---

[۱]: مولانا عبدالمقتدر ۱۲۸۳ھ ۱۸۶۶ء میں پیدا ہوئے۔ عالم۔ فاضل۔ درویش اور نہایت نیک سیرت بزرگ تھے۔ ۱۳۳۴ھ ۱۹۱۵ء کو وصال ہوا۔ (اکمل التاریخ جلد دوم)

[۲]: شاہ دلدار علی مذاق میاں بدایونی اور ان کی جماعت مراد ہے۔ مذاق میاں صاحب تفضیلی بزرگ تھے انہوں نے بدایوں میں تفضیلیت کا شیوع کیا۔ مولانا عبدالقادر صاحب نے رد بلیغ فرمایا۔ مذاق میاں ۱۲۳۵ھ ۱۸۱۹ء میں پیدا ہوئے ۱۳۱۲ھ ۱۸۹۴ء میں ان کا انتقال ہوا۔ باپ کا نام حافظ شیخ نثار علی تھا۔ شاعری میں ذوق کے شاگرد تھے۔ (ملاحظہ ہو آئینۂ دلدار از اسرار علی مطبوعہ کراچی)

منقبت

بندہ ام بندہ نوازے احمد نوری توئی ، دردمندم چارہ سازے احمد نوری توئی
نقشبند کون از خلق تو نقشے بہ بست ، خلق و عالم را طرازے احمد نوری توئی
ایں فضائے ہر دو عالم تنگ جولانگاہ تو ، شہسوارے یکہ تازے احمد نوری توئی
عرض حاجت پیش واقف باشد از ترک ادب ، خامشم دانائے رازے احمد نوری توئی
ساز باعلم و نہ باحسن عمل راز و نیاز ، بندہ را سامان نازے احمد نوری توئی
بر غلامان عجم رحم اے تو سلطان عرب ، وارث شاہ حجازے احمد نوری توئی

حسرت عاجز بشمع روئے تو پروانہ ایست
باعث سوز و گدازے احمد نوری توئی

*

باب چہارم

ذکر قناعت و سخاوت و عطا و ایثار

لمعہ رابعہ کتاب سراج العوارف فی الوصایا والمعارف نور صے ۹۷ پر ارقام فرماتے ہیں (مترجماً ملخصاً) ۱۲۶۷ھ ہجری میں ۱۷ ربیع الاول شریف کی شب میں بعد فراغ فاتحہ حضور قبلہ جسم وجاں سیدنا جدنا سید شاہ شمس الدین ابوالفضل آل احمد اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضور خاتم الاکابر سیدی و مرشدی و جدی حضور سید شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ نے اس فقیر کو مکان سجادہ میں لے جاکر مسند طریقت یعنی سجادہ پیر برکات قدس سرہ پر مربع بٹھایا اور خود بدولت دو زانو روبرو بیٹھ گئے اور ایک روپیہ بطور نذرانہ مرحمت فرمایا اور مبارک باد دی ہم نے وہ روپیہ کمر بند میں باحتیاط باندھ لیا صبح کو تلاش کیا نہ ملا معلوم ہوا کہ یہ اشارہ تھا کہ حضور جدی قدس سرہٗ کے بعد خدمت سجادہ فقیر سے متعلق ہوگی۔

اور مال دنیا بقدر ضرورت پہنچے گا لیکن کبھی ہمارے پاس نہ رہے گا اور نہ اس کی حاجت ہوگی۔

یہ وہی سر ہے جو حضور اقدس قدس سرہٗ نے کتاب مذکور (صفحہ ۵۶ نور ۴۶) "ولی را اخفائے حال خود فرض است" کے تحت میں واقعہ منشی ظفر علی بریلوی حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ کا اجلاس تخت اور حضرات اکابر کی نذریں دینا درج فرمایا ہے جس کے خاتمہ میں افادہ فرمایا ہے "وایں مقام قطبیت و حوالگی خدمت مارہرہ بحضور والا بود"

خادم عرض کرتا ہے کہ اسی طرح پر حضور اقدس قدس سرہٗ کا سجادہ پر بٹھانا اور نذر دینا حقیقتاً تفویض خدمت قطبیت مارہرہ مطہرہ تھی اور روپیہ کا گم ہو جانا مال دنیا سے عدم انتفاع تھا جبکی یہ صورت تھی کہ باوجود آمدنی جائیداد و نذور و ہدایا حضور اقدس قدس سرہٗ کے پاس دو جوڑے کپڑے سے زیادہ جو معمولی ہوتے لباس نہ ہوتا بی بی صاحبہ مکرمہ مدظلہا کو آمدنی جائیداد سے دس روپے ماہوار مرحمت ہوتے کبھی کوئی شے غیر ضروری نمائشی حضور اقدس قدس سرہٗ کے پاس نہ دیکھی تحایف ہر قسم کے پہنچے بعض سوداگر حاضر ہو کر عرض کرتے کہ ہمارے سامان میں سے حضور کچھ خرید فرمائیں کہ موجب برکت ہے حضور اقدس قدس سرہٗ بعض چیزیں خرید فرما لیتے اور اسی وقت سب تقسیم ہو جاتیں۔

اکثر اوقات اپنی ضروری چیزیں حاجت مندوں کو مرحمت فرما دیتے اور کسی کو خبر نہ ہوتی۔ مارہرہ مطہرہ پہنچ کر معمولاً عزیزوں کے گھروں میں تشریف لے جاتے اور ہر ایک کو پارچہ و نقد کوئی چیز مرحمت فرماتے جو کسی کو فرمایش کسی کو تحفہ کسی کو یادگار فرما کر دیا جاتا اور ان میں ضرورت مند ذوی الارحام مقدم فرمائے جاتے اس عطیہ کا کبھی ذکر نہ ہوتا اگر خود یہ حضرات تذکرہ نہ فرماتے معلوم بھی نہ ہو سکتا۔

بعض غربا خدام کی عجب تدبیر سے دعوت ہوتی ارشاد فرماتے میاں تمہاری بی بی چیز خوب پکاتی ہے۔ جنس ہم سے لو اور خاص اہتمام سے تیار کرادو مگر ہمارے ساتھ دس آدمی ہونگے اسکا خیال رکھنا بعدہٗ کبھی بعد تیاری کھانے کے فرما دیتے آج ہم نہ کھا سکیں گے خرچ کر ڈالو کبھی تنہا تشریف لے جاتے اور تمام کھانا اس گھر والوں کو کھلا دیتے

غربا خدام کی معاونت میں بھی ان کا ستر حال اور احترام مد نظر رہتا جب کسی امیر سے کچھ ان کو دلایا ہے ممکن نہ تھا کہ انکو سائل یا ضرورتمند بنایا جاتا حکم ہوتا فلاں خادم سے نقش کھدوا لینا ہم نے ان کو بتا دیا ہے فلاں کو اپنے ساتھ لے جانا اور بکمال احترام رکھنا یہ دعا پڑھیں گے انشاء اللہ تعالےٰ کامیابی ہوگی۔ بات یہ تھی کہ اِدھر ان امرا خدام کی حاجت برآری اُدھر غربا کی معاونت پھر امراان کی عزت کریں اور ان کی خدمت سعادت جانیں۔

سبحان اللہ کیا کرم تھا اور کیسی غریب نوازی و سخاوت و غیرت تھی ہر خدمت کی اجرت مناسب بھی خود مقرر فرما دیتے کہ یہ خدام بھی زیادہ طلبی نہ کریں اور قدر حاجت سے زیادہ لینے کے عادی نہ ہوں ہر شخص جو دربار میں پہنچ جاتا خالی ہاتھ واپس نہ ہوتا چھوٹے سوال پر بڑی نعمتیں عطا ہو جاتیں۔

ایک روز دربار گرم ہے یہ خادم بھی حاضر ہے عرض کیا آج ایک مسمریزم والے نے عجیب تماشا دکھایا ایک نابالغ بچہ مشرک کا معمول بنایا اور اس سے جنت اور اہل جنت کا حال دریافت کیا گیا اور نہایت دلچسپ قصہ سنا اسکے سیکھنے میں کچھ گناہ نہ ہو تو خادم سیکھ لے ارشاد فرمایا اس وجہ سے کہ یہ صرف دنیوی کام کی چیز ہے اور اسکا عامل اکثر خلاف شریعت حکم دیتا ہے ضرور حرام ہے اصلاً یہ ہمارے قواعد اشراقیہ کا خاکہ ہے یہ حالت ابتداء میں ہر سالک پر کشف ہو جاتے ہیں لیکن شیخ کامل سالک کو اس مرحلہ میں مقام نہیں کرنے دیتا فوراً آگے بڑھا دیتا ہے اور اس تماشہ میں نہیں جمنے دیتا پھر جو سالک اس عالم شہادت کے مکاشفہ میں پھنس گیا ترقی سے رہ گیا یہ حقایق ارشاد فرما کر قواعد عشرہ اشراق مکمل نتایج مرحمت فرمائے والحمد للہ علی ذالک۔ یہ کچھ بنا واقعہ نہ تھا۔ روزانہ اسی طرح ہر سایل دو دینا کو طلب سے زیادہ ملنا سرکار کے دربار کا معمولی دستور تھا۔

باب پنجم

ذکر تعظیم و تکریم اساتذہ و مشائخ و اسادات و علماء و رؤسا

وصل اوّل (علما و رؤسا)

علمائے اہلسنت سے باادب و احترام اور رؤسا سے باستغنا و وقار ملتے جن حضرات علما سے خود حضور اقدس قدس سرہٗ نے کوئی فن حاصل کیا تھا ان کا خاص احترام ہوتا علما میں جو خصوصیت و اعتماد حضرت مولانا مولوی عبد القادر صاحب بدایونی رحمۃ اللہ علیہ پر تھا کسی دوسرے پر نہ تھا اور اسکے چند وجوہ تھے اولاً حضرت خاتم الاکابر قدس سرہٗ کا ارشاد کہ علوم ظاہر میں مولانا سے مشورہ رکھئے ہمکو ان پر اعتماد ہے ثانیاً ابتدا سے تا وقت رحلت ربط و محبت ثالثاً حضرت مولانا مولوی محمد عبد المجید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی جانشینی اور خصوصیت اکثر ارشاد فرماتے ہمارے دور میں سُنّیت کی شناخت محبت مولانا عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہے ہرگز کوئی بدمذہب ان سے محبت نہ رکھے گا۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی خود تعظیم فرماتے اور خدام کو تعظیم کی ہدایت کرتے

ان حضرات کی اولاد سے جن سے خود حضور اقدس قدس سرہٗ نے یا حضرت خاتم الاکابر قدس سرہٗ نے کچھ تعلیم پائی تھی خاص عزت و حرمت سے معاملات فرماتے اور ان کو تحایف و ہدایا مرحمت فرماتے اور کبھی خالی ہاتھ نہ جانے دیتے۔

حافظ عبد العزیز صاحب خلف حافظ قاری محمد فیاض صاحب رحمۃ اللہ علیہ رامپوری جب خدمت اقدس قدس سرہٗ میں حاضر ہوتے علاوہ اعزاز و دعوت ہمیشہ نقد و پارچہ رخصتانہ بھی مرحمت ہوتا صرف اسی نسبت سے کہ حضرت خاتم الاکابر قدس سرہٗ کے استاذ زادہ اور استاد کے اہل قرابت ہیں۔

تمام متوسلان حضرت مولانا مولوی محمد عبد المجید صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر خاص نظر کرم تھی عمی مولوی انوار الحق صاحب مرحوم کا کچھ مقررہ تھا جو ہر سفر کے بعد عطا ہوتا۔ برادرم مولوی مرید جیلانی صاحب مرحوم کو بھی ہمیشہ تحایف مرحمت ہوتے علاوہ اس کے جو چیز حضور اقدس قدس سرہٗ کی ان کو پسند آتی بے تکلف لے لیتے اور حضور اقدس قدس سرہٗ نہایت خوش ہوتے مولانا مولوی سراج الحق صاحب مرحوم بھی مخصوصین میں تھے

رؤسا سے ملاقات مساویانہ فرماتے نہ عجز و انکسار نہ علو و افتخار ہر شخص سے اسکے مرتبہ کے لائق مدارت فرماتے ضروری پرسش حال کے ساتھ حتی الامکان ناکام واپس نہ فرماتے البتہ وہ اشخاص جو خلاف شریعت معاونت چاہتے محروم عنایات رہتے اور ان سے حضور اقدس قدس سرہٗ کو نفرت و وحشت ہو جاتی مثلاً کوئی شخص ایسے کسی معاملہ میں جس میں کسی دوسرے کا حق شرعی ہو اپنی کامیابی چاہتا یا کسی شخص کو ایذا دینا چاہتا ہمیشہ ناکام اٹھتا۔

اسی طرح ان علماء سے جو طریقہ حقہ اہلسنت سے بعض مسایل میں مختلف ہیں یا جنہوں نے علم کو ذریعہ معاش دنیا ہی کر لیا ہے بلطف و مہربانی نہ ملتے اور خدام کو انسے بچنے اور علیحدہ رہنے کی ہدایت فرماتے۔ طالب علموں پر ہمیشہ خاص نظر کرم تھی نقد جنس پارچہ۔کتاب۔ سفارش۔ ہر قسم کی معاونت فرماتے۔

وصل دوم : (فقراء و سادات کرام)

ہر سالک متشرع فقیر سے وہ کسی خاندان کا بھی ہو نہایت محبت سے ملتے۔ حضرات قادریہ سے خصوصیت برتی جاتی۔ صاحبزادگان کالپی شریف و بانسہ۔ ذریت طاہرہ حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی نہایت تعظیم و توقیر فرماتے سجادہ نشینان و خدام آستانہ حضرات اکابر کی خاطر مدارت فرماتے۔

مجاذیب سے دور رہنے کی ہدایت فرماتے۔عام خدام کو بھی حکم تھا کہ ہر درویش صاحب سلوک متبع شریعت سے بلا لحاظ قادریت و چشتیت بلا غرض دنیوی صرف بقصد زیارت ملو اور سوائے دعائے دینی مطالب دنیوی نہ چاہو ہر فقیر کی تعظیم و خدمت کرو اور اسکے خفیہ حالات کا تجسس نہ کرو کم از کم یہ ضروری ہے کہ بلا تحقیق و تفتیش حال کھانا جو حاضر ہو ضرور پیش کریں کہ بہترین خیرات بھوکے کو کھانا کھلانا ہے۔ اور ہمیشہ نیک گمان رکھو جس فقیر کا ظاہر خلاف شرع ہو اس سے سروکار نہ رکھو لیکن برا کہنا اور غیبت و عیب جوئی خوب نہیں۔

اپنے اصحاب سلسلہ سے خود حضور اقدس قدس سرہٗ کو خصوصیت خاصہ تھی اور خدام کو بھی ربط و محبت کی تاکید فرماتے۔

حضرات سادات کرام کی عموماً مدارت فرماتے غیر سادات پر انکو نشست و برخاست گو حاجت برآری میں تقدیم ہوتی اور ارشاد فرماتے کہ سادات کرام کی تعظیم اس نسبت سے کہ وہ ذریت طاہرہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہیں کرنی چاہیے دوسری نسبتیں اور حالتیں اس کے بعد ہیں ان کا نسب شریف کسی حال میں منقطع نہیں ہوتا اور یہی موجب تعظیم ہے۔ اگر یہ حضرات کسی غیر سید سے ارادت یا تلمذ بھی کریں جب بھی شیخ و استاد پر انکی تعظیم سیادت ضروری ہے سوائے کسب طریقہ اور کوئی خدمت ان سے نہ لی جائے اس لئے کہ یہ مخدوم زادہ عالمیان ہیں اور تمام جہان کے حقیقی اور سچے پیر زادے ہیں جو دولت دین و دنیا۔ علم و فقر عالم میں ہے سب انکے گھر کی دی ہوئی ہے اور ان کے ذریعہ سے ہے۔

باب ششم

حضور اقدس قدس سرہٗ کی تصنیف و تالیف

وصل اوّل (حمایت شریعت)

تصنیف اور اسکی شہرت سے حضور اقدس قدس سرہٗ کو خاص دلچسپی نہ تھی نہ مثل علمائے ظاہر مکالمہ و مباحثہ پسند فرماتے لیکن ضرورت کے موقعہ پر مفصل مکاتیب جن سے حل شبہات مخاطب ہو جاتا تحریر فرماتے جو عجب حقایق پہ شامل ہوتے تاہم بعض تحریرات بطور رسالہ بھی خدام کے التماس پہ مرتب ہوئے اور بعض طبع ہو کر شائع بھی ہو گئے۔

۱: العسل المصفّٰی فی عقاید ارباب سنۃ المصطفٰ

یہ بزبان اردو عقاید حقہ اہلسنت کے بیان میں نہایت مختصر اور مفید بچوں کی تعلیم کے مناسب بلکہ ضروری رسالہ ہے ابتدا میں جب بچے عقاید سے واقف ہو جاتے ہیں بد مذہبوں کا قابو نہیں رہتا ان کے فریب و شبہات سے حفاظت ہو جاتی ہے یہ رسالہ طبع ہو کر شایع اور تقسیم ہو گیا۔

۲ : سوال وجواب

یہ بھی اردو زبان میں مختصر مسئلہ تفضیل کا فیصلہ ہے اور حق یہ ہے کہ عجب تحقیق سے مالا مال ہے آجتک باوجود کوشش اور اجتماع حضرات تفضیلیہ سے اس کا جواب نہ ہو سکا طبع ہو گیا ہے۔

۳ : اشتہار نوری

یہ ایک مفید مختصر تحریر ہے جو وقت شیوع ندوہ مخذولہ جس وقت بعض علمائے اہلسنت مکاید اہل ندوہ سے دھوکا کھا کر شامل ندوہ ہو گئے تھے انکی تنبیہ اور اکثر فواید جلیلہ پر شامل ہے طبع ہو کر شایع ہو گیا۔

۴ : تحقیق التراویح

یہ دفع فتنہ بعض غیر مقلدین میں اثبات بست رکعت تراویح اقوال جلیلہ فقہائے حنفیہ کرام مکمل و مرتب فرما کر شائع ہو گیا۔

۵ : دلیل الیقین من کلمات العارفین

تفضیل کی حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کا اثبات حضرات تفضیلیہ کے شبہات کا ازالہ نہایت ضروری وضاحت سے فرمایا۔ بڑا معتمد اور مفید رسالہ ہے۔ خصوصاً ان حضرات تفضیلیہ جو کہتے تھے کہ تفضیل شیخین رضی اللہ عنہما صرف فقہا اور علمائے ظاہر کا مسلک ہے۔ عرفائے اہل طریقت تفضیل حضرت امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قائل ہیں حجۃ اللہ ہے ہر طبقہ کے عرفاء صوفیہ قدست اسرارہم کے اقوال سے ثابت فرمایا گیا ہے کہ تفضیل شیخین رضی اللہ عنہما مسئلہ مسلمہ اہلسنت ہے۔ عام ازیں کہ عرفا خصوصاً تاجداران مارہرہ قدست اسرارہم کی محققانہ تصریحیں عبادہ۔

ظاہر کرتی ہیں کہ مفضلہ شیعی ہیں اور اہلسنت سے خارج جو کچھ گفت و شنید ہے وہ علمائے ظاہر میں ہے یہ حضرات بلا اختلاف اسی مسلک کے سالک ہیں۔ قابل زیارت رسالہ ہے۔ بزبان فارسی ہے چھپ کر شایع ہوگیا ہے۔ لاجواب تھا لہذا لاجواب ہے۔

۶: عقیدہ اہلسنت نسبت محاربین جمل و صفین و نہروان

یہ رسالہ بزبان اردو ہے اور حسب الحکم حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ تصنیف ہوا ہے نہایت مفید رسالہ ہے ہنوز طبع نہیں ہوا ہے۔

وصل دوم

۷: لطائف طریقت کشف القلوب

یہ رسالہ بیان کسب ابتدائی سلوک میں بزبان اردو نہایت مفید سالک ہے بعض اشغال و اوراد خاندانی اور انکے طریقہ بیان ہوئے ہیں طبع ہوکر شائع ہوگیا ہے۔

۸: النور والبہاء فی اسانید الحدیث وسلاسل الاولیاء

اس رسالہ میں سلاسل و اسناد احادیث صحاح و مسلسل بالاولیہ و حصن حصین و دلائل الخیرات اسماء اربعینہ مصافحات اربعہ مشابکہ حدیث مسلسل بالاضافہ و اسناد حزب یمانی و قرآن کریم و تسبیح و سلسلہ علیہ قادریہ قدیمہ واحدیہ و کالپویہ جدیدہ ورزاقیہ و منوریہ و چشتیہ و سہروردیہ و نقشبندیہ و مداریہ وعلیہ جو چند طریقوں سے پہنچے ہیں درج ہیں بزبان عربی نہایت مفید رسالہ ہے طبع ہوکر شائع ہوگیا ہے اسکے آخر با نہایت اختصار نسب اکرم بھی درج ہے انشاءاللہ عنقریب معہ اسناد دیگر اد عیہ خاندانی اور نقل سند و اجازت حضور مرشدی و مولائی قدس سرہٗ اور بعض ... دو مہ

چیزوں کے طبع ہو گا۔

۹: سراج العوارف فی الوصایا والمعارف

۱۳۱۳ھ میں تصنیف ہوا

اسمیں بیشتر وصایا اور ہدایات ہیں متفرق فوائد فقہ و کلام و حدیث و تصوف و سیر و سلوک ہیں جو نہایت خوبی سے درج ہیں کچھ حضور پر نور قدس سرہٗ نے اپنے سلوک کے حالات بھی درج فرمائے ہیں۔ عجب پر نور تصنیف ہے۔ جو فوائد اسمیں مندرج ہیں مجموعہ ان کا کسی ایک جگہ کہیں پتہ نہ ملے گا حضرات مریدین خانوادہ برکاتیہ کو اسکا دیکھنا پڑھنا۔ پاس رکھنا نہایت ضروری ہے طبع ہو کر شائع ہو گیا ہے۔

۱۰: الجفر

ایک مختصر رسالہ بزبان اردو ہے جس میں خاص ایک قاعدہ مفصلاً مذکور ہے بوقت عطائے قواعد جفر خاص اس خادم کو مرحمت ہوا تھا غیر مطبوعہ ہے۔

۱۱: النجوم

یہ ایک نہایت مختصر رسالہ نجوم ہے۔ وہ چیزیں جنکا جاننا اور جنکی رعایت ایک عامل وجفار کو ضروری ہیں اسمیں درج اور بہت عمدہ اور پر فواید نقشوں پر شامل غیر مطبوعہ ہے۔

۱۲: تخییل نوری

مجموعہ اشعار عربی و فارسی و اردو جو گاہ گاہ اتفاقیہ نظم فرمائے گئے یہ ۱۳۱۶ھ میں مرتب ہو کر شائع ہو گیا۔ تبرکا چند اشعار فارسی و اردو درج کیے جاتے ہیں۔

*

دور آنکھوں سے ہیں اور دل میں ہے جلوہ ان کا ، ساری دنیا سے نرالا ہے یہ پردہ اُن کا
دل کی آنکھوں سے کرے کوئی تماشا ان کا ، نگہ دیدۂ ظاہر سے ہے پردا اُن کا
آہ اب ڈھونڈنے جائیں تو کدھر جائیں ہم ، جلوہ تجھ میں بھی نہیں اے دل شیدا اُن کا
حشر کے غم میں مبارک ہو عدو کو ماتم ، عید ہے ہمکو کہ دیکھیں گے تماشا ان کا
دیکھ لینگے کسی شکل سے مشتاق لقا ، لاکھ پردوں میں رہے جلوۂ زیبا اُن کا

انتظار دل مشتاق کی کچھ حد نہ رہی ، کیا قیامت کو کہیں وعدۂ فردا ان کا
چھوڑ دو تھوڑی جگہ ہم کو بھی محشر والو ، دور سے دیکھنے آئے ہیں تماشا ان کا

طور ہیں نہ وہ کعبہ میں نہ میرے دل میں
نور کیسا اور بھی ہے کوئی ٹھکانا ان کا

★

واہ کیا کہنا تمہارے وعدۂ دیدار کا ، جس سے دل ٹھہرا ہوا ہے ہجر کے بیمار کا
تو بھی چل کر دیکھ آ غافل کہ اب وہ وقت ہے ، پاس ہے منہ تک رہے ہیں سب ترے بیمار کا
آئینہ دل کا لئے بیٹھے ہیں ہم بھی منتظر ، ہاں کہاں ہے عکس ان کی جلوۂ رخسار کا
رخصتِ سیرِ چمن مدت میں دی صیاد نے ، پوچھنے جائیں بتا کس سے رہ گلزار کا

نور سے تو دور کیوں کھینچتا ہے اے جانِ مسیح
پاس کچھ تو چاہیئے تھا عاشقِ بیمار کا

★

نگاہوں میں سب ہیں جو پردے میں تو ہے ، چھپے سب نظر سے کہ تو رو برو ہے
خودی کا جو پردہ اٹھے تو بتا دیں ، نہ ہم اور کچھ ہیں نہ کچھ اور تو ہے
نہ میں تم سے مخفی نہ تم مجھ سے پنہاں ، خفا اس میں ہرگز نہیں مو بمو ہے
نہ میں تو ہوا ہوں نہیں میں نہیں ہوں ، نہ تو میں ہوا ہے نہیں تو ہی تو ہے
سوا تیرے ہے کون کون و مکاں میں ، وہاں تو ہی تو ہے یہاں تو ہی تو ہے

مُوَحِّد ہیں نور اتحادی ہیں ملحد
نہ سب تو ہی تو ہے کہ بس تو ہی تو ہے

★

دلِ عشاق میں اے جانِ مکیں کیوں نہ ہوئے ، یہ بھی تو عرش ہے تم عرش نشیں کیوں نہ ہوئے
بحسن قرب سے رگ جاں میں ضیائیں پائیں ، حسرت آتی ہے کہ تم دل سے قریں کیوں نہ ہوئے
رازِ دل تم نے رقیبوں کو جتایا صد حیف ، ہائے اس عاشقِ بیدل کے امیں کیوں نہ ہوئے

نام جب دیکھتے ہیں تیرا خطوں میں عاشق ، رشک کرتے ہیں کہ قرطاس ہمیں کیوں نہ ہوئے
غم و قدرت کی بلاؤں میں پھنسا ہے نوری
حیف صد حیف کہ تم ایسے ایس نہ ہوئے

★

۱۳: صلوٰۃ غوثیہ — شجرہ علیہ عالیہ قادریہ بطور درود معہ اسمائے حسنیٰ و اسمائے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مرتب فرما کر ارشاد فرمایا کہ ہر مرید قادری برکاتی کو ضرورت ہے کہ اگر کچھ نہ کر سکے تاہم یہ شجرہ ضرور پڑھے۔ طبع ہو کر تقسیم ہو گیا۔

۱۴: صلوٰۃ معینیہ — شجرہ چشتیہ بہشتیہ بطور درود ہے اسکے ورد کا بھی حکم ہے طبع ہو کر تقسیم ہو گیا۔

۱۵: مجموعہ — اس میں نودونہ نام باری تعالےٰ عز سلطانہ نودونام اسمائے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم۔ نودونہ نام حضرت سیدنا امیر المومنین علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ۔ نودونہ نام حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ نودونہ نام حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ۔ نودونہ نام حضرت ابوالشیخ ابو محمد محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ معہ ایک بڑی شاندار دعا کے ترتیباً درج فرمائے۔

۱۶: صلوٰۃ نقشبندیہ — یہ بھی بطور مذکورہ بالا درود موسوم بصلوٰۃ نقشبندیہ۔ ننانوے صیغے ہیں ننانوے القاب کریم سے نام حضرت خواجہ نقشبندیہ رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ معہ اسمائے حسنےٰ و اسمائے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تحریر ہے۔

۱۷: صلوٰۃ صابریہ، صلوٰۃ ابی العلائیہ، صلوٰۃ مداریہ

اسی طور پر مندرج ہیں یہ بستم شوال المکرم ۱۳۱۰ھ میں مقام آگرہ جمع فرمایا ہے اسکے اختتام میں دعا ہے جسمیں فرماتے ہیں۔

الٰہی بہ برکت صلوٰۃ محمدیہ کے جس کے صیغے نناوے ہیں۔ الٰہی بہ برکت صلوٰۃ الانبیاءؑ کے جس کے صیغے ۲۹ ہیں۔ الٰہی بہ برکت صلوٰۃ الملائکہ کے جس کے ۴ صیغے ہیں الٰہی بہ برکت صلوٰۃ الخلفاء کے جس کے ۴ صیغے ہیں۔ الٰہی بہ برکت صلوٰۃ امامیہ کے جس کے ۱۲ صیغے ہیں۔ الٰہی بہ برکت صلوٰۃ عشرہ مبشرہ کے جسکے ۱۰ صیغے ہیں۔ الٰہی بہ برکت صلوٰۃ مرتضویہ کے جسکے ۹۹ صیغے ہیں۔ الٰہی بہ برکت صلوٰۃ غوثیہ کے جسکے ۹۹ صیغے ہیں الٰہی بہ برکت صلوٰۃ نسب برکاتیہ کے جس کے ۹۹ صیغے ہیں۔ الٰہی بہ برکت صلوٰۃ نسب غوثیہ کے جس کے ۴۲ صیغے ہیں۔ الٰہی بہ برکت صلوٰۃ معینہ کے جس کے ۹۹ صیغے ہیں الٰہی بہ برکت صلوٰۃ واحدیہ کے جس کے ۹۹ صیغے ہیں۔ الٰہی بہ برکت صلوٰۃ جلیلہ کے جسکے ۹۹ صیغے ہیں۔ الٰہی بہ برکت صلوٰۃ اودیسہ کے جسکے ۹۹ صیغے ہیں الٰہی بہ برکت صلوٰۃ محمدیہ کے جسکے ۹۹ صیغے ہیں۔ الٰہی بہ برکت صلوٰۃ حمزیہ کے جس کے ۹۹ صیغے ہیں۔ الٰہی بہ برکت صلوٰۃ شمسیہ کے جس کے ۹۹ صیغے ہیں۔ الٰہی بہ برکت صلوٰۃ برکاتیہ ثانیہ کے جسکے ۹۹ صیغے ہیں۔ الٰہی بہ برکت صلوٰۃ احمدیہ کے جس کے ۹۹ صیغے ہیں۔ الٰہی بہ برکت صلوٰۃ الائمہ کے جس کے ۴ صیغے ہیں۔ الٰہی بہ برکت صلوٰۃ سہروردیہ کے جس کے ۹۹ صیغے ہیں۔ الٰہی بہ برکت صلوٰۃ نقشبندیہ کے جس کے ۹۹ صیغے ہیں۔ الٰہی بہ برکت صلوٰۃ مداریہ کے جس کے ۹۹ صیغے ہیں۔ الٰہی بہ برکت صلوٰۃ ابی العلائیہ کے جس کے ۹۹ صیغے ہیں۔ الٰہی بہ برکت صلوٰۃ صابریہ کے جس کے ۹۹ صیغے ہیں۔ الٰہی بہ برکت ان اٹھارہ سو سٹھ صیغہائے درود کے فقیر ابوالحسین اور اسکے والدین و اساتذہ و اہل قرابت و احباب و اہل بیعت و مریدین اور اس کے ہر منتسب کو دین و دنیا کی خوبیاں عنایت فرما۔

۱۸ : صلوٰۃ الاقرباءؑ

جس میں حضرت سید شاہ حقانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سید شاہ آل رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سید شاہ اولاد رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سید شاہ غلام محی الدین صاحب معروف بشاہ امیر عالم حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سید شاہ ظہور حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سید شاہ محمد جعفر صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سید شاہ نور الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سید شاہ نور المصطفٰے صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سید شاہ حسین حمزہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سید

شاہ یوسف حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ سید شاہ آل حسین معروف بہ بچے صاحب رحمۃ اللہ علیہ
سید شاہ محمد سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ سید محمد تقی صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ سید حاجی عبداللہ
صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ سید غلام دستگیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ سید غلام مخدوم صاحب رحمۃ اللہ
علیہ۔ سید دلدار حیدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ سید محمد حیدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ سید حسین
صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ سید خورشید علی معروف بحافظ حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ سید شاہ نجات
اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ سید شاہ امام المعروف بشاہ گدا صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ سید برکات
بخش المعروف شاہ بھکاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ سید شاہ فقیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ سید شاہ
امیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ سید شاہ مقبول عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ سید شاہ مخدوم عالم صاحب
رحمۃ اللہ علیہ۔ سید شاہ عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ سید سید عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ سید
شاہ صاحب عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ سید مقبول عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ سید خورشید
عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ سید شاہ فیروز صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ سید شاہ یحییٰ صاحب رحمۃ اللہ
علیہ۔ سید شاہ حبیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ سید شاہ ابوالفتح صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ سید
شاہ محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ سید ابوالخیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ سید شاہ عظمت اللہ
صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ سید شاہ رحمت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ سید غلام مصطفےٰ صاحب
رحمۃ اللہ علیہ۔ سید عبدالنبی صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ سید مربی صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ سید
سید ولی صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ سید بعدہٗ صلوٰۃ اقربا میں سید جمال علی عرف کلو میاں۔ سید سردار
علی معروف سلو میاں۔ سید مہر علی سید احمد عرف بانکے میاں۔ سید حافظ علی رضا حافظ سید نور
زماں۔ سید بدر رسول عرف لالو میاں۔ سید رحم رسول عرف بالا میاں۔ سید عنایت رسول
عرف ننھے میاں۔ سید بندہ علی عرف بدرے میاں۔ سید عطائے رسول۔ سید فدائے رسول
سید فضل رسول عرف رنگیلے میاں۔ سید شرف رسول عرف لڑیتے میاں۔ سید کرم رسول
عرف رسیلے میاں۔ سید ولایت علی عرف امراؤ میاں۔ سید وزیر علی۔ سید مظہر علی۔ سید گلزار
احمد رحمۃ اللہ علیہم اجمعین الی یوم الدین کے نام ہیں۔

۱۹ : صلوٰۃ المرضیہ لفقراء المارہرویہ

اس میں اکثر خلفے غاندانی کے نام

ہیں بعدہٗ صلوٰۃ القدسیہ الکالفویہ اسمیں سید ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ۔ سیدنا محمد رحمۃ اللہ علیہ۔ سید احمد رحمۃ اللہ علیہ۔ شیخ یونس استاد حضرت سید محمد رحمۃ اللہ علیہما۔ مولوی عمر جاجموی استاد سید محمد رحمۃ اللہ علیہما۔ سید شاہ فضل اللہ رحمۃ اللہ علیہ۔ سید سلطان مسعود رحمۃ اللہ علیہ۔ سلطان ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ۔ سید احمد سعید رحمۃ اللہ علیہ۔ سید حسین علی رحمۃ اللہ علیہ۔ سید فخر الدین احمد۔ سید خیرات علی رحمۃ اللہ علیہ۔ سید شاہ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ۔ سید کاظم علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ بعدہٗ صلوٰۃ نوریہ جس میں محض اکابر بلگرام سید شاہ لطف اللہ عرف شاہ لدھا رحمۃ اللہ علیہ۔ سید شاہ عظمت اللہ رحمۃ اللہ علیہ۔ سید نوازش علی رحمۃ اللہ علیہ۔ سید نور الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ سید آل مصطفٰے رحمۃ اللہ علیہ بعدہٗ شیخ محمد افضل الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ۔ شیخ محمد یحیٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ شیخ محمد فاخر رحمۃ اللہ علیہ۔ شیخ قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ۔ بعدہٗ صلوٰۃ البہیہ علیٰ اساتذتی واساتذہ اجدادی۔ اسمیں سید محمد باکر حکیم عطاء اللہ رحمۃ اللہ علیہما استادان حضرت شاہ حمزہ صاحب رحمۃ اللہ علیہما۔ مولانا مولوی محمد عبد المجید صاحب بدایونی۔ مولانا نور صاحب لکھنوی مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب بدایونی۔ شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی۔ مفتی محمد عوض[۱] صاحب بریلوی۔ شاہ نیاز احمد صاحب بریلوی۔ مولانا عبد الواسع سیدن پوری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ استادان حضور خاتم الاکابر سید شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ بعدہٗ اپنے اساتذہ کرام ہیں جو سابقاً معروض ہوئے۔ یہ عجیب مجموعہ ہے اس میں بہت ذخایر نفایس ہیں۔

۲۰ : اسرار اکابر برکاتیہ

یہ آخری تصنیف حضور اقدس قدس سرہٗ کی ہے۔ صدہا نکات غریبہ اور اسرار عجیبہ پر شامل ہے بیشتر اسرار خاندانی باجمال وتفصیل اس میں درج ہیں۔ یہ خادم اسکی زیارت سے مشرف

---

[۱] : مفتی محمد عوض ۱۸۱۶ء میں بریلی میں انگریزوں سے جہاد کیا اسپر خاکسار محمد ایوب قادری کا ایک تفصیلی مقالہ "العلم" کراچی ۱۹۵۵ء میں شائع ہو چکا ہے۔

ہوا ہے۔ سبحان اللہ جواہر کا خزینہ اور برکات کا گنجینہ ہے۔

مجموعہائے اعمال واشغال

ان کا شمار نہیں قریب قریب چند مجموعہ ہر سال میں خود حضور کے قلم سے تحریر ہو جاتے تھے کبھی قبل از تکمیل کسی خادم کا نام معین فرما دیا کبھی بعد تکمیل کسی خادم کو مرحمت ہو گیا۔ بعض خدام سادہ مجلد حاضر کرتے کہ اسپر حضور کچھ ارقام فرمادیں ان میں بیشتر نقوش وادعیہ واعمال کمتر فواید واشغال ہیں غالباً خدام حضور میں شاید ہی کوئی ایسا ہو جسکے پاس چند اجزا نقوش و ادعیہ کے نہ ہوں اکثر خدام کے پاس بڑے بڑے مجموعہ ہیں چند کا ذکر کروں۔

منجملہ ان کے ایک بڑا ضخیم مجموعہ حضرت اخی معظم مولوی غلام قنبر صاحب مرحوم کے پاس تھا جو حضور اقدس قدس سرہٗ نے مرحمت فرمایا تھا اس میں متفرق اعمال واشغال طرق ترتیب نقوش۔ فوائد علم نجوم وغیرہ بہت چیزیں ہیں اسکا چھ سو ورق سے زیادہ حجم ہے بالفعل عزیزی مولوی غلام ذکریا سلمہ اللہ تعالےٰ کے پاس ہے۔

منجملہ ان کے ایک عمدہ مجموعہ مخدومی مولانا حافظ شاہ محمد عمر صاحب دہلوی دامت برکاتہم کے پاس ہے۔

منجملہ ان کے ایک نادر نہایت عمدہ اور مجموعہ اعمال واشغال ونسخہ جات حضرت معظمی صاحبزادہ سید ظہور حیدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھا جو اب بقبضہ صاحبزادہ سید محمد یونس حسن زید مجدہم ہے۔

منجملہ انکے ایک مجموعہ عطیہ حضور اخوی مولوی محمد عبدالحی صاحب مرحوم کے پاس تھا جو اب انکے صاحبزادوں کے پاس ہے۔

منجملہ ان کے ایک مجموعہ نواب رستم علی خاں اکبر آبادی کے پاس ہے۔

منجملہ ان کے ایک مجموعہ سید نور الدین حسین خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو مرتب فرماکر بڑودہ بھیجا تھا۔

منجملہ ان کے چند مجموعہ مختلف اعمال وادعیہ ونسخہ جات، واشغال وغیرہ پر شامل ہے شاہ عارف شاہ مرحوم کے پاس تھے جو اب بقبضہ انکی اولاد کے ہیں۔

منجملہ ان کے ایک مجموعہ حافظ سراج الدین بدایونی ثم الاکبرآبادی کے پاس ہے۔
غرض انکا شمار نہ فقیر سے ہو سکتا ہے نہ ان کی کوئی فہرست و یادداشت سرکار میں ہے عاجز کا خیال ہے کہ جب باوجود عدم اہتمام عطایائے حضور سے ایک مجموعہ کلاں اس خادم کے پاس مرتب ہو گیا تو کم ایسے خدام ہوں گے جو بڑے بڑے مجموعہ مرتب کر چکے ہوں گے چند بیاضہائے نوری ہیں جن میں مختلف نوادر جمع ہیں ایک میں بیشتر اپنی خوابیں اور قواعد عشرہ جفر وغیرہ ہیں۔ ایک میں ۱۲۸۵ھ تک مریدین کی فہرست ہے فقیر عاجز نے اسکی ترتیب کا قصد مصمم کر لیا ہے۔

باب ہفتم

علوم دعوت و تکسیر و تعبیر خواب کے بیان میں

وصل اوّل : دعوت و تکسیر

حضور اقدس قدس سرہٗ نے باوجود اجازت صاحب حکومت اکثر اسماء ادعیہ کی باقاعدہ زکوتیں دی تھیں اور موکلات و جنات جمالی و جلالی خدمت میں حاضر رہتے تھے حضور کو حکومت عام حاصل تھی آخر عہد میں ترک اعمال پر بھی جو تصرفات حضور اقدس قدس سرہٗ کے آنکھوں سے دیکھے ہیں کہیں نظر نہیں آتے فقیر کے خیال میں یہ عاملانہ تصرفات بھی ستر حال تھا ورنہ من کان للّٰہ کان اللّٰہ لہٗ اصل تسخیر اور سچی حکومت ہے جب بندہ خدا کا ہو گیا خدائی اسکی ہو گئی ہمارے ان حضرات نے کبھی عاملانہ حکومت سے کام نہیں لیا الا ماشاء اللّٰہ تاہم تمام اس فن کے نکات محققین فن سے حاصل فرمائے تھے اور وہ سب نظر میں تھے

دو واقعے خاص اپنے دیکھے ہوئے گذارش کروں۔ حضور اقدس قدس سرہٗ غریب

خانہ پر تشریف رکھتے ہیں وقت بعد مغرب ہے۔ خدام کا مجمع ہے ایک جانب دار یہ عاجز بھی حاضر ہے حضور سیف الرحمٰن قرأت فرما رہے ہیں اس خادم کو خیال ہوا کاش خدام دعا کو بیں دیکھتا فوراً حضور اقدس قدس سرہٗ نے ایک بار دستک دی دیوار جنوبی اس مکان کی میری نظر سے غائب ہوگئی اور وہ سامان ایک رعیت کا جو پشت اس مکان پر اسکے گھر میں رکھا تھا صاف نظر آنے لگا تھوڑی دیر میں اس صحن میں وسعت شروع ہوئی اور اب ایک میدان سبزہ زار پیش نظر ہوگیا۔ اس میں ایک انبوہ کثیر نہایت شاندار لوگوں کا نظر آیا اکثر ان میں ہاتھیوں اور گھوڑوں پر سوار تھے اور سب عمدہ ہتھیاروں سے مسلح تھے لباس نہایت عمدہ شاہانہ تھا لیکن یہ سب جماعت برقعہ پوش تھی پھر بھی ایک رعب و ہیبت ظاہر تھا تخمیناً دس بارہ منٹ تک یہ خادم اس مجمع کو بغور دیکھتا رہا اور سخت متعجب تھا اس اثنا میں حضور اقدس قدس سرہٗ نے دوبارہ دستک دی وہ تمام سامان نظر فقیر سے مخفی ہوگیا وہی جلسہ قائم اور حاضرین میں سے کوئی اس واقعہ سے خبردار نہ تھا سوقت حضور اقدس قدس سرہٗ نے اس عاجز پر ایک نگاہ متبسمانہ ڈالی اور خاموش ہو گئے پھر خلوت میں فرمایا یہ جماعت یہاں طلب نہ کی گئی تھی صرف تیرے شوق پر ہم نے فیما بین رفع کر دیا تھا یہ انکا کرم تیرے حال پر تھا کہ اپنے چہرے حجاب میں کر لیے ورنہ یکایک بلا مناسبت کوئی ان کی صورتیں دیکھ نہیں سکتا

دوسرا واقعہ حضور اقدس قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ عمل شجرہ زر کی زکوٰۃ دینی و دنیاوی کاموں کو نہایت مفید ہے۔ خادم نے عرض کیا سنا ہے کہ خدام عمل عامل کو ڈراتے ہیں اگر عامل ڈر گیا سخت پریشانیاں روبکار ہو جاتی ہیں اور اپنے ایک عزیز بھائی کا قصہ عرض کیا ارشاد فرمایا کہ اکثر یہ خطرات دو صورتوں میں پیدا ہو جاتے ہیں اولاً صاحب اجازت کا حاکم عمل نہ ہونا یا عامل کا پوری شرائط پر کاربند نہ ہونا یا کوئی غلطی اتفاقی واقع ہو جانا نیز عمل کو محض مفاد دنیاوی کے خیال سے پڑھنا جس سے خدام کو خیال تکلیف ہی پیدا ہو جاتا ہے اور وہ موقع پاکر عمل کو خراب کر دیتے ہیں۔ جو لوگ صرف دینی ترقی کی غرض سے پڑھتے ہیں ان کو بجائے خراب کرنے کے مدد و اصلاح دیتے ہیں اور انس کرتے ہیں۔

ہمارے خاندان میں کبھی یہ عمل بغرض حصول دنیا نہیں پڑھا جاتا گو ضمناً یہ فائدہ بھی ہو

کہ سالک متوکل کو تکلیف یا یحتاج سے فراغ رہتا ہے۔ آج وقت ہمارے قرأت عمل کے دروازہ پر حاضر رہنا جس وقت حضور اقدس قدس سرہٗ نے عمل شروع فرمایا خادم دروازہ کمرہ پہ حاضر رہا عمل ختم فرما کر حضور اقدس قدس سرہٗ نے دستک دی اور ایک جماعت نہایت شان وشوکت والی عمدہ لباس سے حضور اقدس قدس سرہٗ کے روبرو باجسد حاضر ہو گئی۔ یہ فقیر تمام اس جماعت کو بچشم خود دیکھ رہا ہے حضور اقدس قدس سرہٗ نے بخطاب جماعت فرمایا کہ آج آپ صاحبوں کو ایک خاص وجہ سے تکلیف دی گئی ہے وہ یہ کہ ہم چالیس برس سے آپ صاحبان سے ملاقات رکھتے ہیں کہیئے کیا کبھی کوئی خدمت ذاتی ہم نے آپ سے لی ہے جماعت نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا آج ہمارے خاص مرید کی حاجت ہے اس پر خاص کرم کی نظر فرمایئے کہ اس غلام کا کام ہو جائے فوراً ایک تھیلی تین سَو روپے کی حاضر کی اور وہ تھیلی اس خادم نے اپنے بھائی کو دیدی اور ان کا کام ہو گیا۔

وصل دوم: تعبیر خواب میں۔

تعبیر خواب میں حضور اقدس قدس سرہٗ کو کمال حاصل تھا چند واقعے گذارش ہیں۔

ایک حکیم صاحب ساکن شاہ آباد نے خواب دیکھا کہ ایک میت ان کے روبرو ہے اور ایک بزرگ بھی تشریف رکھتے ہیں حکیم صاحب نے ان بزرگ سے دریافت کیا کہ یہ مردہ کس طرح زندہ ہو بزرگ صاحب نے فرمایا بہت سہل بات ہے ایک بکری کو ذبح کر کے ہاتھی کے منہ میں ڈال دو بس یہ مردہ فوراً زندہ ہو جائے گا یہ خواب دیکھ کر حکیم صاحب کو ایک مدت تشویش رہی اور کوئی بات سمجھ میں نہ آئی آخر حضور اقدس قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا ارشاد فرمایا یہ تو بالکل صاف بات تھی ہاتھی ذوی الاجسام میں بڑا مہیب جانور ہے اسکی تشبیہ قیامت سے دی گئی بکری مذبوح حسب روایت حدیث موت ہے جو بکری کے حاضر لا کر فنا کر دی جائے گی تاکہ ثواب وعقاب اہل نار وجنت ابدی ہو جائے پس یہ تعبیر ہے کہ جب میدان ہولناک قیامت میں حشر قایم اور موت فنا کی جائے گی مردہ زندہ ہو جائے گا۔ سبحان اللہ

اس عاجز نے ایک خواب دیکھا کہ حضور والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما ہیں اور صندوقچہ سے چاقو قلمتراش نکال کر اپنے گوشت انگشت کو مثل قلم تراش رہے ہیں میں نے بکمال وحشت روکنا چاہا ارشاد فرمایا اگر تیرے بھائی پر کچھ تکلیف ہو تو تجھکو معلوم ہو یہ خواب حضور اقدس کی خدمت میں عرض کیا فرمایا کیا تمہارے چچا مرحوم کچھ مقروض فوت ہوئے ہیں اور ان پر کوئی دین باقی ہے خادم نے عرض کیا بلاشک قرضدار فوت ہوئے ہیں ارشاد فرمایا تمہارے والد مرحوم چاہتے ہیں کہ تم وہ قرضہ ادا کرو خادم نے فوراً حکم کی تعمیل کی۔

خود حضور اقدس قدس سرہ کے خواب نہایت عجیب ہیں ان کی زیارت کرنے سے حضور اقدس قدس سرہٗ کا علو مرتبت دریافت ہوتا بطور خلاصہ عرض کروں۔

بکرات ومرات حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مقدسہ مصافحہ ومعانقہ وبیعت واخذ فیض آغوش رحمت میں بیٹھنا۔

حضرات انبیاء علی نبینا علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام، حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام، حضرت سیدنا سلیمان علیہ السلام کی زیارت اور ان حضرات سے اخذ فیض۔

حضرات ائمہ اہلبیت عظام رضی اللہ عنہم خصوصاً حضرات امیر المومنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ اور امام ہمام سید الشہدا حضور حسین رضی اللہ عنہ کی زیارت اور ان سے اخذ فیض

حضور غوث الثقلین قطب الکونین سیدنا الشیخ ابو محمد محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ النورانی اور حضور خواجہ خواجگان ولی الہند غریب نواز حضرت شیخ خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری قدس سرہٗ اور حضرت ذو النون مصری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت اور ان حضرات سے طرح طرح پر اخذ فیض

اپنے اکابر اقطاب مارہرہ قدست اسرارہم کی از حضرت سید نا میر عبد الجلیل رحمۃ اللہ علیہ تا حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ عیاناً زیارت اور ان حضرات کی توجہ خاص غرض ہزاروں عجیب واقعات ہیں۔

☆

باب ہشتم

حضور اقدس قدس سرہٗ کے تصرفات و حکومت

وصل اول ؛ تصرفات عملیہ

صدہا واقعات ہیں جو شب و روز خدام والا کی نظر سے گذر رہے ہیں فقیر نے نہ جمع روایات کا خیال کیا ہے نہ خاص اپنے دیکھے اپنے پر گذرے واقعات سب عرض کئے ہیں ہر چمن میں ایک دو پھول اور ہر باب میں ایک دو واقعات التماس کئے ہیں۔ تاکہ مضمون طویل نہ ہو جائے۔ اس باب میں بھی صرف چند واقعات دیکھے ہوئے اور معتمد شہادت سے ثابت شدہ عرض کرتا ہوں۔

ایک جماعت ہم خدام کی ہمرکاب، حضور اقدس قدس سرہٗ عرس سلطان الہند شاہنشاہ اجمیر خواجہ خواجگان رحمۃ اللہ علیہ میں حاضر ہے۔ پانچ تاریخ رجب کو حضور اقدس قدس سرہ نے فرمایا کہ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے دربار سے حکم ہوا ہے کہ تم خدام میں جس کسی کو کچھ خاص عرض کرنا ہو عرضی لکھ کر حضور میں گذرانو وہ عرضیاں ہمارے ذریعہ سے حضور میں پیش ہونگی اور تم کو حکم ملے گا اس خادم نے عرض کیا کہ وہ عرضیاں کس طریقہ سے دربار تک پہنچیں گی ارشاد فرمایا کہ آستانہ کے خدام کچھ حضرات بھی ہیں ان میں سے ایک مامور ہیں کہ تمہاری عرضیاں لے جا کر پیش کر دیں یہ معلوم کر کے اس ناچیز کو خیال ہوا کہ وہ عرضیاں حضور سے لے کر ان خادم آستانہ کی زیارت اور کچھ خاص طور پر عرض حال کروں۔ عرضیاں مرتب ہوئیں اور سب نے جمع کر کے حضور اقدس، قدس سرہٗ میں حاضر کیں۔ افسوس کہ باوجود کوشش حضور اقدس قدس سرہٗ نے وہ تمام عرضیاں حافظ نذر اللہ خاں ساکن بدایوں کو دے کر ارشاد فرمایا کہ گوشہ غرب و جنوب آستانہ عالیہ پر کوہ چلہ کی طرف جو ایک سر سبز درہ ہے وہاں جاؤ اور جو شخص تم سے عرضیاں مانگے اسے دے دو۔

یہ خادم حکم والا سنکر حافظ نذر اللہ خاں صاحب کے عقب میں روانہ ہوا اور نہایت

ہوشیار ہی سے نظر ہر جانب ڈالتا ہوا جا رہا ہے۔ یہ خیال ہے کہ آخر موقع زیارت اب بھی مل جائے گا اس درہ کے داخلہ میں چند سکنڈ کو حافظ نذیر اللہ خان صاحب اور اس خادم میں گوشہ درگاہ شریف کا حاجب ہو گیا بجارت اس ناچیز نے آگے بڑھکر غور کیا کہ جائے موعودہ یہی ہے بس کوئی صاحب ضرور آئیں گے اور عرضیاں مانگیں گے لیکن دیکھتا ہوں کہ حافظ صاحب خالی ہاتھ ہیں میں ان سے دریافت کیا عرضیاں کہاں ہیں جواب دیا کہ تمسخر کرتے ہو ابھی تم نے مجھ سے یہ کہہ کر کہ حضور نے عرضیاں طلب فرمائی ہیں سب عرضیاں مجھ سے لی ہیں اب مجھ سے پوچھتے ہو یہ خادم حیران ہو گیا۔

واپس آکر حافظ صاحب نے عرض حال کیا یہ خادم خاموش ایستادہ رہا ارشاد فرمایا وہی خادم آستانہ تھے جو اس صورت میں تم سے عرضیاں لے گئے تم میں یہ قابلیت نہ دیکھی کہ اپنی صورت اصلی یا غیر مانوس میں تشریف لا کر عرضیاں لے جاتے یا کچھ اور سبب ہو گا پھر اس خادم سے فرمایا کیا تو بھی گیا تھا عرض حال کیا۔ ارشاد ہوا یہ تمہارے ہی سبب سے ہوا کیا ارادہ تھا خادم نے اپنا خیال عرض کیا ارشاد فرمایا یہ بھی حضور سلطان الہند خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کا کرم تھا ورنہ ہم سے فقرا ہزاروں اس دربار عالی میں حاضر آتے ہیں اور اپنا اپنا سالانہ حصہ لے جاتے ہیں یہ بعض خدام خاص پر نگاہ کرم ہوتی ہے کہ وہ اپنے متوسلوں کی عرضیاں حضور میں پیش کریں۔

تیسرے روز عرضیاں ہم سب کی واپس ملیں اور سب پر احکام درج تھے اور عجیب سے تھے۔

صدہا تصرفات عاملانہ دفع نظر آسیب سلب مرض وسعت رزق۔ کامیابی معاملات دنیاوی دیکھے ہیں ہزاروں ثقات کی روایتیں سنی ہیں۔ کبھی سائل یا مریض خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور روبرو بٹھایا گیا تھوڑی دیر میں حالت مریض مجنون و مسحور یا ماموں متغیر ہونا شروع ہوئی کبھی بعد شدت افاقت پیدا ہوئی اور رفتہ رفتہ صحیح الحال ہو گیا بعد مریضوں کو چند جلسوں میں حاضری کا حکم ملا اور آرام پا کر رخصت ہو گئے کبھی تدابیر علاج مرحمت ہوئیں اور تیمارداروں کو ہدایات ملیں کبھی کوئی خادم مامور ہو گیا کبھی نقش و فلیتہ و دعا پانی

مرحمت ہوگیا۔

آخر عہد میں نرالا انداز تھا گاہے ارشاد ہوتا کہ فلاں سبب سے یہ حالت پیدا ہوتی ہے اسکے رفع کی کوشش کرو کبھی حکم ہوتا کہ اتنے عرصہ میں خود ازالۂ مرض ہو جائے گا تدبیر کی ضرورت نہیں کبھی عاملانہ تدابیر میں متوجہ فرما دیتے لیکن نہایت آسان طریقوں سے اعمال تفریقیہ کے استعمال کا حکم فرماتے ارشاد ہوتا کہ مشکل اور سخت کام ہے کہ کسی محب کو جبراً اس کے محبوب سے جدا کر دیا جائے اسمیں خطرات بھی ہیں مناسب یہ ہے کہ اولاً اگر نظر محبت ہے آپس کی محبت اور اگر نظر عداوت ہے عداوت کم اور منقطع کر دی جائے نتیجہ بغیر کوشش خاص حاصل ہو جاتا ہے اور مضرت کا احتمال بھی نہیں رہتا۔

اس شبہ کے حل میں ارشاد فرمایا کہ یہ آسیب جن کا احراق اصطلاحی بات ہے حقیقتاً یہ احراق نہیں ہوتا بلکہ فقط معمولی ایذا دہی پر ایک مخلوق ذی مکلف کو کافر ہو یا مسلمان قتل کر دینا شرعاً کب درست ہے یہ صرف اسکے تصرفات کا اٹھ جانا اور مغلوب ہو کر دفع ہو جانا ہے البتہ بعض خاص جگہوں پر نظر بندی کر دیجاتی ہے اور بفتوائے شرعی قتل بھی کر دیے جاتے ہیں لیکن روحانیت مرض اسکو عامل محض بدشواری اور کامل ایک اشارہ سے دفع کر سکتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ حضور اقدس قدس سرہٗ اس ستر کو بہت پسند فرماتے اور کبھی کبھی ایسا فرما بھی دیا کرتے کہ میاں ابتداءً ہمیں اسکا شوق تھا اور کچھ مشق اسمیں بہم پہنچائی تھی اب وہ بھی ہم سے چھوٹ گیا نہ اعمال پڑھے جاتے ہیں نہ خلوت و پرہیز ہو سکتا ہے راز دار خدام سے ارشاد فرماتے یہ مانا کہ زکوٰۃ مثلث و ربع میں کچھ اثر ہے لیکن وہ کمال پیدا کرو کہ تمہارے حکم میں اثر پیدا ہو جائے حضور جدی صاحب ابرکات قدس سرہٗ حاجتمندوں کے عرائض تہ کر کے تعویذ بنا دیتے اور فرما دیتے اسکو کھول کر نہ دیکھنا بعد کامیابی دفن کر دینا یا دریا میں ڈال دینا۔

مفتی مولوی محمد حسن خانصاحب مرحوم عثمانی بریلوی جو موروثی خادم خانوادہ برکاتیہ اور حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ کے مرید با اخلاص تھے مارہرہ شریف حاضر ہوئے یہ ہمارے

حضور اقدس کے استاد بھی ہیں اور نیز اجازت حرز یمانی حضور سے رکھتے تھے مصر ہوئے کہ میرے والد ماجد مفتی ابوالحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حضور اقدس اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے چہل اسماء کے کسی اسم کے موکل سے ایک مہرہ طلب فرماکر مرحمت فرمادیا تھا جس سے بہت سے مشکل کام بآسانی طے ہوجاتے تھے وہ مجھ سے کسی بے احتیاطی کی وجہ سے گم ہوگیا میں مفتی ابوالحسن کا بیٹا اور حضور اقدس حضرت مرشدنا جدنا اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سچے جانشین ہیں وہ مہرہ مجھ کو منگادیجئے اور اس پر سخت اصرار کیا۔

حضور اقدس قدس سرہٗ نے اولاً عذر فرمایا کہ قیاس آپ کا ٹھیک نہیں بھلا ہم کو حضرت جدی سید شاہ آل احمد صاحب قدس سرہٗ کی حکومت سے کیا نسبت ہے لیکن مفتی صاحب نہ مانے اور حضور اقدس قدس سرہٗ نے بقوت قرأت چہل اسم خدام عمل سے دریافت فرمایا کہ مہرہ کون لایا تھا اور کیوں واپس لے لیا حالات معلوم فرماکر مہرہ طلب فرمایا اور مفتی صاحب مرحوم کو دے دیا اس مہرہ کے عجب خواص ہیں چہل اسماء جو مخصوص خدام کو عنایت ہوتے تھے اس وقت بعض کو یہ اسرار بھی بتادیے جاتے۔

ایک بار حضور اقدس قدس سرہٗ رونق افروز قصبہ سورون ضلع ایٹہ ہیں اور ایک معتقد کے مکان پر قیام ہے صاحب خانہ کا بچہ صغیر سن اور ذہین و شوخ تھا اس موقعہ پر حاضر ہے کچھ ذکر حکومت اکابر مارہرہ قدست اسرارہم آگیا اس بچہ نے گستاخانہ عرض کیا حضور والا آدمی پر حکومت ممکن ہے کہ ذی عقل ہے لیکن حیوانات پر حکومت ممکن نہیں دیکھئے مکان کی کھپریوں پر چڑیاں بیٹھی ہیں اگر حضور کے بلانے سے آجائیں تو ہم کو یقین ہو۔ حضور اقدس قدس سرہٗ نے مسکرا کر ارشاد فرمایا تمہارا دل ان چڑیوں کے پکڑنے کو چاہتا ہوگا میاں یہ ہماری پلی ہوئی ہیں دیکھو ہم بلائیں گے فوراً آجائیں گی تم سے ڈرتی ہیں پکڑو گے مار ڈالو گے یہ فرماکر دست شریف اس جانب کو جدھر چڑیاں بیٹھی تھیں دراز فرمایا چڑیا فوراً اڑ کر حضور اقدس کے دست شریف پر بہ نہایت سکون و اطمینان آبیٹھی۔ آپ نے فرمایا اڑ جا وہ لڑکا آتا ہے پکڑنے کو چڑیا اڑ گئی۔ دوبارہ بلایا پھر فوراً آگئی اور حکم پاکر اڑ گئی۔

قصبہ شاہ آباد میں ایک بی بی کے بارہ سال سے درد تھا اور باوجود صدہا معالجات کے

آرام نہ ہوتا تھا حضور اقدس قدس سرہٗ نے بطور حضرات نقشبندیہ سلب مرض فرمایا اور وہ اچھی ہوگئیں۔

۱۲۷۵ھ میں مولوی مفتی قمر الحسن صاحب بریلوی مرحوم کا اسی طرح معالجہ فرمایا اور وہ اچھے ہوگئے۔

حضرت صاحبزادہ سید امیر حیدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ عرف گورے میاں نقل فرماتے تھے کہ امرت خاں پسر کلاں معین الدین خان رئیس شاہ آباد کا لڑکا ایک دن سیر باغ کو گیا۔ اور وہاں سے بے ہوش واپس آیا افاقت پر اسکی حالت مجنونانہ تھی ہر قسم کی کوشش علاج کی گئی لیکن افاقت نہ ہوئی ایک روز حضور صاحبزادہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ راوی جو نواب صاحب کے یہاں ملازم تھے عیادت کو تشریف لے گئے وہ آسیب جو لڑکے پر مسلط تھا تعظیم کو کھڑا ہوگیا اور بہ نہایت عجز مزاج پوچھا۔ خدام مصاحبین نے یہ حال دیکھ کر رئیس سے عرض کیا نواب صاحب نے حضور صاحبزادہ صاحب سے اصرار کیا کہ آپ توجہ فرمائیں اور کوشش کریں کہ یہ لڑکا اچھا ہوجائے صاحبزادہ صاحب مرحوم نے اس لڑکے کے پاس جاکر دریافت کیا کہ آپ کے اس طرز عمل ملاقات نے لوگوں کو مجبور کردیا کہ لوگ میری طرف رجوع کریں۔ اس جن نے عرض کیا صاحبزادے صاحب آپ تکلیف نہ فرمائیں میں آپ کے خاندان بزرگ سے خوب واقف ہوں لہذا بہ تعظیم پیش آیا لیکن اس مریض پر نظر شاہزادہ جنات کی ہے آپ سے کچھ نہ ہوگا البتہ اگر آپ کو اس مریض کا اچھا ہونا مطلوب ہے مارہرہ جائیے اور حضرت شاہ ابوالحسین احمد نوری رحمۃ اللہ علیہ کو لائیے حضور گورے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ مارہرہ تشریف لائے اور باصرار حضور اقدس قدس سرہٗ کو شاہ آباد لے گئے حضور نے شاہزادہ کو حاضر کرکے عہد لیا کہ آئندہ اس مریض کو کسی قسم کی ایذا نہ ہوگی لڑکا اچھا ہوگیا اور ایک بڑی جماعت حضور اقدس قدس سرہٗ کی مرید ہوئی۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ۔

ایک بار ایک عامل جن نے حاضر ہوکر ایک نقش حاضر کیا کہ جب وہ سیاہی سے لکھ کر جن زدہ کو دکھایا جائے گا حرف سرخ نظر آئیں گے وہ نقش عطیہ حضور اقدس قدس سرہٗ

موجود ہے اور صدہا بار اسکا امتحان ہو چکا ہے۔ حضور اقدس سرہٗ کی ایک رئیس احمد آباد گجرات نے دعوت کی جو عمل ہمزاد کے عامل تھے رئیس صاحب نے چاہا کہ اپنا کمال حاضرین جلسہ پر ظاہر فرمائیں حکم دیا کہ مطبخ میں کھانا نکال کر چن دیا جائے وہاں سے رکابیاں کمرہ دعوت میں انکا موکل اٹھاکر لائیگا۔ حاضرین دیکھ رہے ہیں کہ رکابیاں کھانے کی خود اٹھی چلی آرہی ہیں اور کوئی لانے والا نظر نہیں آتا لیکن جب اس کمرے کے دروازہ پر پہنچیں جس میں حضور رونق افروز تھے زمین پر رکابیاں گر گئیں حضور اقدس قدس سرہٗ نے فرمایا کہ وہ خبیث ہمارے روبرو نہ آئیگا۔ خادموں کو حکم دیا کھانا چنا گیا۔

وصل دوم: تصرفات علمیہ۔

اس کے متعلق صدہا واقعات دیدہ شنیدہ ہیں اگر یہ ناچیز صرف اپنے دیکھے ہوئے واقعات گذارش کرے تو ایک بہت بڑا رسالہ مرتب ہو جائے لیکن وہی طرز اختصار جو ابواب گذشتہ میں مسلوک رہی ہے اختیار کی گئی۔

عزیزی مولوی غلام حسنین صاحب مرحوم جو مرید و خلیفہ حضور اقدس قدس سرہٗ کے تھے ان کے ایک نقش کی شہرت کامیابی ہوئی نظر۔ آسیب۔ مرض۔ معارضہ۔ معاملہ جس کام کو دے دیا فوراً مدعا حاصل ہو گیا۔

حضور اقدس قدس سرہٗ بدایوں تشریف لائے خواص خدام حاضر ہیں متبسمانہ فرمایا تم لوگوں کو معلوم ہے کہ مولوی غلام حسنین صاحب کیا نقش لکھتے ہیں سب نے عرض کیا کہ وہ نہایت ستر و اخفا سے کام کرتے ہیں اور سوال پر بھی کسی کو مطلع نہیں کیا۔ فرمایا میاں ہمکو موکل بنایا ہے اور حکم بھی ایسا تاکیدی ہوتا ہے کہ عدم تعمیل کی گنجائش نہیں۔ اسوقت عزیز مولوی غلام حسنین مرحوم سے دریافت کیا گیا معلوم ہوا کہ وہ صرف حضور کا اسم مبارک لکھدیتے ہیں۔ سبحان اللہ کیا کرم اور کرامت تھی۔

مولوی حاجی عطا محمد صاحب وکیل ساکن بدایوں پر چند مقدمات چلے اور حکام سخت مخالف ہو گئے خیال عام تھا کہ مولوی صاحب ممدوح بری نہیں ہو سکتے۔ کم از کم سخت

وکالت ضرور ضبط ہو جائے گی حاضر حضور اقدس قدس سرہٗ ہوئے اور حال عرض کیا ارشاد فرمایا کچھ بھی نہیں ہوگا حسب ارشاد والا تمام مخالفین عاجز ہو گئے اور ایک عجیب تصرف سے مولوی صاحب کامیاب ہوئے۔

مولوی محبوب احمد صاحب فرشوری بدایونی ایک معاملہ فوجداری میں سخت پریشان تھے اور بچنا نہایت دشوار ہو گیا ان کے والد ماجد مرحوم نے جو حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ کے بااخلاص مرید تھے حضور اقدس قدس سرہٗ سے عرض حال کیا ارشاد فرمایا وہ قادری ہے سرکار کا غلام ہے ہرگز اندیشہ نہ کرو تھوڑی کشمکش کے بعد بدستور اپنے کام پر رہے گا۔ مولوی صاحب ممدوح نے اس مقدمہ سے نجات پائی اور اسوقت تک بعہدہ پیشکاری صاحب کلکٹر الہ آباد معزز ہیں۔

ایک خان صاحب ساکن بریلی جعل کے مقدمہ میں گرفتار ہوئے اور مقدمہ ثابت ہو گیا حاضر ہو کر عرض حال اور استغاثہ کیا حسب الحکم حضور اقدس بلا جواب الزام سے رہا ہو گئے۔

مولوی مجاہد حسین صاحب ساکن بدایوں ایک مقدمہ فوجداری میں ماخوذ ہوئے ان کے والد ماجد نے حاضر ہو کر عرض حال کیا حضور اقدس قدس سرہٗ نے ایک تعویذ مرحمت فرمایا مولوی صاحب کو عدالت ابتدائی سے سزا ہو گئی ان کے والد ماجد نے حاضر ہو کر پھر استغاثہ پیش کیا کہ حضور اقدس قدس سرہٗ نے نقش بھی مرحمت فرمایا تھا لیکن مخلصی نہ ہوئی ارشاد فرمایا وہ نقش لاؤ منگا کر کھولا اسمیں تحریر تھا کہ عدالت ابتدائی سے سزا ہو جائیگی اور اپیل سے رہائی ہوگی فرمایا موقع اطلاع کا نہ تھا تمکو تشویش بڑھتی۔ جاؤ اپیل کرو۔ اپیل کی گئی۔ مولوی صاحب رہا ہو گئے۔

مولوی حافظ عزیز الدین صاحب مرحوم وکیل ساکن دہلی مرید حضرت مولانا محمد عبد المجید صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے علیل صاحبزادہ کو جو کسی جگہ تحصیلدار تھے لے کر دربار حضور محبوب الٰہی سلطان المشائخ خواجہ محمد نظام الدین بدایونی ثم الدہلوی قدس سرہٗ میں حاضر ہوئے اور چند اکابر کی جن میں حضور اقدس قدس سرہٗ اور حضرت بغدادی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور مولانا مولوی عبد القادر صاحب بدایونی رحمۃ اللہ علیہ شامل تھے دعوت فرمائی حضرت بغدادی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قیامگاہ پہ کھانا کھلایا گیا یہ عاجز بھی بزمرۂ خدام حضور اقدس قدس سرہٗ حاضر تھا کھانا کھانے میں حضرت حافظ صاحب مرحوم نے استدعا کی اور حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے سفارش کی اور چاہا کہ حضور اقدس قدس سرہ یا حضرت بغدادی صاحب کے روبرو سے کچھ اولش ان حضرات کا اور مریض صاحبزادہ کو مل جائے لیکن دونوں حضرات نے کچھ عجب حسن تواضع سے انکار فرمایا اور مریض کو کھانا اپنے روبرو رکھا نہ دیا بالبعد ختم طعام دعا میں بھی یہی فرمائے کہ اللہ تعالےٰ انجام بخیر فرمائے ان صاحبزادہ کا اسی مرض میں انتقال ہوا۔

اس عاجز نے سنا کہ شاہ آباد ضلع ہردوی میں ایک صاحب نے ایک تختی امریکہ سے منگائی ہے۔ ہر سوال کا جو سائل کے دل میں ہوتا چھپا کر لکھ کر رکھ دیا ہو جواب مفصل دیتی ہے بکوشش تمام وہ تختی عاریتاً منگائی اور چند تختیاں اسی نمونہ کی خود تیار کیں اور حضور اقدس قدس سرہٗ کے روبرو حاضر کیں۔ زمانہ عرس حضرت مولانا شاہ فضل رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تھا اور حضور انور قدس سرہٗ حسب معمول درگاہ مجیدیہ میں رونق افروز تھے شب میں تخلیہ تھا عزیزی مولوی حکیم عبد القیوم صاحب مرحوم نے جو مرید با اخلاص حضور اقدس قدس سرہٗ تھے متفرق سوال شروع کئے جو بیشتر متفرق گھاسوں کے خواص کے تھے اور عجیب جواب پائے اکثر گھاسوں کے وہ خواص دریافت ہوئے جو کتب طب میں درج نہیں لیکن لطف یہ تھا کہ جب حضور اقدس قدس سرہٗ نے فرمایا جواب صحیح ملے گا صحیح ملا اور جس مرتبہ ارشاد فرمایا کہ جواب نہ ملے گا یا غلط ملے گا ایسا ہی ہوا عند السوال فرمایا تختی میں کچھ بھی نہیں صرف قوت تصرف اور علم عامل پر مدار ہے اور اسکے اسرار مرحمت فرمائے۔

اسی طرح ایک سچے نگینہ کو ایک نقش پر رکھ کر چلایا جو خواص اس پتھر میں ہے وہ اس خانہ پر قائم ہوگیا دکھا کر اس کے حقایق اور لطائف مرحمت فرمائے والحمد للہ علیٰ ذالک۔

باب نہم

حضور کا رعب و سطوت ستر حال عفو و صبر و استقامت و معاشرت

وصل اوّل: حضور کا رعب و سطوت و ستر حال۔

سالہا سال کے حاضر باش خدام باوجود لینت و طیبت مزاج حضور اقدس قدس سرہٗ طاقت نہ رکھتے تھے کہ جب تک خود حضور استفسار و اشارہ نہ فرمائیں ضروری عرض حال بھی کر سکیں باوجود اس کے کہ سوائے چند اوقات مخصوصہ کے ہر وقت دربار عام ہوتا ہر شخص اپنا حال خود کہتا کسی کی مجال نہ تھی کہ دوران عرض حال کسی غریب خادم ہی بھی عرض کر سکے اصولاً جس شخص سے لوگ مرعوب و خائف ہوں گے اس سے وحشت و اجتناب کریں گے یہاں باوجود رعب و سطوت شاہانہ ہر خادم کو اپنے والدین سے زیادہ حضور سے موانست تھی کیسا ہی ضروری کام ہے لیکن دربار سرکار میں پہنچ کر اب دل اٹھنے کو نہیں ہوتا۔

ایک نذرانہ جو منجانب نوابان بنگش صاحب سجادہ برکاتیہ کے واسطے مقرر چلا آتا ہے اور جواب گورنمنٹ اپنے خزانہ شاہی سے دیتی ہے بعد حضور خاتم الاکابر حضور اقدس قدس سرہٗ کے نام جاری تھا اکثر حضرات صاحبزادگان نے کوشش فرمائی اور سفارش و وجاہت و صرف سے حکام ضلع کو آمادہ کیا کہ وہ حضور اقدس قدس سرہٗ کے اہتمام سے لیا جائے خدام نے عرض کیا حضور تکلیف فرمائیں اور حاکم ضلع سے مل لیں ارشاد فرمایا کہ اس روزینہ کے بند ہو جانے سے نہ میرا کچھ نقصان ہے نہ درگاہ کو مضرت۔ کوشش بے فائدہ ہے۔

صاحب ضلع تحصیلدار بدمذہب کی رپورٹ سے متاثر ہو چکے تھے خود بنا بر تحقیقات مارہرہ پہنچے ممبران نے بہت دور سے استقبال کیا اور بہت کچھ شکایتیں حضور

اقدس قدس سرہٗ کی کیں یہاں تک کہ حاکم صاحب قریب درگاہ شریف پہنچے خدام نے پھر عرض کیا کہ اب صاحب ضلع دروازہ درگاہ شریف پر آ گئے ہیں حضور تشریف لے چلیں ارشاد فرمایا کہ میں ضرور چلتا اور ملتا اگر تحقیقات نذرانہ پیش نہ ہوتی غرض صاحب کلکٹر بہادر درگاہ معلےٰ میں پہنچے اور حضور اقدس قدس سرہٗ سے مواجہہ ہوا صاحب بہادر نے فوراً تعظیماً اپنی ٹوپی اتار لی اور دیر تک حالات درگاہ شریف حضور اقدس قدس سرہٗ سے پوچھتے رہے حضور نے بہ نہایت اختصار جواب دیئے نذرانہ کی بابت صاحب سے کچھ نہیں فرمایا۔

صاحب بہادر سلام کرکے رخصت ہوئے قیام گاہ پر پہنچ کر روبکار لکھا کہ ہم نے خود معائنہ درگاہ شریف کا کیا اور سجادہ نشین سے ملے واقعی یہ سچے درویش ہیں اگرچہ ان کی خواہش نہیں ہے کہ زرِ پنشن ان کو دیا جائے لیکن ان سے بہتر کوئی شخص خاندان میں نہیں اور نہ سوائے حضرت سجادہ نشین کسی دوسرے کو درگاہ معلےٰ سے تعلق ہے لہذا یہ بدستور بنام حضور جاری رہے۔

شیخ محمد بخش صاحب ساکن مارہرہ شریف اپنا قصہ نقل فرماتے ہیں کہ ابتداءً مجھکو صوفیہ کرام سے اخلاص و عقیدت نہ تھی ہر جلسہ میں ان حضرات کے خلاف تقریر کرتا اتفاقاً لڑکا میرا سخت بیمار ہو گیا میں اسکو ساتھ لے کر حضور کی خدمت میں حاضر آیا آپ نے ارشاد فرمایا اسکو درگاہ شریف میں ہمارے پاس لانا میں ٹالنا سمجھا اور گستاخانہ کچھ الفاظ شکایت کہہ کر گھر کو چلا گیا لیکن اسی وقت سے درد طلب شیخ پیدا ہو گیا اور تلاش میں چلدیا۔ اکبر آباد میں ایک درویش کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے بیعت ہونا چاہا یہ دریافت کرکے کہ میں مارہرہ کا رہنے والا ہوں شاہ صاحب نے بیعت سے انکار کر دیا وہاں سے مصطفےٰ آباد ضلع مین پوری میں ایک درویش صاحب کمال کا شہرہ سنکر پہنچا یہاں بھی وہی واقعہ پیش آیا وہاں سے حضرت حاجی وارث علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی وطن دریافت فرما کر بیعت سے انکار کر دیا میں نہایت پریشان ہو کر جالیسر پہنچا ایک درویش سے ملا ان بزرگ نے

یہ راز کھول دیا۔ انہوں نے سب حال میرے سفر اور انکار حضرات سے مطلع ہو کر فرمایا
ور فرمایا کہ آپ سمجھے کہ ہر جگہ سے آپ کیوں واپس کئے گئے بات یہ ہے کہ مارہرہ میں
سجادہ موجود ہے صاحب سجادہ اپنے اکابر کے قدم بقدم غیور اور اپنی جماعت کا
نگران ہے۔ کوئی درویش تمکو ہرگز بیعت نہیں کر سکتا۔ اگر صاحب نسبت اور صاحب
سجادہ مارہرہ کے مدارج کمال سے واقفیت نہیں رکھتا تمکو مرید کرے گا۔ مارہرہ جاؤ
اور ان کے قدم پاک تھام لو۔

میں مارہرہ پہنچا اور بکمال عقیدت حاضر خدمت حضور اقدس قدس سرہٗ ہوا قبل
عرض حال حضور نے ارشاد فرمایا کہ حضور پر نور جدّی حضرت اچھے میاں صاحب قدس
سرہٗ کی نظر کرم اہل مارہرہ پر عام ہے اور تم پر خاص۔ میں نے اس روز بھی تمکو اسی خیال سے درگاہ
شریف میں حاضر ہونے کو کہا تھا اب اس بچہ کا کیا حال ہے عرض کیا بدستور علیل ہے فرمایا
درگاہ شریف میں لاؤ میں مع اس بیمار بچہ کے درگاہ شریف میں حاضر ہوا۔ حضور اقدس قدس
سرہٗ نے مزار پر انوار حضور اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے غبار پاک لے کر اس بچہ
کے مل دیا وہ فوراً اچھا ہو گیا پھر ان درویش جالیسری کا حال دریافت فرما کر ارشاد کیا کہ فقیر
صاحب نسبت ہے مگر زیادہ گو ہے جو واقعہ اس نے تم سے کہا اس کے اظہار کی ضرورت
نہیں ہے۔

ستر حال موروثی حصہ تھا حضور اقدس قدس سرہٗ کبھی کسی امر کا دعوٰی نہ فرماتے ہمیشہ
تصرفات ظاہرہ میں تاویل فرما دیتے کشف خواطر کا ذکر ہی نہ تھا۔ مخصوصین کو تنبیہ ہوتی لیکن
نہ کسی دوسرے پیرایہ میں کسی دوسرے شخص کے خطاب سے فرماتے اور اس لطف سے
بیان ہوتا کہ اغیار کو یہ شبہ نہ ہوتا کہ یہ کسی خطرہ کا جواب ہے۔

وصل دوم: عفو و صبر و استقامت و معاشرت۔

ایک خادم نے جو وکیل بھی تھے حضور اقدس قدس سرہٗ کا یافتی روپیہ عدالت سے
وصول کر کے خرد برد کر دیا جب تک حضور اقدس قدس سرہٗ خود نہ پہنچے یہ عذر تھا کہ

بغیر موجودگی حضور روپیہ نہ دونگا جب حضور تشریف لے گئے کچھ وعدہ کیا آپ نے فرمایا فکر نہ کرو دیکھا خوب کیا آخر کسی ضرورت مند کے کام آیا تم سے زیادہ مستحق کون تھا روپیہ اور خطا سب معاف فرمادی۔

ایک بار بریلی میں حضور اقدس قدس سرہٗ مفتی محمد حسن خاں صاحب مرحوم کے دیوانخانہ میں ٹھہرے ہوئے ہیں اور یہ وقت ہے کہ اس خاندان کے چیدہ اور لائق ترین اراکین کا انتقال ہوچکا ہے بقیہ حضرات اپنی ملازمتوں پر باہر ہیں صرف مولوی نصیر الحسن صاحب مرحوم جو بہت صغیر سن تھے گھر پر ہیں یہ خادم عاجز بھی بریلی پہنچا اور خدمت اقدس میں حاضر ہوا بعد دریافت حالات فرمایا ہم مجبور ہیں حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ ہمیشہ اسی مکان میں ٹھہرتے تھے ہم ان بچوں کو تکلیف دینا بھی نہیں چاہتے اور اپنی عادت قدیم کو بھی نہیں چھوڑ سکتے۔

معاشرت کا عجب رنگ تھا خدا کے فضل سے ذاتی آمدنی کثیر نذور و ہدایا بے تعداد خدام کی کثرت پھر ان سب کو خدمت پر رغبت لیکن حضور نے بمصداق حکم کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل۔ اس جہان فانی میں کہیں ایک مکان نہ بنایا اور ۶۹ برس اس راہگذر کے سفر میں طے فرمادیئے بی بی صاحبہ دامت برکاتہا کے التماس پر فرمادیتے مکان کا کیا کرنا ہے جو کچھ پہنچے اہل استحقاق پر صرف کرو مارہرہ میں تمہارے بھائی کا مکان موجود ہے باہر تمہارے صدہا خدام ہیں وہ چیزیں جو ساتھ نہ جائینگی کم بلکہ نہ ہونا بہتر اہل حقوق کا کیا پوچھنا حضور اقدس قدس سرہٗ خدام اور عام اہل حاجات کو زر۔ نقد۔ کپڑا۔ سامان مرحمت فرماتے تھے اور غنی کریم تھے رحمۃ اللہ الیٰ یوم الدین۔

باب دہم

در خلفائے حضور اقدس واسمائے بعض مریدین

کشف حقیقت استخلاف میں ارشاد فرمایا اس بارہ میں مشایخ قدست اسرارہم کے دو طریق ہیں بعض حضرات جب تک سلوک باقاعدہ سالک کا ختم نہ ہو اور پوری قابلیت و استعداد اس کو حاصل نہ ہوئے۔ اجازت و خلافت مرحمت نہیں فرماتے حضور پر نور جدنا سیدنا شاہ برکت اللہ ابوالبرکات قدس سرہٗ سے حضور پر نور سیدنا اسد العارفین سید شاہ حمزہ قدس سرہٗ تک یہی دستور رہا لیکن یہ حضرات حکمائے روحانیین و مجتہدین ہیں مقلد نہیں حضور پر نور شمس الدین ابوالفضل سیدنا شاہ آل احمد اچھے صاحب، قدس سرہٗ نے اس اصول کو توڑ دیا اور بعض ان حضرات کو بھی جنکی تکمیل ہنوز باقاعدہ نہیں ہوئی تھی خلافت مرحمت فرمادی اور ان کی تکمیل بعد اجازت و خلافت ہوئی۔

حضور جدنا و مرشدنا سیدنا شاہ سید آل برکات ستھرے صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سوائے صاحبزادوں اور ایک حافظ نصیر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ قطب گوالیار کے کسی کو اجازت و خلافت مرحمت نہ فرمائی حضور جدی مرشدی سیدی سید شاہ سیدنا آل رسول احمدی قدس سرہٗ نے بھی طریقہ اپنے مرشد اور عم حقیقی حضور اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا جاری کیا بعض سالکوں کو جو باقاعدہ سلوک طے کر رہے تھے جب تک انکا سلوک ختم نہیں ہوا اجازت نہ دی بعض مریدین کو بغیر طے سلوک اجازت مرحمت فرمائی ان میں اکثر وہ خادم زادہ تھے جنکے آبا خلفا تھے انہوں نے بپاس ادب اپنی اولاد کو بھی خود اجازت نہ دی تھی حضور نے اس خیال سے کہ برکت اجازت سلسلہ جو اس گھر میں تھی قائم رہے اجازت مرحمت فرمادیں۔

ہمارے وقت میں کوئی طالب سلوک ہی نہیں کیا کریں اگر قابلیت دیکھتے ہیں سلسلہ ہاتھ سے جاتا ہے اس اجازت میں دو فایدہ ہیں اکثر ناقابل اجازت اس شرم سے کہ وہ ایک خاندان عالی کے مجاز اور اسکے خلیفہ ہیں عبادات پر راغب اور بہت سے محرمات و ممنوعات سے محفوظ ہو جاتے ہیں اور بعض قصد کرتے ہیں کہ نسبت طریقہ بھی حاصل ہو جائے اگر کچھ بھی حاصل نہ کر سکے تو بھی ایک فایدہ کہ اجازت باقاعدہ اور سلسلہ اسناد درست رکھتے ہیں ہاتھ سے نہیں جاتا یہ مجاز ناقابل بھی جس کو اجازت دیں

گے بسبب برکت صحبت سلسلہ اسناد فایدہ ضرور ہوگا اس راہ میں صحبت سلسلہ اسناد کی نہایت ضرورت ہے بہت تھوڑی مناسبت پر کبھی اور بعض مصلحتوں پر نظر فرما کر اجازت مشروط عنایت فرماتے فقیر نے جن سندوں کی زیارت کی ہے ان میں صرف ایک سند عزیزی مولوی غلام حسین مرحوم کی ایسی ہے جس میں شرط نہیں ورنہ بیشتر سندیں مشروط بشرط اتباع الشریعت واجتناب عن البدعت ہیں حضور اقدس قدس سرہٗ کا یہ خیال کرامت تھا بعض بھائی ہمارے ناگفتہ بہ افعال میں مبتلا تھے لیکن برکت اجازت و تصرف حضور اقدس قدس سرہٗ نے انکا قلب ماہیت کر دیا اور بہت اچھے ہو گئے۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔

خلفا کی چند قسم ہیں سابقین جنکا تذکرہ بیاض اسرار میں حضور نے فرمایا ہے وہ فقیر عاجز بلفظہ الشریف آخر میں عرض کر دے گا۔

صاحبزادگان خانوادہ برکاتیہ ان حضرات میں اگرچہ بیشتر کو اجازت و خلافت آخر عہد میں مرحمت فرمائی گئی ہے لیکن فقیران کو ادباً عرض کرے گا کہ یہ شاہزادے اور خاص گھر والے ہیں۔

عام خلفاء یہ ہر طبقہ ہر جماعت سے وقتاً فوقتاً اجازت یاب ہوئے ہیں بہ نہایت اختصار مختصر حال بھی گذارش ہوگا ان میں بعض حضرات صاحب مرتبہ رفیعہ ہیں ان میں دو قسمیں ہیں ایک وہ حضرات جو حضور اقدس قدس سرہٗ کے مرید ہیں اور خلافت و اجازت بھی آپ سے رکھتے ہیں۔ دوسری وہ جماعت جو حضور اقدس قدس سرہٗ کے اکابر قدست اسرارہم یا دوسرے بزرگوں سے بیعت تھے اور حضور اقدس قدس سرہٗ سے ان کو خلافت و اجازت ہے۔ فقیر حقیر نے دریافت میں کوشش کی لیکن افسوس کہ حضور اقدس قدس سرہٗ کی ارقام فرمائی ہوئی کوئی فہرست نہ ملی جہاں تک خود فقیر کو علم ہے یا اپنے معتمد دوستوں سے سنا ہے نام درج کر دوں گا۔

۱۔ اسدُ الخُلفاء [۱]

مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی رضی اللہ عنہ آپ مرید حضور خاتم الاکابر سیدنا شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ کے ہیں تمام اجازت اعمال و اشغال و اذکار و اوراد کتب حدیث۔ فن تکسیر و خلافت حضور اقدس قدس سرہٗ الشریف سے ہے

---

۱ : اللہ تعالیٰ نے اعلیٰحضرت کو قوت یاداشت میں بڑا حصہ دیا تھا یوں تو قرآن پاک کا اکثر و بیشتر حصہ آپ کو زبانی یاد تھا لیکن پورے قرآن مجید کے آپ حافظ نہ تھے ایک مرتبہ کسی ناواقف شخص نے اپنے ایک عریضہ میں آپ کے القاب کے ساتھ حافظ کا لفظ بھی لکھ دیا حسن اتفاق سے اسکا وہ عریضہ ۲۹ شعبان کو آپ کی خدمت میں پہنچا دوسرے دن سے آپ نے قرآن مجید حفظ کرنا شروع فرما دیا اور ہر روز ایک پارہ حفظ کر کے تراویح کی نماز میں آپ سنا دیتے یہاں تک کہ رمضان شریف کی ستائیسویں تاریخ کو مغرب سے پہلے حفظ قرآن مجید پورا کر لیا اور صرف ایک مہینہ کی مختصر مدت میں آپ حافظ ہو گئے پھر بڑی خوبی یہ تھی کہ روزانہ ایک پارہ زبانی حفظ کرنے کے باوجود فتاوی مبارکہ لکھنے۔ مسائل شرعیہ و احکام دینیہ کی تعلیم فرمانے اور وقت معین پر مسند نشین ہدایت ہو کر اللہ تعالیٰ اور اسکے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین مقدسہ سنانے وغیرہ مشاغل دینیہ میں بھی کسطرح کا کوئی فرق نہ آنے پایا آپ صرف تھوڑا سا وقت نماز مغرب کے بعد قرآن پاک حفظ کیا کرتے تھے۔ نیز مُلّایان دیوبندیہ جب کوئی فقہ یا حدیث کا نا منقح مشکل مسئلہ آجاتا تو حضور پرنور اعلیٰحضرت کے رسائل مبارکہ کی طرف رجوع کر کے انہیں دیکھ دیکھ کر اپنی مشکلات آسان کرتے۔ آپ کے خادم کا بیان ہے کہ اعلیٰحضرت ۲۴ گھنٹے میں صرف ڈیڑھ دو گھنٹے آرام فرماتے اور باقی تمام وقت تصنیف و کتب بینی اور دیگر خدمات دینیہ میں صرف فرماتے اور ہمیشہ بشکل نام اقدس محمد صلی اللہ علیہ وسلم سویا کرتے اس طرح کہ دونوں ہاتھ ملا کر سر کے نیچے رکھتے اور پاؤں سمیٹ لیتے جس سے میم، کہنیاں ح۔ کمر میم پاؤں دال بن کر گویا نام پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نقشہ بن جاتا اور آپ ظاہر و باطن ایک ۵

باقی اگلے صفحہ پر دیکھیں

ایک، مدت منظور نظر خاص عنایت رہے ہیں اللہ تعالےٰ آپ کے مدارج کمال میں ترقی عطا فرمائے۔ فقیر کے خاص مخدوم و محسن ہیں۔

۲: اعظم الخلفاء

حضور وارث سجادہ برکاتیہ بہار چمن آل احمدیہ اسد اغیر آجام حمزویہ گوہر درخشاں معدن آل احمدیہ۔ سید الشباب والکہول شمع شبستان آل رسول۔ سرور سینہ، ظہور قوت بازوئے حضور نور مخدوم زمن حضرت شاہ مہدی حسن دامت برکاتہم علینا صاحب سجادہ برکاتیہ احمدیہ نوریہ ہیں۔ ولادت آپ کی بمقام مارہرہ مطہرہ ۱۲۸۷ھ میں ہوئی آپ ہمارے حضور اقدس قدس سرہٗ کے حقیقی چچازاد بھائی ہیں آپ اپنے جد امجد سید شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ کے مرید و خلیفہ ہیں اور اپنے والد ماجد حضور سید شاہ ظہور حسین چھوٹے میاں صاحب قدس سرہٗ سے بھی اجازت و خلافت رکھتے ہیں اور ہمارے حضور اقدس قدس سرہٗ کے بھی خلیفہ ہیں وراثتاً بعد حضور اقدس قدس سرہٗ سجادہ نشین ہوئے آپ کو حضور اقدس قدس سرہٗ سے نسبت فدائیت ہے نواز شنامجات میں بجائے میں بجائے اسم شریف صرف فقیر نوری یا گدائے نوری درج فرماتے ہیں بیشتر مریدین کو بھی یہی سلسلہ نوریہ دیا جاتا ہے اور اسمیں مرید فرماتے ہیں ہزار ہا روپیہ

سہ: تھا جو کچھ آپکے دل میں ہوتا وہی زبان مبارک سے ادا فرماتے اور جو کچھ زبان سے فرماتے اس پر عمل ہوتا۔ ہنسنے میں قہقہہ نہ لگاتے۔ جماہی آنے پر انگلی دانتوں میں دبا دیتے جس کی وجہ سے کوئی آواز نہ ہوتی۔ قبلہ کی طرف منہ کر کے کبھی نہ تھوکتے نہ قبلہ کی طرف کبھی پاؤں پھیلاتے۔ خط بنواتے وقت اپنا کنگھا اور شیشہ استعمال کرتے تصنیف و تالیف کتب بینی۔ فتویٰ نویسی اور اوراد و اشغال کے سے خلوت میں تشریف لے جاتے ہمیشہ نماز باجماعت ادا فرماتے غرض کہ آپکا ہر ہر قول و فعل سنت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہوتا اور آپ کو عرب و عجم نے مجدد مانا نیز آپ نے چار ماہ بائیس دن پہلے ہی اپنی تاریخ وفات اپنے قلم حق سے یہ آیت کریمہ وَيُطَافُ عَلَيْهِم بِآنِيَةٍ مِّن فِضَّةٍ وَأَكْوَابٍ ترجمہ: کہ خدام چاندی کے کٹورے سے اور گلاس لئے ان کو گھیرے ہیں۔ ۱۳۴۰ھ

عرس شریف حضور اقدس قدس سرہٗ اور مرمت وزینت و تعمیر عمارات درگاہ معلے اور خادم نوازیوں میں صرف ہوتا ہے تمام خدام نوری کے حضور پشت پناہ ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو آپ کے آبائے کرام کا رشد و فیضان و ذریت کثیرہ طیبہ عطا فرمائے انشاء اللہ آخر کتاب میں کچھ حال عرس نوری اور حضرت کی اولوالعزمی کی داستان گذارش کروں گا۔

۳- اکمل الخلفاء

حضور صاحبزادہ والاشان سید شاہ ظہور حیدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ حضور خاتم الاکابر سید ناشاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ کے حقیقی نواسے اور مرید اور ہمارے حضور اقدس قدس سرہٗ کے پھوپھی زاد بھائی اور خلیفہ تھے۔ ۱۰ ار جب ۱۳۱۳ھ کو بمقام اجمیر شریف یوم جمعہ خلافت و اجازت مرحمت ہوئی فقیر نے خاص سند کی زیارت کی ہے آپ کسب طریقہ کے پابند اور اوراد و اشغال خاندانی سے موظف اور اسرار رموز خاندانی سے واقف جامع کمالات متوکل مستور تھے سوائے خاص خاص خدام کے آپ کا حال بہت کم لوگ جانتے ہیں آپ نے بعد وصال حضور اقدس قدس سرہٗ سفر و ملاقات سب ترک کر دیئے تھے اور خانہ نشین تھے شب بیدار تہجد گذار کامل مکمل تھے آپ نے باوجود ہر گونہ قابلیت کے نہ کوئی مرید کیا نہ کسی کو اجازت دی حتیٰ کہ صاحبزادگان کو بھی آپ سے اجازت نہیں۔ فقیر عاجز پر خاص نگاہ کرم تھی بروز پنجشنبہ ۱۸ شعبان ۱۳۳۴ھ کو مارہرہ انتقال فرمایا اور گوشہ شمال و غرب درگاہ برکاتیہ میں قریب مدرسہ قرآنیہ دفن ہوئے رحمۃ اللہ علیہ۔

۴: اطیب الخُلفاء

حضور صاحبزادہ حاجی سید شاہ حامد حسن دامت برکاتہم علینا مرید حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ اور آپ کے حقیقی بھائی حضور سید شاہ اولاد رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے اپنے والد ماجد حضرت سید شاہ محمد باقر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ و مسند نشین

اور ہمارے حضور اقدس قدس سرہٗ کے مجاز و خلیفہ ہیں آپ کے پاس تین سندیں حضور اقدس قدس سرہٗ کی ہیں اولاً سند اجازت ۱۷ ارشوال ۱۳۱۰ھ کو بمقام آگرہ حاصل ہوئی دوسری سند اجازت و حدیث بشمول صاحبزادہ سید مسعود حسن صاحب زید مجدہم ۱۰ رجب ۱۳۱۳ھ کو بمقام اجمیر شریف عطا ہوئی۔ تیسری سند خصوصی جس میں خاص طور پہ شرط کو ساقط فرمایا ہے ۱۳۲۴ھ کو مرحمت ہوئی حضور اقدس قدس سرہٗ سے باوجود نسبت ذاتیہ قرابت ارادت خادمانہ و نسبت مخصوصہ رکھتے ہیں بجائے حضور اقدس قدس سرہٗ ممبر درگاہ معلٰے ہیں تمام نوریوں پر عموماً اور اس خادم پر خصوصاً نظر کرم رکھتے ہیں صورتاً سیرتاً اپنے اکابر قدست اسرارہم کے سچے خلف ہیں اللہ تعالےٰ آپ کو دائم قائم رکھے۔ آپ کے صاحبزادہ سید شاہ مسعود حسن صاحب کو بھی حضور اقدس قدس سرہٗ سے اجازت ہے۔

۵: اَحسَنُ الخُلفاء

احسن الخلفاء حضور صاحبزادہ سید ابن حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ حضرت سید امیر حید و معروف گورے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نواسہ حضور سید شاہ آل برکات قدس سرہٗ کے خلف اکبر اور حضور خاتم الاکابر سیدنا شاہ آل رسول احمدی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور ہمارے حضور اقدس قدس سرہٗ کے خلیفہ تھے نہایت خلیق وکار برآدمی مخلوق میں خاص شان رکھتے تھے حضور اقدس قدس سرہ کے بااخلاص اردتمند تھے آپ کے مریدین ضلع ایٹہ و علی گڑھ و بلند شہر میں بہت ہیں فقیر عاجز کے خاص کرم فرما تھے آپ کے بڑے صاحبزادہ سید محمد یونس حسن صاحب زید مجدہم مرید حضور خاتم الاکابر سیدنا شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ اور آپ کے خلیفہ ہیں آپ کا بتاریخ یکم ماہ ربیع الاول ۱۳۴۷ھ بمقام مارہرہ مطہرہ انتقال ہوا اور بائیں مزار حضور سید ابوالحسین اور سیدنا شاہ عبد الجلیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ اندرون قصبہ دفن ہوئے رحمۃ اللہ علیہ۔

★

۶: اَجمَلُ الخلفاء

صاحبزادہ حاجی سید شاہ اسمٰعیل حسن صاحب زید مجدہم حضرت سید شاہ اولاد رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے اور حضرت سید شاہ غلام محی الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے اور مرید و خلیفہ ہیں آپ کو اپنے والد ماجد سید شاہ محمد صادق صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا مولوی محمد عبد القادر صاحب بدایونی مجیدی رحمۃ اللہ علیہ اور خاتم الاکابر سیدنا شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ اور ہمارے حضور اقدس قدس سرہٗ سے بھی اجازت ہے آپ اپنے اکابر سے کمال مناسبت صوری رکھتے ہیں سرکار کلاں کے اکثر تبرکات وغیرہ آپ کے پاس موجود ہیں ہر شئے مخصوصہ خاندان کے آپ بڑے محافظ و عزیز رکھنے والے ہیں۔

آپ کے دونوں صاحبزادوں سید شاہ فقیر عالم رحمۃ اللہ علیہ اور صاحبزادہ سید محمد میاں صاحب زید مجدہم کو بھی ہمارے حضور اقدس قدس سرہ سے خلافت ہے۔

۶: اجمل الخلفاء

حضرت صاحبزادہ سید الشاہ ارتضا حسین عرف پیر میاں صاحب زید مجدہم آپ حضرت سید شاہ غلام محی الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پوتوں اور حضرت سید شاہ اولاد رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نواسوں میں ہیں آپ مرید و خلیفہ حضور اقدس قدس سرہٗ کے ہیں۔

۸: اقرب الخلفاء

صاحبزادہ سید محمد ایوب حسن صاحب زید مجدہم حضرت سید شاہ غلام محی الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے کے صاحبزادے اور پوتی کے نواسہ ہیں آپ کے والد ماجد سید حاجی یوسف حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضور سید شاہ غلام محی الدین

صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے اور ہمارے حضور اقدس قدس سرہٗ کے حقیقی بھانجے تھے آپ مرید حضور خاتم الاکابر سیدنا شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ کے ہیں اور ہمارے حضور اقدس قدس سرہٗ سے اجازت وخلافت ہے۔

۹: امجد الخلفاء

صاحبزادہ نواب معین الدین خان صاحب بہادر رئیس بڑودہ ہمشیرہ زادہ حضور اقدس قدس سرہٗ کے اور آپ کے خلیفہ ہیں۔

۱۰: اکرم الخلفاء

صاحبزادہ سید اسحاق حسن صاحب زید مجدہم خلف ارشد سید خورشید علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نیز حضور سید شاہ آل برکات ستھرے صاحب قدس سرہٗ کے مرید وخلیفہ حضور اقدس قدس سرہٗ کے ہیں۔

۱۱: تاج الخلفاء

حضور صاحبزادہ سید اقبال حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلف حضرت سید ابوالحسن عرف میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ مرید وخلیفہ حضور اقدس قدس سرہٗ ہیں۔ تمام اہل قرابت میں حضور اقدس قدس سرہ کو ان سے ایک خاص انس تھا رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۲: خیر الخلفاء

صاحبزادہ سید فضل حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ خلف اوسط حضور سید امیر حیدر عرف گورے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ کو بیعت حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ سے اور اجازت وخلافت ہمارے حضور اقدس قدس سرہٗ سے حاصل تھی۔

۱۳: انفس الخلفاء

صاحبزادہ حکیم سید آل حسن صاحب خلف حضرت سید سرور علی صاحب رحمہما اللہ علیہما

مرید حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ اور خلیفہ حضور اقدس تھے

۱۴: افضل الخلفاء

مخدومی و معظمی مولوی محمد عطاء اللہ خان صاحب رامپوری اعز خلفا و ارشد رفقائے حضور اقدس قدس سرہٗ سے ہیں سلوک ان کا باقاعدہ ختم ہوا ہے ان پر حضور اقدس قدس سرہٗ کی نظر توجہ خاص تھی اور خواص خلفا میں ہیں روش طریقہ سے پورے آگاہ اور کامل طور سے اس پر مستقیم ہیں اللہ تعالیٰ بدارج قرب و معرفت ہیں ترقیاں بخشے یہی وہ ایک فرد ہیں کہ جنکی زیارت سے حضور اقدس قدس سرہٗ یاد آجاتے ہیں فقیر عاجز کے خاص کرم فرما اور واجب التعظیم ہیں مخدوم ہیں آپ کو ۱۳۱۰ھ میں خلافت و اجازت عطا ہوئی ہے۔

۱۵: اسبق الخلفاء

مولوی محمد جمیل الدین صاحب خطیب عباسی بدایونی زید مجدہم ۲ دوسری محرم ۱۲۸۲ھ کو مدرسہ قادریہ میں حضور اقدس قدس سرہٗ سے بیعت ہوئے ابتدا بعض اعمال خاندانی مثل سیف الرحمٰن وغیرہ کی زکوٰۃ بھی دی ایک عرصہ تک اکثر اوراد و وظایف خاندانی سے موظف رہے اب بسبب ضعف و عمر کم ہو گیا ہے خطابت جامع شمسی بدایوں حضور اقدس قدس سرہٗ کا عطیہ ہے آپ کو ۱۴ جمادی الثانی روز پنجشنبہ ۱۲۸۵ھ کو اجازت خاص حرز یمانی نیز خلافت عطا ہوئی۔

۱۶: اعز الخلفاء

مولوی حکیم محمد عبد القیوم صاحب عثمانی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ۔ وہ مولانا محمد عبد المجید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاف میں تھے اور حضور اقدس قدس سرہٗ کے مرید و خلیفہ با اخلاص عقیدت مند اور اس فقیر عاجز کے بہت پیارے بھائی تھے رجب ۱۳۱۸ھ

ریل گاڑی سے گر کر چوٹ کھائی اور بمقام پٹنہ انتقال فرمایا نعش بدایوں لائی گئی اور درگاہ مجیدی بیس پائیں مزار حضرت مولانا مولوی فضل رسول صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ دفن ہوئے۔ حضرت صاحبزادہ سید محمد ابراہیم صاحب زید مجدہم مارہروی نے تاریخ وصال برد اللہ مضجعہ نکالی رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۷: اشرف الخلفاء

مولوی قاضی محمد مبشر اسلام عباسی بدایونی ارادتمند خوش اعتقاد ہیں حضور اقدس قدس سرہٗ کی توجہ خاص سے بجائے اپنے دادا جناب مولوی قاضی شمس الاسلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قاضی ریاست رامپور مقرر ہوئے جو ایک عجیب کرامت تھی رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ ان کے مدارج کمال میں ترقی بخشے۔

۱۸: ارشد الخلفاء

عزیزی مولوی غلام حسنین صدیقی بدایونی مرحوم یہ اکثر سفر و حضر میں حضور اقدس قدس سرہٗ کے ساتھ رہے ان کو حضور سے بڑا پیارا خطاب مجمع البحرین مولوی غلام حسنین عطا ہوا تھا مورد مراحم خاص تھے ان کی سند خلافت بھی اظہار خصوصیت کر رہی ہے نقل کی جاتی ہے۔

نقل سند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسبحا ھملا محمدا مصلیا مثنیا محمد اما کتبت سند الخلافۃ لعزیزی غلام حسنین طول عمرہٗ بغیر طلب خالصاً مخلصاً للہ فعلیہ اتباع الشریعۃ والطریقۃ ومجاھدات السلوک علیٰ حسب الاستعداد فاجزت لہ اجازۃ ھذہ السلاسل القادریہ والچشتیہ والسہروردیۃ القدیمہ والجدیدۃ وایضاً اجازۃ سلسلۃ النقشبندیہ الابو العلائیہ والمداریہ

والقادریۃ الرزاقیہ والقادریۃ المنوریہ والعلویۃ المنامیہ
وراء ذلک من الاوراد والاعمال والاذکار والاشغال والمراقبات
کلھا فینبغی تعلیمھا للطالب علی حسب استعداد وتلقینھا
وبیعۃ الطالب علی حسب ایمائہ فی السلاسل المذکور
والمسئولہ من اللہ تعالیٰ الاستقامۃ علی جادۃ اکابر تلک الطریقہ
وعلیہ التکلان ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم
مُہر حد نور انور ٢١٠ ذیقعدہ سنہ ١٣١٠ھجریہ

تاریخ وفات

وانہ فی الآخرۃ لمن الصالحین

١٩: اقدام الخلفاء

مخدومی محمد جعفر خانصاحب المقلب بعارف شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ ذیقعدہ سنہ ١٢٨٢ھ میں حضور اقدس قدس سرہٗ سے بیعت ہوئے ارادتمندان قدیم سے تھے اکثر سفر و حضر میں قبل تاہل ہمرکاب حضور اقدس رہتے بعد تاہل ان کی کفالت ظاہری و باطنی حضور اقدس قدس سرہٗ فرماتے تھے ان کو عرض حاجات و اہل حاجات میں ایک جرأت و اجازت خاص تھی رجب سنہ ١٢٩٦ھ میں اجازت سلاسل خمسہ مرحمت ہوئی اور خلیفہ ہوئے اکثر اہل بدایوں کو تعویذ و دعا کے عارف شاہ صاحب سے مانگنے کا حکم ہوتا یہ چراغ و نقوش و انگشتریاں کندہ کرتے تھے لیکن یہ سب پردہ اسی کرم کا تھا جو حضور اقدس قدس سرہٗ الانور کا ان کے شامل حال تھا کچھ تبرکات اکابر بہت سے مجموعہ ادعیہ و نقوش و اعمال مرحمت ہوئے تھے آپ کے مریدین بدایوں اور نواح بدایوں میں ہیں سنہ ١٣٣٢ھ میں بدایوں انتقال ہوا۔

٢٠: اکبر الخلفاء

مولوی محمد طاہر الدین صاحب صدیقی فرشوری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ آپ برادرزادہ

مولوی محمد ذکر اللہ شاہ صاحب الملقب بخواجہ ذکر اللہ مرید و خلیفہ حضور سیدنا وجدنا ومرشدنا سید شاہ آل احمد اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تھے اور حضور خاتم الاکابر سیدنا شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ سے بیعت، اور ہمارے حضور اقدس قدس سرہٗ کے خلیفہ تھے بمقام الہ آباد میں انتقال ہوا۔

۲۱: اکرم الخلفاء

مولوی مشتاق احمد صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ آپ بمبئی میں اقامت رکھتے تھے آپ کے مریدین بمبئی و نواح بمبئی میں بکثرت ہیں ۱۳۲۲ھ بمبئی میں انتقال فرمایا

۲۲: احب الخلفاء

مخدومی سکندر شاہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ رئیس کڑہ کمال زی ضلع شاہجہان پور تھے۔ نہایت افسوس ہے کہ ان کی عمر نے دفانہ کی ورنہ باوجود بہت کم مدت حاضری خدمت اقدس کے حضور کی توجہ و تربیت نے ان پر بڑا گہرا اثر ڈالا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بمقام کڑہ کمال زی انتقال ہوا۔

۲۳: اجل الخلفاء

حکیم عنایت اللہ صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ آپ کو بماہ رمضان ۱۲۸۰ھ خلافت واجازت سلاسل خمسہ بمقام مارہرہ عطا ہوئی۔

۲۴: عمدۃ الخلفاء

صاحبزادہ سید محمد ابراہیم میاں صاحب شاہجہان پوری زید مجدہم

۲۵: زبدۃ الخلفاء

شاہ حسام الحق عرف فیض محمد شاد ساکن شاہجہان پور آپ سلسلہ علیہ علوہ منامیہ

میں حضور اقدس قدس سرہ کے خلیفہ ہیں

۲۶: اشہر الخلفاء

قاضی حسن شاہ صاحب پنجابی ثم السنبھلی۔

۲۷: اَحْمد الخلفاء

میاں محمد رمضان شاہ صاحب پنجابی رحمۃ اللہ علیہ مقیم کوہ ماجر گڑھ مدھ ریاست۔

۲۸: اعلم الخلفاء

مولوی بخاری صاحب۔

۲۹: اسعد الخلفاء

ملا طفیل محمد صاحب زید مجدہم ساکن سورون ضلع ایٹہ۔

۳۰: سیّد الخلفاء

حاجی سید محمد علی نقوی قبائی بدایونی۔

۳۱: اشجع الخلفاء

ممتاز الشعراء حاجی مولوی عطا محمد صاحب صدیقی بدایونی۔

۳۲: ابر الخلفاء

حافظ محمد سراج الدین صاحب بدایونی زید مدارجہم مرید و خلیفہ حضور اقدس قدس سرہ ہیں قیام آپ کا اکبرآباد میں ہے اور ایک جماعت باادب ان کی مرید ہے۔

٣٣: ارحم الخلفاء

شاہ تلقین شاہ صاحب بدایوں محلہ مولوی ٹولہ رحمۃ اللہ علیہ

٣٤: اجود الخلفاء

مولوی سید محمد نذیر معروف بسید نذیر الزمان ملقب بہ نوشہ نوری ساکن کرولی ضلع اعظم گڑھ وارد حال تلابت گنج ضلع دربھنگہ احاطہ بنگال ١٣١٩ھ میں خلافت عطا حضور نے فرمائی۔

٣٥: اغنی الخلفاء

محمد عبد الغنی خاں ملقب بہ عبد الغنی شاہ خلف غریب شاہ خاں نبیرہ محمد شاہ خانصاحب مرید حضور اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساکن بدایوں محلہ براہم پور آپکو ١٣١٧ھ ہجری میں خلافت عطا ہوئی۔

٣٦: عزیز الخلفاء

مفتی عزیز الحسن صاحب عثمانی بریلوی مرید حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ کے تھے اور خلیفہ حضور اقدس قدس سرہٗ۔

٣٧: اخص الخلفاء

مخدومی میاں سید شاہ فخر عالم صاحب شاہجہاں پوری رحمۃ اللہ علیہ آپ مرید اپنے والد ماجد سید شاہ نور عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تھے آپ کے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے والد و مرشد سید شاہ غلام علی شاہ صاحب شاہجہاں پوری رحمۃ اللہ علیہ مرید و خلیفہ حضور پر نور سید شاہ آل احمد اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت

دخلافت تھی میاں سید شاہ فخر عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو تمام اوراد واشغال واعمال خاندانی کی اجازت اور سلاسل خمسہ میں خلافت ہمارے حضور اقدس قدس سرہٗ نے ۱۲۸۵ھ میں مرحمت فرمائی سید صاحب بکمال ادب حاضر خدمت ہوتے اور حضور اقدس ان کا خاص احترام فرماتے ۱۲ صفر ۱۳۸۰ھ کو اجازت خاص سیف الرحمٰن بھی آپ کو حضور اقدس قدس سرہٗ نے عطا فرمائی تھی بتاریخ ۱۷ ماہ جمادی الآخر ۱۳۳۲ھ بمقام شاہجہان پور انتقال فرمایا بڑے کامل مکمل بزرگ تھے رحمۃ اللہ علیہ۔

۳۸: ازھد الخلفاء

ملا سید احمد شاہ صاحب ولد سید حسین شاہ صاحب ساکن سوات بنیر رحمۃ اللہ علیہ قریب زمانہ وصال حضور خاتم الاکابر سید شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ حسب ہدایت مرشد خود کسی عقدہ طریقت کے حل کے واسطے مارہرہ خدمت اقدس میں حاضر ہوئے قریب ایک ہفتہ بمقام بدایوں حضور میں حاضر رہے اور فایز المرام مع اجازت وخلافت اپنے وطن کو واپس تشریف لے گئے صاحب نسبت وصاحب کشف مکاشفہ بزرگ تھے اتنے بڑے سفر میں بھی سوائے ایک جانماز آپ کے ساتھ کچھ اسباب نہ تھا

۳۹: اجود الخلفاء

نواب سید یحییٰ حسن خان صاحب زید مدارجھم آپ اولاد امجاد حضور قاضی القضاۃ ضیاء الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ہیں جو ہمارے سلسلہ علیہ کالپویہ میں گیارہویں شیخ ہیں آپ کے تمام خاندان کو حضور اقدس سے ارادت۔ اور آپکو اجازت وخلافت ہے اپنے وطن قدیم نیوتنی شریف میں مسند آرائے فقر وریاست ہیں۔

۴۰: انفس الخلفاء

مولانا حافظ شاہ محمد عمر صاحب دہلوی دامت برکاتہم آپ مرید وخلیفہ وصاحب

سجادہ حضرت حافظ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ دہلوی کے اور حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مرید وخلیفہ حضرت شاہ غلام غوث صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اور وہ مرید وخلیفہ حضرت سیدنا شاہ آل احمد اچھے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں حضرت مولانا دامت برکاتہم کو ہمارے آقائے اکرم قدس سرہ سے ایک ارادت وخصوصیت خاص اور تمام اوراد واعمال واشغال خاندانی اور سلاسل خمسہ میں خلافت حاصل ہے بڑے بااخلاص ارادتمند روش سلوک کے پابند عابد متورع ہیں فقیر عاجز کے خاص مخدوم ہیں۔

۴۱: ازکی الخلفاء

شیخ اشرف علی ولد شیخ حکیم مظفر علی صاحب دہلوی متصل جامع مسجد آپ سلاسل خمسہ میں حضور اقدس قدس سرہ سے اجازت وخلافت رکھتے ہیں۔

۴۲: اتقی الخلفاء

مولانا محمد عادل صاحب نارودی ثم الکانفوری رحمۃ اللہ علیہ آپ مرید حضرت حافظ عبدالعزیز صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور شاگرد رشید حضرت مولانا شاہ سلامت اللہ صاحب بدایونی ثم الکانفوری رحمۃ اللہ علیہ کے تھے اور ہمارے حضور اقدس قدس سرہ سے ارادت خاص رکھتے تھے سلاسل خمسہ میں خلافت اور مصافحات ومسلسلات کی اجازت بھی حضور اقدس قدس سرہ سے حاصل تھی بڑے متورع عالم اور قابل اقتدا بزرگ تھے۔ کانپور میں انتقال فرمایا۔

۴۳: اصدق الخلفاء

شاہ عبدالعزیز صاحب ساکن قصبہ زمانیا ضلع غازیپور رحمۃ اللہ علیہ طالب دمجاز وخلیفہ سلسلہ علیہ قادریہ جدیدہ میں حضور اقدس قدس سرہ کے ہیں۔

✪

۴۴: اعبد الخلفاء

شیخ کرامت حسین ولد شیخ امام الدین صاحب ساکن تلہر ضلع شاہجہاں پور محلہ کما نگران طالب و مجاز و خلیفہ سلاسل قادریہ و چشتیہ و سہروردیہ و نقشبندیہ و ابوالعلائیہ حضور قدس سرہٗ کے ہیں۔

۴۵: افسر الخلفاء

حضرت صاحبزادہ سید احمد حسین صاحب زید مدارجہم صاحب سجادہ پالن پور آپ کو حضرت نواب نور الدین حسین خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی منسوب ہیں جو ہمارے حضور اقدس قدس سرہٗ کی بھانجی ہیں آپ کو بھی سلاسل خمسہ میں حضور اقدس قدس سرہٗ سے اجازت و خلافت ہے۔

۴۶: نواب رستم علی خان صاحب ولد نواب خواجہ محمد خانصاحب دھولپوری کو حضور اقدس قدس سرہٗ سے اجازت تھی۔

علاوہ ان حضرات سے کے مولوی عبد الرحمٰن صاحب دہلوی و مولوی امین الدین صاحب مولوی حافظ محمد امیر صاحب ساکنان فتحپور ہسوہ۔ مولوی مفتی محمد حسن خانصاحب بریلوی حضرت حاجی سید عبد اللہ صاحب مارہروی۔ مفتی احمد حسن خان صاحب ساکن سکندر راؤ مولوی محمد صدیق صاحب مارہروی۔ مولوی سراج الحق صاحب بدایونی۔ مولوی ریاض الاسلام صاحب بدایونی رحمہ اللہ اجمعین کو اجازت خاص سیف الرحمٰن اور صرف موخر الذکر صاحب کو اجازت عام ادعیہ و مصافحات و قرآن کریم و حصن حصین و دلائل الخیرات۔ حضور اقدس قدس سرہٗ سے حاصل تھی مولوی غلام قنبر صاحب مدظلہم۔ مولوی حافظ اعجاز احمد صاحب۔ مولوی عبد الحی صاحب رحمۃ اللہ علیہما کو بھی اجازت عام اشغال و اعمال و مراقبات خاندانی کی حضور اقدس قدس سرہٗ سے حاصل تھی۔ مولوی عطا احمد صاحب صدیقی فرشوری بدایونی و عزیزم مولوی غلام سادات بدایونی کو بھی تمام اعمال و اوراد خاندانی

کی اجازت حضور اقدس قدس سرہٗ سے حاصل ہے۔ مولوی محمد نور الدین صاحب مرحوم عباسی بدایونی کو بھی اجازت اعمال و اشغال خاندانی حضور اقدس قدس سرہٗ سے تھی کفایت اللہ خان صاحب، عرف کفایت اللہ شاہ ساکن بانس بریلی محلہ ملوک پور مرید و خلیفہ حضرت سید شاہ فخر عالم صاحب: و خلیفہ حضور اقدس قدس سرہٗ۔ مولوی مفتی عزیز الحسن صاحب بریلوی مرید حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ و خلیفہ حضور اقدس قدس سرہٗ۔ دلائل و قرآن و اوراد و اجازت حرز یمانی و چہل اسم و حزب البحر و بشیخ و جملہ تعویزات وغیرہ مندرجہ مجموعہ خاندانی مفتی صاحب اجازت عام ادعیہ و اعمال مولوی مفتی بدر الحسن صاحب بریلوی کہ جو مرید حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ سے ہیں ۱۶ جمادی الثانی ۱۳۲۲ھ اکثر اعمال خاندانی کی اجازت میر سید محمد صاحب مشہدی بدایونی مرحوم کو مرحمت ہوئی تھی۔

الحمد للہ کہ بتوجہ حضور صاحب سجادہ برکاتیہ دامت برکاتہم علینا چند قدیم بیاضیں حضور اقدس قدس سرہٗ کی اس خادم کو میسر آئیں جن میں علاوہ فواید متفرقہ کے مختصر فہرست خدام بھی ہے غالباً یہ ۱۲۸۰ھ تک مرتب ہوئی ہیں ایک بیاض میں ایک مقام پر فرماتے ہیں۔

تفصیل مرداں کہ این فقیر مسمی بہ ابوالحسین عرف میاں صاحب توجہ دادہ است و قلب ہائے مرداں مذکور را توجہ فقیر نسبتے حاصل شدہ است و کیفیتے بحصول انجامیدہ است درون قلب ایشاں بعالم ملک و ملکوت موافق استعداد ہر کس لائق او کشودیافتہ است نوشتہ می آید اما در بعض آں نسبت باقی است و در بعض بسبب کم محنتی آنہا آں نسبت زوال یافتہ است این است اول آنہا"

اس عنوان کے بعد حضور اقدس قدس سرہٗ نے گیارہ حضرات کا حال ارقام فرمایا لیکن منجملہ دس حضرات آٹھ حضرات کے نام ارقام فرماکر محو فرمادیئے حالات ان کے باقی ہیں اور دو صاحبوں کا نام و صال مکمل درج ہے بعد محو چار اسم کے پانچواں نام نامی منیر شاہ ساکن پٹیل ضلع علی گڑھ مرید شاہ خیرات علی صاحب قدس سرہٗ

دیے مرید و خلیفہ جناب قدوۃ السالکین سیدنا شاہ حمزہ صاحب قدس سرہ مرد با تمیز و بسیار جفاکش است و انتساب اعمال و اشغال ہر دو میدارد و اجازت اعمال و اشغال از فقیر حاصل است بعالم ملک و ملکوت بدرجہ ابتداء کشادہ است و نسبت کسبی و وہبی فقیر ہر دو میدارد و الا ہنوز از مطلب اصلی دور است و صورت مثالی فقیر و مرشد خود بدرجہ احسن معاینہ کردن میتوانند۔"

بعدہٗ دوسرا نام محو فرما کر تیسرا نام امین الدین خاں ولد گلاب خاں صاحب ساکن میرٹھ "در سلسلہ قادریہ مرید و طالب فقیر شدہ و از فقیر توجہ ہم گرفتہ نسبت وہبی حاصل شدہ است و روشن قلب بعالم ملک و ملکوت بدرجہ ابتدا کشادہ صورت مثال پیر خود دیدن میتوانند و از اشغال و اعمال و اوراد خاندانی موافق استعداد خود مجاز و ماذون است و ہنوز آں نسبت باقی است۔"

بعدہٗ تین حضرات کا نام محو فرما دیا اور حال بدستور درج ہے۔

ہر چند کہ حضور اقدس قدس سرہٗ نے بڑی کوشش سے نام بگاڑے ہیں لیکن فقیر نے ان میں سے چند نام پائے خیال تھا کہ معہ حال مندرج عرض کر دوں لیکن میرے ایک خاص عنایت فرمانے یہ فرما کر کہ حضور اقدس قدس سرہٗ کے چھپائے ہوئے کو تو کھولنا چاہتا ہے یہ گستاخی ہے ڈرا دیا انشاء اللہ تعالیٰ بعد استخارہ و اجازت درج کروں گا ورنہ معذوری ہے۔

التماس

فقیر عاجز کو جو سر دست سامان ملا اس سے اسمائے حضرات خلفا معہ نہایت مختصر پتہ کے عرض کر دیئے۔ خادم معترف ہے کہ معلومات فقیر بھی نہایت محدود و اسیر نسیان شدید عارض حاشا یہ فہرست مکمل نہیں یہ صرف ایک ادنیٰ خادم کی معلومات ہیں کوئی میرے بزرگ جو خلفائے حضور سے ہوں خطا معاف فرمائیں بخدا کہ اس عاجز نے

کوئی نام کسی خصوصیت کی وجہ سے ترک نہیں کیا۔

اسی طرح اگرچہ بہت ہی ناقص و نامکمل فہرست مریدین ہو گی لیکن چونکہ جو کچھ فقیر کو معلوم ہیں گذارش ہیں انشاء اللہ تعالےٰ اگر خود فقیر کو فہرست مکمل مل گئی تکمیل کر دیگا ورنہ ہر خادم حضور اقدس قدس سرہٗ کو حق حاصل ہے کہ اضافہ فرمائیں اور بجائے اظہار نقص تحریر و اظہار کمال تکمیل مراد کا قصد فرمائیں یہ خادم عاجز اپنے نقصان معلومات کا معترف اور نقص حافظہ کا مُقر ہے۔

باب یازدہم

حضور اقدس قدس سرہٗ کے خوارق عادات

یہ باب اسقدر وسیع ہے کہ اگر وہ واقعات جو کسی ایک خادم حضور اقدس قدس سرہٗ پر گذرے ہیں قلمبند کئے جائیں ایک بڑی کتاب مرتب ہو جائے ہزاروں تصرفات تھے جو ہر وقت شامل حال خدام تھے منجملہ انکے بعض گذشتہ بابوں میں جگہ جگہ معروض ہوئے اسی اختصار سے جو ساری کتاب میں ملحوظ رہا ہے چند اور سنئے۔

مولانا مولوی محب احمد صاحب زید مجدہم مدرس مدرسہ برکاتیہ مارہرہ جو وقت وصال شریف حاضر تھے روایت فرماتے ہیں کہ بعد وصال شریف غسل و تکفین بلکہ تدفین تک لب ہائے مبارک متحرک تھے تصدیق اسکی اور صاحبزادگان خاندان سے بھی ہوئی یہ وہ سنت آخری حضور سرور عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ واصحابہ و بارک وسلم تھی جو کتب حدیث و سیر میں مروی ہے نیز اپنے جد اکرم اور شیخ طریقت کا اقتدا تھا جس کا حال حضور اقدس قدس سرہٗ نے رسالہ سراج العوارف فی الوصایا والمعارف کے صفحہ ۲۶ نمبر ۱۶ میں درج فرمایا ہے۔

برادرم مولوی عطا احمد صاحب فرشوری بدایونی نوری جو بااخلاص مریدین میں ہیں اور حضور اقدس قدس سرہٗ کے کرم خاص سے ایک امتیازی شان رکھتے ہیں روایت کرتے ہیں کہ انکی ہمشیرہ کے پاس کچھ روپیہ حضور اقدس قدس سرہٗ نے امانت رکھدیئے تھے جو بہ نہایت احتیاط ایک صندوقچہ مقفل میں رکھدیے گئے ایک روز جو وہ روپے شمار کئے دو روپیہ کم تھے حیران ہوکر دو روپیہ اپنے پاس سے ڈال کر وہ رقم پوری کر دی ایک عرصہ کے بعد حضور اقدس قدس سرہٗ تشریف لائے اور وہ زرامانت طلب فرمایا روپے حاضر کئے گئے شمار فرماکر دو روپے واپس فرمائے اب یہ عفیفہ اصرار کرتی ہیں کہ حضور کی امانت اسقدر تھی اور حضور اقدس کسطرح قبول نہیں فرماتے جب اصرار زیادہ بڑھا فرمایا بیشک امانت اسیقدر تھی جو تم کہتی ہو لیکن عندالضرورۃ اسمیں سے دو روپیہ ہم نے لئے تھے یہ دو روپیہ تمہارے ہیں اور یہ راز ہے۔

حضرت صاحبزادہ سید حسین حیدر صاحب و صاجزادہ حکیم سید آل حسین صاحب زید مجدہما ڈاکٹر محمد ناصر خان ساکن مارہرہ سے خود سنی ہوئی روایت بیان کرتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب ضلع ایٹہ بعض مواضعات میں معالج تھے ایک شخص پہنچا اور بیان کیا قریب کسی موضع میں ایک مریض ہے آپ چل کر دیکھیں اور دوا تجویز کریں معقول فیس پیش کی ڈاکٹر صاحب اسکے ہمراہ روانہ ہوئے آبادی سے چند کوس چل کر کنارہ دریا پر ایک وحشت ناک جنگل میں پہنچے اس نے یہاں تھم کر آواز دی اور فوراً دو شخص لاٹھیاں لئے ہوئے آگئے ان تینوں بدمعاشوں نے قصد کیا کہ ان کا سامان اور زر نقد لے لیں اور قتل کر کے دریا میں ڈال دیں ان کی وضع اور جنگل تنہائی اور قصد قتل سے ان کو سخت خوف پیدا ہوا کہ قریب المرگ ہوگئے اسوقت ڈاکٹر صاحب نے حضور اقدس قدس سرہ کو یاد کیا اور دل میں استغاثہ کیا کہ نجات بغیر امداد حضور محال ہے کوسوں تک آبادی کا پتہ نہیں رات کا وقت دشمن درپے جان ہیں للہ مدد فرمایئے اور اپنے خادم کو اس بلائے ناگہانی سے چھڑایئے اس خیال کے ساتھ ہی ڈاکٹر صاحب نے دیکھا کہ ایک جانب سے حضور قدس تشریف لائے اور اشارہ فرمایا گھبراؤ نہیں ہم آگئے ہیں حضور کے اشارہ سے وہ تینوں دفع

ہو گئے پریشان تھا کہ اس اندھیری رات میں کہاں جاؤں حضور نے ارشاد فرمایا ہمارے ساتھ چلے آؤ روانہ ہوئے تھوڑی دیر میں اسی موضع میں پہنچ گئے جہاں سے آیا تھا قریب آبادی پہنچکر حضور اقدس قدس سرہٗ ان سے علیحدہ ہوئے خیال کیا کہ شاید رفع حاجت کے واسطے ٹھہرے ہیں۔ مجھ سے اشارہ فرمایا تم آبادی میں چلو راہ بھر ہیبت وا رعب سے یہ طاقت نہ تھی کہ حضور اقدس قدس سرہٗ سے کچھ دریافت کریں اور آبادی پہنچنے تک ہرگز یقین نہ تھا کہ میں جانبر ہونگا موضع میں پہنچکر صبح تک بخار شدید اور غشی میں مبتلا رہا دوسرے روز روانہ ہو کر مکان پر پہنچا معلوم ہوا کہ آج صبح سے چند بار خادم حضور اقدس قدس سرہٗ کا آچکا ہے اور دریافت کر گیا ہے کہ ڈاکٹر آئے یا نہیں یہ بھی حکم ہے کہ فوراً حضور اقدس قدس سرہٗ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوں حسب الحکم فوراً حاضر ہوا اور قدمبوس ہو کر خاموش ایستادہ ہو گیا حضور اقدس قدس سرہٗ نے متبسمانہ فرمایا الحمد للہ انجام بخیر ہوا گھبراؤ نہیں یہ بات قابل تذکرہ نہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے عرض کیا کہ اگر یہ قصہ میں اپنے دوستوں سے نہ کہوں گا مر جاؤں گا۔ حضور اقدس قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا اچھا جب ہم مارہرہ سے چلے جائیں مختصراً کہنا یہ تمہارا حسن اعتقاد اور حضرات پیران سلسلہ کا کرم تھا

شاہجہان پور میں قاضی محمود رضا شبی بدایونی وکالت کرتے تھے اتفاقاً حضور اقدس قدس سرہٗ شاہجہان پور تشریف فرما ہوئے اور وکیل صاحب کے مکان کے قریب کسی خادم کے مکان پر حضور اقدس قدس سرہٗ کی دعوت ہوئی وکیل صاحب نے دعوت کا حال معلوم کر کے مشائخ پر کچھ طعن انکے تصرفات سے انکار کیا یہ قصہ حضور اقدس قدس سرہٗ تک پہنچ گیا آپ نے ارشاد فرمایا وکیل صاحب کو بلاؤ یہ حاضر ہوئے ارشاد فرمایا کہ ہر چند ہم میں کوئی قابلیت نہیں لیکن خاندان بزرگ سے منتسب ہیں آپ کیسے کیا چاہتے ہیں وکیل صاحب نے اپنے کام نہ چلنے کی شکایت کی اور قلت آمدنی اور کثرت خرچ کا حال عرض کیا فرمایا اچھا یہ نقش کھدوالو اور چراغ اس ترکیب سے جلاؤ یہ پڑھو۔ تعمیل حکم پر چند روز میں آمدنی وکیل صاحب کی بڑے بڑے وکلاء سے بڑھ گئی اور خوب کام چلا۔

بعد چندے وکیل صاحب نے مطمئن ہوکر وظیفہ چھوڑ دیا اور چراغ کو باحتیاط باندھ کر دالان اندرونی کے ایک بلند طاق پر رکھدیا ایک روز علی الصبح ایک کوا آیا اور دالان میں جاکر اس چراغ کو اٹھا کر لے گیا۔ وکیل صاحب کے کام کا وہی سابق کا سا حال ہو گیا کچھ عرصہ بعد حضور اقدس قدس سرہٗ پھر شاہجہان پور تشریف فرما ہوئے اور وکیل صاحب نے حاضر ہو کر بکمال ادب اس نقش کی طلب کی ارشاد فرمایا الحمد للہ کہ تم نے تصرف اکابر بار ہا دیکھ لیا لیکن تم اہل ثابت نہیں ہوئے اس لئے ہم معذور ہیں۔

ایک خادم نے دعوت کی منجملہ چند قسم کے کھانوں کے مرغ کا گوشت بھی تھا جو مرغ بلا علم مالک کے لیا گیا تھا جس وقت کھانا حضور اقدس قدس سرہٗ کے روبرو پیش ہوا آپ نے گوشت مرغ علیحدہ رکھدیا میزبان نے اصرار کیا کہ یہ خاص اہتمام سے حضور کے واسطے تیار کیا گیا ہے۔ ارشاد فرمایا کہ ہم گوشت مرغ کھانا نہیں چاہتے پھر اصرار کیا گیا حضور اقدس قدس سرہٗ نے آہستہ فرمایا یہ گوشت حرام ہے اسے پھینکدو اسکو کوئی مسلمان نہ کھائے وہ گوشت پھینکدیا گیا۔

حکیم اشفاق حسین صاحب ساکن بریلی روایت کرتے ہیں کہ میں مارہرہ خدمت حضور اقدس قدس سرہٗ میں حاضر ہوا شب کا وقت تھا ارشاد فرمایا حکیمصاحب آم کھانے کو دل چاہتا ہے۔ کہیں سے لاؤ میں نے عرض کی رات کے دس بج گئے ہیں موسم انبہ بھی ختم ہو گیا اب آم کہاں مل سکتا ہے۔ ارشاد فرمایا تلاش کرو کسی جگہ مل جائیں گے کچھ پیسہ مرحمت فرمائے میں صرف تعمیل حکم کی غرض سے اٹھا مجھکو یقین تھا کہ آم مارہرہ میں نہیں ہے جن جگہوں پر بازار انبہ اور میرا خیال تھا ان سب دکانوں گھروں پر گیا اور آم تلاش کئے جب کہیں پتہ نہ چلا حیران سڑک پر کھڑا ہو گیا اور سوچتا تھا کہ حضور کو کیا جواب دوں اسی حال میں ایک گاڑی کاسگنج کی جانب سے آتی ہوئی معلوم ہوئی میں نے پوچھا گاڑی میں کیا ہے اور کہاں لے جاؤ گے جواب ملا اسمیں آم ہیں دور سے لائے ہیں کل بازار میں فروخت کریں گے میں نے فوراً آٹھ آنے کے آم خرید لئے اور حضور اقدس قدس سرہٗ کی خدمت اقدس میں لے کر حاضر ہوا حضور نے کچھ تناول فرمائے اور کچھ تقسیم کر دیئے

میں علی الصباح بازار میں اس خیال سے پہنچا کہ تھوڑے سے آم اور خرید کر حضور میں حاضر کروں تمام بازار میں بازار میں تلاش کیا ہر شخص سے پوچھا کہ شب جو گاڑی آموں کی آئی تھی وہ کہاں ہے کسی نے دیکھنے کا اقبال نہ کیا۔

ایک ڈاکٹر صاحب سے بہضم طعام کی شکایت فرمائی ڈاکٹر صاحب نے ایک تیار کر کے شیشی میں حاضر کیا اور عرض کیا گا ہے گا ہے عند الضرورت تین قطرے دوا کے پانی میں ڈال کر نوش فرمائے حضور اقدس قدس سرہٗ نے وہ دوا سے کر سب ایک بار پی لی ڈاکٹر سخت پریشان ہوئے کہ دوا سمی تھی زندگی دشوار ہے ارشاد فرمایا آپ کچھ فکر نہ کریں ہم پر دوا کا اثر ہوتا ہی نہیں اور نہی ہوا۔

۱۳۰۵ھ ہجری میں حضور اقدس قدس سرہٗ غریب خانہ پر رونق افروز ہیں ایک مار گیر چند سانپ سے کر حاضر ہوا اور حضور کے روبرو پیش کئے ایک لوٹے میں ایک سانپ علیحدہ بند تھا اسکو نہ کھولا فرمایا اس لوٹے میں کیا ہے اس نے عرض کیا بڑا زبردست سانپ ہے جو ابھی بنایا نہیں گیا ہے حکم ہوا اسے بھی کھولو مار گیر نے چند بار عذر کیا آخر مجبوراً نہایت ڈرتے ہوئے لوٹے کا منہ کھولدیا اور علیحدہ ہو گیا۔ سانپ نکلا اور مار گیر کی طرف تیزی سے لپکا حضور اقدس قدس سرہٗ کے دست مبارک میں چھڑی تھی وہ باہستگی اسکے لگادی اور فرمایا واقعی اچھا سانپ ہے چھڑی کا مس ہونا تھا کہ سب تیزی سانپ کی جاتی رہی اور مثل بے جان کے ہو گیا حضور اقدس سرہٗ اسکو چھڑی سے جس جانب چاہتے ہیں لوٹ دیتے ہیں اور وہ مثل مردہ کے پڑا ہوا ہے مار گیر نے عرض کیا یہ حضور کا تصرف ہے ورنہ اس مجمع میں کوئی نہ بچتا فرمایا خیر اب اسکو با احتیاط بند کر لو۔

برادر عزیز مولوی غلام سادات کو ایک نقش مرحمت فرمایا اور حکم دیا کہ طہارت کا بہت زیادہ اہتمام رکھنا ورنہ یہ نقش گم ہو جائے گا اتفاقاً سہو سے کوئی بے احتیاطی ہوئی اور نقش گم ہو گیا وقت حاضری دربار عرض کیا فرمایا وہ نقش یہ ہے کہ ہمارے پاس آگیا۔

اس عاجز کا ایک کارندہ دیہات مقدمات کا کام کرتا تھا لیکن اسکی متواتر چند

بد دیانتیاں دیکھ کر ہر چند کام بینا کم کر دیا تھا لیکن باوجود ہر بار قصد برخاستگی اسکا تعلق بدستور تھا ایک مرتبہ حضور اقدس قدس سرہٗ تشریف فرما ہوئے اور اتفاقاً وہ کارندہ بھی پہنچا حضور اقدس قدس سرہٗ نے اس خادم کو حکم دیا کہ جب بالفعل تمہارے پاس کام نہیں ایک ضرورت مند کو دوسری جگہ کوشش سے بھی کیوں روک رکھا ہے ان کا ابھی حساب کر دو وہ بھی کوشش کرتا ہے کہ تعلق قطع نہ ہو اگرچہ کام بلا تنخواہ کرنا پڑے یہ عاجز بھی بسبب چند قصوں کے جو اس سے متعلق تھے فوراً جواب دینے میں متردد ہے لیکن حضور اقدس قدس سرہٗ نے خود حساب تنخواہ کیا اور جو کچھ اسکا اسکے حساب سے برآمد ہوا وہ اپنے پاس سے اسی وقت مرحمت فرمایا اور ایک بڑا مطالبہ خادم کا جو اسکے ذمہ تھا ساقط فرمایا اور خلاف روش کریم اسکو اسی وقت گاؤں سے رخصت کیا اور فرمایا اگر کچھ ضرورت قیام ہو پھر آنا آج چلے جاؤ مجبوراً وہ رخصت ہوا۔

شب کو اس خادم سے ارشاد فرمایا یہ ساحر تھا تم مدت العمر باوجود علم بد دیانتی و خیالات و نقصانات اسکی برخاستگی پر قادر نہ ہو سکتے تھے الحمد للہ کہ بڑا قصہ سہل طے ہو گیا۔ اسکی کوئی کوشش ہمارے سامنے نہ چل سکی۔

۸
ایک بار بدایوں میں عزیزی مولوی غلام سادات سلمہ اللہ تعالےٰ کے مکان پر رونق افروز ہوئے غلام سادات ایک قیمتی ریشمی دولائی جو اسی روز تیار ہوئی تھی اوڑھے ہوئے تھے اسکو دیکھ کر خلاف عادت تعریف فرمائی اور پسند کی حکم دیا کہ ہمارے پلنگ پر رکھدے دوسرے جلسہ میں وہ پلنگ پر نہ دیکھ کر غلام سادات نے پوچھا کہ حضور وہ
۶ دولائی کیا ہوئی۔ فرمایا کہ ایک مستحق کو دے دی۔ ہمارے عارف شاہ کو اپنی لڑکی کے عقد کا فکر ہے اور اسکے واسطے ایک دولائی درکار تھی ہم نے تمہاری دولائی اس کو دینا پسند کی

اس وقت یہ صرف ایک خادم نوازی معلوم ہو رہی تھی لیکن ایک عرصہ کے بعد اس لڑکی کا عقد عزیزی غلام سادات سے ہوا اسوقت یہ راز کھلا کہ مولوی غلام سادات کا انتخاب اس غرض سے تھا حقیقتاً وہ لڑکی سرکار سے عطا ہوئی تھی افسوس کہ بتاریخ ۱۵ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ بروز یکشنبہ اس مرحومہ کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ایک مرتبہ نواب سید نور الدین حسین خانصاحب بہادر رحمۃ اللہ علیہ بڑودہ سے بدایوں تشریف لائے اس خادم نے ایک روز حضور اقدس قدس سے عرض کیا اجازت ہو آج نواب صاحب خادم کی عزت افزائی فرمائیں اور غریب خانہ پر تشریف لے چلکر ماحضر تناول فرمائیں فرمایا بہتر اور خود تکلیف فرماکر نواب صاحب مرحوم سے ارشاد فرمایا بھائی صاحب آج آپکی دعوت ہمارے گھر پہ ہے نماز ظہر پڑھکر نواب صاحب مرحوم تشریف لائے خادم نے یہ معلوم کر کے کہ نواب صاحب مرحوم کے بارہ آدمی ہیں بقدر پچیس آدمی کے کھانا تیار کیا قریب مغرب اس ناچیز کو اطلاع ملی کہ وہ جماعت جو حصول قدمبوس کی غرض سے حضرات شہر کی آئی ہے سب ٹھہرالئے گئے ہیں اور حضور اقدس قدس سرہٗ نے فرمادیا ہے کھانا کھاکر جانا فقیر کے اعزہ کو تردد ہوا کہ جنس بہت کم ہے اور جماعت کثیر کا کیا ہوگا خادم نے کہا حضور خود بہتر جانتے ہیں اور خادم کے حال پر مطلع ہیں کچھ فکر نہیں بھلا عزت بخشی فرماکر کیا اپنے خادم کی ذلت ہونے دیں گے۔ ستر آدمی حضور اقدس قدس سرہ کے ساتھ دسترخوان پر تھے پندرہ حضرات کو بحکم حضور مکانوں پر بھیجا گیا تمام اعزہ فقیر نے خوب سیر ہو کر کھایا اور باللہ العظیم ہر جنس ایک اچھی مقدار میں باقی رہ گئی۔ یہ سب حضور اقدس مرشد برحق قدس سرہٗ کا تصرف تھا۔

منشی عبدالغفار ولد منشی عبدالعزیز صاحب بدایونی پر ایک مقدمہ قتل چلا پولیس نے شہادت موقع پیش کی ادھر سے حضور اقدس قدس سرہٗ کی خدمت میں عرضی استغاثہ روانہ ہوئی کرامت نامہ جواباً صادر ہوا ارقام فرماتے ہیں

"مطمئن رہو کچھ نہ ہو گا تمام کاغذات پولیس داخل دفتر ہو جائیں گے اور تم سے جواب نہ لیا جائے گا"

چنانچہ باوجود رپورٹ افسر کے مثل جو انکے خلاف تھی اور اصرار پولیس مقدمہ داخل دفتر ہو گیا اور یہ بلاجواب رہا ہو گئے۔

اس خادم حقیر کا وقت اخیر ہے اور حضور اقدس قدس سرہٗ اس عالم سے پردہ فرما چکے ہیں چالیس برس کے بعد ایک راز کا اظہار ہوتا ہے حضرت والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ

کو ایک جائداد ظاہر اً بصلۂ خیر خواہی حقیقتاً عوض معافیات قدیم شاہی ایام غدر میں گورنمنٹ سے عطا ہوئی تھی جس پر اس خادم کا خاندان قابض تھا[۱] بعض واقعات ایسے پیش آئے کہ جائداد زیر بار قرضہ ہو گئی خادم نے خلوت میں عرض کیا ارشاد فرمایا یہ جائیداد باقی نہ رہے گی کوشش بے سود ہے اس حکم قطعی کے بعد حسب عادت بطور ستر حال تاویلات فرمائیں اور بطرز تسلی تدابیر مرحمت ہوئیں لیکن اس خادم کو قطعی یقین ہو گیا اور باوجود کوشش ظاہر پھر کبھی اس کے متعلق حضور میں کچھ عرض نہیں کیا اگر حضور اقدس قدس سرہٗ نے حالات دریافت فرمائے تنہائی میں عرض کر دیا کہ خادم حکم والا سن چکا ہے اور بکمال استقلال منتظر وقت ہے بکمال فرحت فرمایا تمہارا یہ خیال نہ کرنا کہ تیری راحت و تکلیف اس جائیداد پر منحصر ہے مسبب الاسباب اور سامان پیدا کر دے گا اور تیرا وقت بلا تکلیف بسر ہو گا جو غرض جائیداد سے تھی وہ ہمیشہ پوری ہو گی حکومت و آسایش سے گذر ہو گی۔

حسب ارشاد حضور اقدس قدس سرہٗ وہ سب جائیداد تلف ہو گی اور خدا کا شکر ہے پھر حضور اقدس قدس سرہٗ کا کرم ہے کہ باوجود افزونی اخراجات و عیال براحت و آرام بسر ہو رہی ہے کبھی کسی ضروری چیز کی تکلیف نہیں ہوتی یہ ضرور ہے کہ روپیہ اور جائیداد پاس نہیں لیکن حضور اقدس قدس سرہٗ کے حکم کی برکت سے کبھی کوئی ضرورت بند نہیں رہتی جس وقت جس قدر کی ضرورت پیش آجاتی ہے اسکے اسباب غیب سے پیدا ہو جاتے ہیں اور یہ محض حضور اقدس قدس سرہٗ کی دعا کا اثر ہے۔

---

[۱]: مولوی غلام حیدر ولد قاضی امام بخش بدایونی ۱۲۶۶ھ میں مارہرہ ضلع ایٹہ میں تحصیلدار تھے پھر سہارنپور میں تحصیل دار رہے جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں بحیثیت تحصیلدار وفادار و خیر خواہ سرکار رہے۔ اس صلہ میں انگریزی حکومت نے خان بہادر کے خطاب کے علاوہ موضع ٹھنڈولی ضلع بلند شہر میں جاگیر عطا کی۔ ڈپٹی کلکٹر ہوئے ۱۲۸۵ھ میں مذکرہ صدر میں انتقال ہوا۔ قاضی امام بخش بدایونی کی صاحبزادی مولانا فضل رسول بدایونی کو منسوب تھیں۔ (ملاحظہ ہو بدایوں ۱۸۵۷ء میں از مولوی محمد سلیمان بدایونی ص ۵۶ دنفیس اکیڈمی کراچی ۱۹۶۰ء)

خان صاحب عبدالغنی خان صاحب خلیفہ حضور اقدس قدس سرہٗ روایت فرماتے ہیں کہ ریاست اجے گڑھ میں پہاڑ پر ایک درویش سے ملاقات ہوئی اور معلوم ہوا کہ وہ خلیفہ حضور اقدس قدس سرہٗ ہیں اور حکماً پہاڑ پر مقیم ہیں ایک چشمہ پانی کا بتصرف حضور وہاں جاری ہوگیا ہے۔ اور وہ صاحب خدمت اس جگہ کے ہیں۔

مفتی بدرالحسن صاحب بریلوی کو ز کوٰۃ صلوٰۃ الختام میں بتوجہ حضور اقدس بیداری میں زیارت حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوئی۔

قصیدہ منقبت موسوم بہ حضوری جلوہ نوری

درد سر بر داشت بے فکر شوم کافور ، با ختم سر چہ بلا بود بلا از سر دور
لذت حسن معانی بخشد جز کامل ، فرحت وصل نداند دگرے جز مہجور
آہ از کثرت اشواق کہ دورم نزدیک ، وائے بر قلت اسباب کہ نزدیکم دور
لن ترانی بسوال من دیوانہ مگو ، این جوابیست کہ زیباست بفرزانہ طور
خوش خیالیست کہ بار آید عالم پرسد ، طرفہ فالیکہ گرفتند عزیزاں ز ظہور
ایکہ سنجی کہ ہمہ دانی و خوش بے خبری ، نظر تست بہ ترکیب عناصر مقصور
ناشناسی اگر از اصل خودت نشناسی ، گیتی از کجا آمدی از ظلمت و نور
خاک و باد آتش و آب این ہمہ اصل تو نیند ، بندگانند کہ باشند بخدمت مامور
بندۂ بندہ شدی خاک بفرق جاہت ، آمدی حاکم و گشتی ز رعیت مقہور
ہاں بدستور خود ایں رعایا بسیار ، لیک ہشدار کہ بیروں نرود از دستور
فکر او پائے برون کے کشد از معقولات ، طفلش انگار خود از درک حقائق معذور
کار خود ساز ز بیگانہ چہ یاری طلبی است ، چشم بد بیں نستانند وا از دیدۂ کور
علم آموز و عمل در زہ بجو صحبت نیک ، پر حذر باش از مدعیان مغرور
دل دیدار طلب آہ سحر گریہ شب ، میتواں یافت بہ زاری نتواں یافت بہ زور

علم آن نیست که از دفتر ابجد خوانی ، علم آنست که یابی بکتاب مستور
علم آن نیست که ثابت شود از بحث و جدال ، علم آنست که یکسان کندت بعد و حضور
بچمن شو چو هوای گل تر میداری ، نه بکعبه اگرت هست عبادت منظور
باش در میکده و صحبت مستان بطلب ، که بعید آن قریب در بر قیبان حضور
مجرمانند خطاکار که هرگز نخزند ، قصر و حوران بهشتی عوض جرم و قصور
بندگانند وفا پیشه محبت مشرب ، مهر بانند ز اغیار سراپا مستور
طایر همت افلاک نشینان نرسد ، بمقامیکه نشینند حریفان مخمور
بان حریفانه در خلوت خمار بکوب ، منکرانه مشو از صحبت می نوش نفور
خاک زیر قدم پیر مغان سرمه بکن ، تا ببینی بعیان انچه نباشد محظور
ترک گدیه بگدایان کن همت بگمار ، که رسی بر در والای شه بے دخشور
آن شهنشاه که شاهان بسلامش نازند ، آن شهنشاه که خوانند غلامش مغفور
آن شهنشاه گدا پرور و درویش نواز ، آن شهنشاه که عالم ز سخالش معمور
بوالحسین احمد نوری شه خادم پرور ، بمگس رانی تابش نسر دخ... ه حور
آل احمد بحسب آل محمد بنسب ، کال خاصهٔ رب نور خدا نور النور
گل خوشبوی چمن گوهر غلطان بودن ، بحر سائل زلبن سرخوش صهبای طهور
بحضور تو رسیدیم بصد شوق ز دوره مطلع ، لله الحمد که شد سعی غریبان مشکور
مظهر حسنی و در قست نهان شان ظهور ، ای زوجه تو عیان معنی الله نور
شکر صد شکر رسیدم به در ولایت ، بارک الله که گشتم بزیارت مسرور
بوسم نیست بهوای چمن بچو بهشت ، بوسم نیست بعشر نگه و شمع کافور
بوسم نیست بمیخانه ساقی و مدام ، بوسم نیست نی و مطرب و چنگ و طنبور
آرزو ها ست که و لیم و نگویم خبر تو ، التماسے است که دار و ز سلیمانی مور
بر سیه نامه حسرت رقم عفو بکش ، اے بستر ذکرم و عفو بعالم مشهور
دست برداشته ام بهر دعا آمین خوان ، رب هب فی بصری نورا و اجعلنی نور

اختتام: رحلت حضور اقدس قدس سرہٗ و حالات عرس

سال رحلت میں نہایت ضعف و اشتداد مرض میں رونق افروز بدایوں ہوئے اور بکمال خادم نوازی خاص مریدوں کو طلب فرماکر انکے چھوٹے چھوٹے بچوں کو داخل سلسلہ فرمایا صاف الفاظ میں خبر رحلت کا ایک پردہ سے اظہار تھا ہر خادم کو یاد فرمایا اور بعد دعا رخصت کیا ارشاد فرماتے میاں شاید پھر ہم نہ ملیں ادعیہ و نقوش معمول سے زیادہ تقسیم فرمائے بیشتر خواص خدام کو اجزا جنمیں ہر قسم کے صدہا نقوش ارقام ہیں مرحمت فرمائے بدایوں سے مارہرہ شریف کا قصد فرمایا وہاں پہنچکر اس خادم حقیر کو طلب فرمایا تو ارشاد سامعہ پاکر فوراً قصد مارہرہ کیا اور بار باب خدمت اقدس ہوا ارشاد فرمایا دل دیکھنے کو چاہتا تھا خوب ہوا تو حاضر آگیا وہ مسودہ جو مرتب ہو رہا تھا متفرق جلسوں میں متفرق مقامات سے اس عاجز کو سنایا اور ارشاد فرمایا ہم نے اکثر وہ چیزیں جو بہزار کوشش و طلب خدام و خلفائے خاص و اہل خاندان کو مرحمت ہوتی تھیں اسمیں درج فرمادیں کیا کریں ضرورت مجبور کرتی ہے شاید کوئی بندہ فائدہ پائے۔ جسطرح پہلے مشائخ کمیاب تھے اس زمانہ میں طالب نایاب ہیں جو بندہ خدا کسی چیز کا طالب ہو فوراً دے دو اور اسکی طلب کو غنیمت جانو۔

شبانہ روز ہر جلسہ میں مضامین وداع و رخصت ایک پردہ سے بیان ہونے والے غفلت کہ اس ناچیز کو اسکا خیال نہ تھا کہ یہ واقعی وداع ہے۔ تین روز بعد اجازت رخصت مرحمت ہوئی اور حضور اقدس قدس نے قصد علی گڑھ فرمایا۔

مخدومی شیخ امیر احمد صاحب رئیس مارہرہ جو مرید حضور اقدس قدس سرہٗ ہیں روایت فرماتے ہیں کہ قریب زمانہ وصال حضور اقدس قدس سرہٗ نے علی گڑھ سے مجکو ایک گھڑی بھیجی میں نے بے ضرورت سمجھ کر واپس کی بجواب عریضہ علی گڑھ سے کرامت نامہ حضور اقدس کا جو مرقومہ ۶ رجب ۱۳۲۴ھ تھا پہنچا وہ اگرچہ نہایت صاف واضح مضمون تھا لیکن اصل واقعہ صحیح طور پر میری سمجھ میں نہ آیا کہ یہ صاف اشارہ رخصت ہے۔

قریب زمانے میں بحالت علالت حضور اقدس قدس سرہٗ سکندرہ راؤ تشریف

لائے وہاں تمام مریدین کو وداع فرمایا سکندرہ میں علالت بڑھی اور ایسی حالت میں سواری پالکی مارہرہ شریف کو روانہ ہوئے کہ طاقت کلام باقی نہ تھی جب مجھکو خبر انتقال پہنچی اس وقت نوازش نامہ کے معنی سمجھ میں آئے۔

شب کو مولوی عبد الغفار صاحب مارہروی جو حضور اقدس قدس سرہٗ سے طالب ہیں اور خاص با اخلاص ارادت مند علی گڑھ سے تشریف لائے اور فرمایا کہ یہ تحریر حضور اقدس قدس سرہٗ نے میرے روبرو لکھی تھی اور یہ الفاظ فرمائے تھے کہ ہم نے امیر احمد کو سب کچھ لکھدیا ہے لیکن وہ کیا سمجھیں گے میں راز سمجھ کر خاموش ہوگیا اور حضور اقدس قدس سرہ سے کچھ دریافت نہ کرسکا فقیر حقیر نے وہ اصل تحریر حضور اقدس قدس سرہ اپنے مخدوم شیخ صاحب کے پاس دیکھی اسکی بلفظہ الشریف نقل یہ ہے۔

"برخوردار امیر احمد سلمہٗ

گھڑی واپس آگئی میں نے اس لیے نہیں بھیجی تھی کہ تمکو شایق سمجھ کر بھیجی ہو بلکہ ایک نشانی اپنی سمجھ کر دی تھی مگر چونکہ ایسی نشانی بھی چند روزہ ہوتی ہے تم نے واپس کی تو اسکا شکوہ بھی بوجہ بے ثباتی اسکے دل میں نہ آیا اور دربارہ امر معلومہ کے مارہرہ آجانے دو تو اسوقت ایسا امر ظاہر ہوجائے گا جو تسکین وہ تمہارا ہوگا میں زیادہ کوشش تمہارے حفظ امور معاد میں مدنظر رکھتا ہوں جو اصل اصول منشا انسانی ہے اور ضروری لابدی امور دنیاوی میں بھی خیال رہتا ہے کہ وہ داخل دین میں ہیں اور جو پیش آمدنی ہے وہ پیش آہی جاوے گا ہزار اس سے بچے کب بچ سکتا ہے یہ معما اگر بتادوں گا ابھی سے فکر میں ڈالدینے سے کیا فائدہ اور فکر بد اور شوم اور مکروہ نہیں ہے۔ سب کو ہمارے متعلقین کو آیا ہے تمکو سب سے زیادہ یہ بتقاضائے انس ہے۔ فقط

ابوالحسین

اور میں جلد آنے والا ہوں"

حضور اقدس قدس سرہٗ اسی حالت غشی میں مارہرہ مطہرہ پہنچے صرف ہونٹوں کی حرکت

سے معلوم ہوتا تھا کہ روح مبارک جسم میں ہے حویلی میں پہنچ کر بعد چند ساعت انتقال فرمایا
۱۱ رجب ۱۳۲۴ھ (۳۱ اگست ۱۹۰۶ء) تاریخ وصال ہے۔

انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

آہ بزم شریعت کا صدر رحلت فرماگیا۔ آہ مجلس طریقت کی شمع انجمن افروز گل ہوگئی خاندان برکاتیہ کا قطب مدار دنیا سے ظاہری پردہ فرماگیا۔ آل رسولی نوری صورت آہ چھپ گئی، حضرت مارہرہ کا تخت لٹ گیا۔ ہم بیکسوں کی قسمت الٹ گئی۔

خاتم اکابر ہند سنہ ۱۳۲۴ھ تاریخ وصال شریف ہے۔

درگاہ معلٰے کے برآمدہ جنوبی میں دفن ہوئے اہل زمانہ کو قدر نعمت بعد وصال شریف معلوم ہوئی ہزاروں قصے حضور اقدس قدس سرہٗ کی توجہ ظاہری و باطنی سے طے ہوجاتے تھے۔

اللہ اکبر۔ اس غنی کریم رحمۃ اللہ تعالٰے علیہ کے خزانہ میں وصال شریف چند آنے پیسے تھے جس نے ہزارہا روپیہ مخلوق خدا کو بے دریغ و بلا استحقاق مرحمت فرمایا کپڑے ایک روز قبل وفات شریف خدام میں خود تقسیم فرمادے۔ یہ تھے چند کتابیں وظائف کی ایک قلمدان ایک لوٹا۔ ایک مصلٰے۔ ایک دری۔ یہ ایک شاہنشاہ کا متروکہ تھا۔

مدعیان فقر و درویشی آئیں اور اس سے عمدہ مثال اتباع سنت ایثار و سخاوت تجرید و قناعت پیش کریں ذاتی جاگیر خدمت روٗسا نذور مریدین سے کیا سرمایہ دنیوی جمع تھا۔

فقیر حقیر نے اس بقیہ اسباب کی بھی زیارت کی ہے جو مارہرہ شریف میں متعقل تھا بارہ گرہ اونچا چوڑا اچیڑ کا صندوقچہ ہے جس میں لوگوں کے بھیجے ہوئے خطوط کچھ کتب وظائف۔ بعض تصانیف کے مسودہ۔ چند جلدیں دلائل الخیرات کی بند ہیں۔ دیکھئے حضور اقدس مرشد برحق قدس سرہٗ کو دنیا سے اور متاع دنیا سے کسقدر لگاؤ تھا وصایا پہلے ارقام فرماکر طبع و تقسیم کرواچکے تھے مال دنیا دنیا والوں کو دے دیا آخر عہد میں ذکر اسم ذات

کسی سے کلام نہیں فرمایا روح مبارک نے جسد اطہر سے اسی نام کے ساتھ مفارقت پائی ایک پہر تک بعد وصال شریف قلب ذاکر رہا جسکی وجہ سے بعض حضرات کو شبہ سکتہ کا ہوا۔

قطعہ تاریخ وصال

ازمولوی محمد حسن صاحب اثر بدایونی مرید حضور اقدس قدس سرہ الانور

سوئے جناں شاد بہر وصال حبیب
داد جان اثر رنج فراق وتعب
سرور و سلطان یا سیدِ عالی نسب
نور و ظہور خدا احمدِ نوری لقب
گفت من خستہ وصل روز و مہ و وقت سال
شنبہ و شام سعید یازدہ صاحب کمال

*

منقبت

تم تصور میں ہو حاصل ہمیں خلوت ہے وہی
مجلسِ ناز وہی گرمئ صحبت ہے وہی
اے مسیحا ترے بیمار کی حالت ہے وہی
درد دل ہے وہی سوز تپ فرقت ہے وہی
برکت تیری سے مارہرہ میں ابن برکات
دولت فقر و غنا تیری بدولت ہے وہی
نوری آئینہ میں اچھے میاں کی تصویر
قد و قامت ہے وہی شکل و شباہت ہے وہی
ثانی ستھرے میاں آپ ہیں لاثانی ہیں
رنگ اخفا ہے وہی طرز عبادت ہے وہی

ہم مریدوں پہ تمہیں اے خلف آل رسول
نظر رحم وہی چشم عنایت ہے وہی

بالیقیں آپ ہیں اولاد علی آل نبی!
مرتضیٰ حسن کی شہادت دیں سیادت ہے وہی

یا شب و روز اسے رونے سے فرصت ہی نہیں
یا ہنسا کرتا تھا رو تو یہ حسرت ہے وہی

★

حضور اقدس قدس سرہٗ کی وفات کے بعد حضرت حامیٔ بیکساں ملاذ مستمندان مخدوم زمن حضرت سید شاہ مہدی حسن صاحب قبلہ دامت برکاتہم علینا حضور کے برادر عم زاد صاحب سجادہ و متولی خانقاہ و درگاہ معلی ہوئے آپ کو بیعت و خلافت اپنے جد امجد حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ اور خلافت اپنے والد ماجد حضور سید شاہ ظہور حسین صاحب قدس سرہٗ اور ہمارے حضور آقائے اکرم قدس سرہٗ سے بھی اجازت و خلافت حاصل ہے آپ بیشتر اسی سلسلہ نوریہ میں خدام کو بیعت فرماتے ہیں اگرچہ حضور صاحب سجادہ دامت برکاتہم پر ہجوم مخالفین حضور اقدس قدس سرہٗ سے بھی زیادہ ہے اور بڑی کوششیں تفریق جماعت اور عرس کے بند کرنے کی ہو رہی ہیں لیکن الحمد للہ کہ بہ برکت ہمت اور اولوالعزمی حضرت عرس ہر سال ترقی نمایاں کر رہا ہے اور بعض امور میں اعراس حضور سید نا الشاہ آل محمد قدس سرہٗ اور حضور سید نا جد نا شاہ حمزہ صاحب قدس سرہٗ کا نمونہ بن گیا ہے۔

بہت قبل سے اشتہارات عام دنواز شناجات جاری ہوتے ہیں اسٹیشن ریلوے سے تا درگاہ معلی جو ایک میل سے زیادہ فاصلہ ہے دو رویہ سڑک پر شب بھر روشنی گیس ہوتی ہے تمام شب سڑک پر چوکیدار بغرض محافظت مسافران پہرہ دیتے ہیں راہ میں صاف ستھری سبیل پانی کی ہوتی ہے بہت کثرت سے سواریاں ہر گاڑی پر موجود رہتی ہیں سڑک پر بیرون بستی چند پھاٹک لگائے جاتے ہیں دروازہ اور بازار قائم ہوتا

ہے بستی پر چند ملازم متعین ہیں جو مسافر کے پہنچنے پر نام ذات و مع مال و ہمراہی پوچھ کر لکھ لیتے ہیں پھر ایک خادم ان کے قیام کی اجازت سے کر کسی خاص مکان میں پہنچا دیتا ہے۔

درگاہ شریف کوٹھی سماع خانہ اور چند مکان خود حضور صاحب سجادہ دامت برکاتہم کے اور چند مکان اور صاحبزادوں کے مہمان عرس کے واسطے خالی اور تیار ہوتے ہیں۔ بکثرت مشائخ و علماء مریدین و خلفاء اہل حاجت معتقدین حاضر ہوتے ہیں اور سب حضور کے مہمان ہوتے ہیں عمدہ کھانا دونوں وقت سرکار سے قیام گاہوں پر پہنچتا ہے۔ علاوہ کھانے کے پانی روشنی اور پان مع سامان اہل خصوصیت کو چارپائیاں۔ چائے برف۔ بستر۔ سب کچھ سرکار سے ملتا ہے۔

درگاہ معلّے میں نہایت عمدہ سائبان حضرت نے ڈال کر اسمیں کثرت سے جھاڑ فانوس آلات روشنی لگادیے ہیں جس کے سبب سے رونق و شوکت۔ آرام و آسائش ذکر و قرأت میں زائرین کو خاص راحت ملتی ہے۔ سماع خانہ بیرون احاطہ درگاہ معلّے میں محافل ذکر و سماع شب و روز ہوتی ہیں علاوہ مکانات کے ایک بڑی تعداد ڈیروں کی ہوتی ہے جو زائرین کی آسائش کے واسطے کھڑے کئے جاتے ہیں۔

درگاہ شریف میں روزانہ ختم کلام اللہ شریف اور دلائل الخیرات ہوتا ہے وعظ و منقبت خوانی کی محافل قائم رہتی ہیں سوداگر سامان لے کر دور دور سے پہنچتے ہیں اور فائدہ اٹھاتے ہیں کھانے کا حصہ ایسا ہوتا ہے کہ خوش خوراک دو آدمی کو کافی ہو جائے پھر باوجود اندراج حصص اگر کسی دروازے کھانا زیادہ طلب کیا تو منتظمان فوراً دیں گے کھانا پر تکلف صاف برتنوں میں کھلایا جاتا ہے قل کے دن چند اقسام کا کھانا اس وسیع پیمانہ پر دیا جاتا ہے کہ ہر شخص کھانے اور تبرکاً لے جائے روزانہ بعد محفل تبرک تقسیم ہوتا ہے۔

خلفائے حضور اقدس قدس سرہٗ کو خرقہ اور عام مریدین کو کرتہ نہایت عمدہ صندلی رنگے ہوئے مرحمت ہوتے ہیں اور حکم ہے کہ ہر شخص وقت خرقہ پوشی کرتہ و خرقہ پہن کر حاضر ہو محافل سماع میں مشائخ اور فقراء اور امراء ہر طبقہ کے حضرات ہوتے ہیں کبھی تھوڑی دیر کے واسطے خود حضور صاحب سجادہ دامت برکاتہم رونق افروز ہوتے

ہیں ورنہ صاحبزادہ سید برکات حسن صاحب زید مجدہم حضور کے بھتیجے تشریف رکھتے ہیں اور دوسرے قوال عمدہ گانے والے حاضر ہوتے ہیں اور اپنی امید دل سے زیادہ انعام پاتے ہیں۔

ہر راہ ہر مکان میں روشنی ایسی عمدہ ہوتی ہے کہ شب میں جس جگہ چاہے ایک ضعیف البصر کتاب پڑھنے لکھنے میں سوائے صاحب سجادہ مشائخ کے کوئی فرق نہیں ہوتا۔ البتہ ان حضرات کے واسطے کوئی شے زیادہ کر دی جاتی ہے۔ یہی حال مکانات کا ہے کوٹھی برکات منزل میں جو تمام سامان شاہانہ سے آراستہ ہے اگر ایک کمرہ میں کوئی عالم ہیں دوسرے میں کوئی مشائخ ہیں ایک میں عام خدام میں سے کچھ مقیم ہیں خود حضور صاحب سجادہ دامت برکاتہم کو اس دوران عرس میں جو کم از کم آٹھ روز رہتا ہے موقع آرام بہت کم ملتا ہے سب سے زیادہ قابل حضور کا انتظام ہے کہ ہر چیز موقع سے موجود اور عندالضرورت مہیا ہے۔ باوجود کثرت مہتممین جو صرف پرسش حالات اور خبر گیری اور راحت رسانی مہمانان عرس کو معین ہیں ایسا کوئی فرد نہ ہوگا جسکو شب و روز میں چند بار حضور صاحب سجادہ دامت برکاتہم خود نہ پوچھ لیں ہر کارخانہ پر نظر اور ہر جگہ پر موجود یہ خلق اور نوازش ہے کہ جسکا پایاں نہیں۔

خرقہ پوشی کا جلسہ خاص طور پر قابل زیارت ہے خانقاہ معلّٰی سے حضور صاحب سجادہ اپنے اکابر قدست اسرارہم کے تبرکات زیب بدن فرماکر درگاہ معلّٰی میں تشریف لاتے ہیں پہلا حلقہ صاحبزادگان خاندان کا پھر خلفاء کا پھر مریدان کا دور یہ جماعت خدام وزائرین ایستادہ ہوتی ہے یہ نہایت شوکت تجمل درگاہ شریف میں پہنچکر قل ہوتا ہے۔ منقبت خوانی کی جاتی ہے نذریں پیش ہوتی ہیں۔ دوسرے روز زیارت تبرکات شریف ہوتی ہے واردین دو تین چار صف میں کھڑے ہوتے ہیں اور صاحبزادگان خاندان تبرکات کی زیارت کراتے ہیں نہایت مستند تبرکات شریف ہیں جو وقتاً فوقتاً سلاطین و امرا نے پیش کئے ہیں اور جو اکابر سے پہنچے ہیں یہ وہ تبرکات ہیں جو مسجد برکاتیہ میں الماری میں رہتے ہیں اور تمام صاحبزادگان سرکار کلاں کے زیر اہتمام ہیں ان کی زیارت صرف عرس

میں ممکن ہے۔

موئے مبارک حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جو بذریعہ نواب روح اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ نواب خیر اندیش بعہد حضور سیدنا جدنا مرشدنا شاہ حمزہ صاحب قدس سرہ پہنچا۔

موئے گیسوئے مبارک حضور سید الشہدا سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ

موئے مبارک حضور غوث الثقلین محبوب سبحانی سیدنا الشیخ ابو محمد محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔

قدم شریف نبوی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم

جبہ و دستار مبارک حضور سیدنا ابو البرکات سید شاہ برکت اللہ قدس سرہٗ

نعلین مبارک حضور سرور عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔ جو بذریعہ ایک صاحبزادے حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالےٰ عنہ موذن عاشق رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم حضور سیدنا جدنا شاہ حمزہ صاحب قدس سرہٗ کے عہد مبارک میں پہنچیں۔

مختصراً فقیر نے چند تبرکات کا ذکر کیا ہے ورنہ بہت سے اکابر کے تبرکات ہیں جنکی زیارت سے ایمان تازہ ہوتا ہے۔

بعد زیارت تبرکات خاص خدام کو غسالہ موئے مبارک غسالہ قدم شریف اور پھول نقرئی مرحمت ہوتے ہیں ہر چند کہ بعد زیارت اصل عرس شریف ختم ہو جاتا ہے لیکن دو روز تک مہمان اکثر ٹھہرے رہتے ہیں کہ ایک دو گاڑیوں سے جانا ممکن نہیں ہزاروں آدمیوں کا مجمع ہوتا ہے بعض مہمانوں اور علماء اور درویشوں کو جو دور سے تشریف لاتے ہیں سفر خرچ اور رخصتانہ مرحمت ہوتے ہیں جنکی بڑی تعداد ہو جاتی ہے قوالوں کو علاوہ نذر مجلس انعام خاص موافق خدمت دیا جاتا ہے سقے طباخ خیمہ لگانے والے۔ روشنی والے۔ باجہ والے اور فراش محافظین مزدور انعام لے کر رخصت ہوتے ہیں خوبی انتظام یہ ہے کہ بہت قبل سے تمام سامان مکانوں

میں جمع کیا جاتا ہے۔

پھر ہر شعبہ میں خاص خدام معین ہوتے ہیں کبھی یاد نہیں کہ باوجود غیر معین ہوتے مہمانان عرس کے کبھی کسی چیز میں کمی ہوئی ہو یا کوئی چیز وقت ضرورت موجود نہ ہو اور باہر سے منگائی جائے ایک ہزار ذخیرہ ہر قسم کے سامان کا کچتا ہے۔ آٹا۔ گھی چاول۔ بکریاں۔ مصالحہ۔ لکڑی۔ ظروف۔ فرش پلنگ۔ سامان۔ روشنی۔ پان۔ کتھہ چھالیا مختلف مکانوں میں جمع ہے عندالضرورت سب سامان موجود۔

بڑے بڑے امرائے متنظمین کی مجالس دیکھی ہیں کہ باوجود محدود مہمانوں کے ممکن نہیں کہ ہر شئے ضروری موقع سے موجود ہو اور پھر فوراً وقت پر بلا توقف موجود کسی بڑے مجمع میں کھانا اسقدر جلد اور اس خوبی سے تیار ہو کر وقت پر تقسیم نہیں ہو سکتا! اتنا بڑا مجمع عرس مختلف جگہوں پر مہمانوں کا قیام تمام صاحبزادوں اور بعض مخصوص حضرات اہل شہر کو کھانا پہنچنا پھر کبھی ممکن نہیں کہ دس بجے کے بعد کوئی شخص ایسا ملے جسکو کھانا نہ پہنچا ہو صبح سے شام تک جس وقت مہمان پہنچا کھانا تیار ہے۔ غرض حضور صاحب سجادہ دامت برکاتہم اس خوشدلی اور فراخ حوصلگی سے صرف اور اکرام مہمانان فرماتے ہیں جسکی مثال نہیں ہر گز یہ محسوس نہیں ہوتا کہ خدام اپنے آقا کے دروازہ پر حاضر ہیں بلکہ معزز مہمان ہیں جنکی مدارات ہو رہی ہے ہر شئے عطا ہو رہی ہے باب کرم وا ہے فرماتے جاتے ہیں تمہارا مال ہے میں بھی ایک اسی سرکار کا غلام ہوں جس کے تم غلام ہو بھائیو تکلف نہ کرنا اور جس چیز کی ضرورت ہوئے لینا تم کو کسی سے دریافت کی ضرورت نہیں اللہ تعالے نے حضور صاحب سجادہ دامت برکاتہم کو باس شان بیکس نوازی و غریب پروری دائم قایم رکھے اور ذریت کثیرہ طیبہ اور وارث سجادہ مرحمت فرمائے اور تا قیامت یہ برکاتی گلزار پھلا پھولا سرسبز و شاداب رہے اور مدارج قرب و اجتبا میں ترقی بخشے اپنے اکابر کرام قدست اسرارہم کا اتباع انکا سا فیضان و رشد عطا فرمائے آج خانوادہ آل رسولی کے چراغ انجمن افروز آپ کی ذات ہے۔

مَنقبَتْ

★

نثارِ عزت و شانِ وقارِ مارہرہ ، کہ تاج بخش ہے ہر تاجدارِ مارہرہ
حضور سید سادات شاہ عبدالجلیل ، امیر کشور و قطب مدارِ مارہرہ
یگانہ فرد و کریم و رحیم شاہ اُویس ، فقیر و باعثِ فخر افتخارِ مارہرہ
فنائے حضرت غوث عشقی ابوالبرکات ، مکین مسند فیضان بارِ مارہرہ
حضور آلِ محمد ملاذ شاہ و گدا ، نسیم نفحہ مشک تتارِ مارہرہ
خلیفہ و خلف شیرِ حق شہ حمزہ ، شہنشہ و پسرِ شہر یارِ مارہرہ
حضور اچھے میاں آلِ احمد بوالفضل ، گلِ سرسبدِ لالہ زارِ مارہرہ
فروغ طالع بیدار شاہ آلِ رسول ، عروج بخش مہ اعتبارِ مارہرہ
سرور سینہ اسلاف احمد نوری ، ملک خدم شاہ ذی اقتدارِ مارہرہ
حضور سید مہدی حسن شہ شاہاں ، سکون و صبر دلِ بیقرارِ مارہرہ
غنی فقیر نواز و شہ گدا پرور ، سخی ذی کرم و نامدارِ مارہرہ
یہی ہیں اچھے میاں اور یہی ہیں آلِ رسول ، یہی ہیں فرد دُرِ شاہوارِ مارہرہ
ہے کون گلشن آلِ رسول کا گلِ تر ، ہزار کہتے ہیں ہم ہیں ہزارِ مارہرہ
ہنوز ہے وہی میخانہ و سبو باقی ، وہی سرور وہی ہے خمارِ مارہرہ
مجیدی نفسی و غوثی و فخری و رضوی ، ہیں سب گدائے در و خاکسارِ مارہرہ
خزاں نے کر دیئے اوراق منتشر گل کے ، خبر بھی ہے تجھے بادِ بہارِ مارہرہ
ہے آنکھوں والوں کی دل پر نظر تماشا ہے ، یہ کیا ہوا تجھے کحل غبارِ مارہرہ
خدا بس اسکے غضب سے پناہ میں رکھے ، کہیں کشیدہ نہ ہو ذوالفقارِ مارہرہ

الٰہی حشر تک آباد ہو پھلے پھولے
سدا بہار ہو باغ و بہارِ مارہرہ

حالات مؤلف

★

کون سن سکتا نہیں یہ صرف مشکل ہی نہیں ، حسرت اپنی داستاں کہنے کے قابل ہی نہیں
سرگذشت دردجبکو یاد تھی وہ دل کہاں ، کیا کہیں جب یاد کچھ افسانۂ دل ہی نہیں

فقیر حقیر دردو الم کا اسیر اذل و افقر غلام شبر صدیقی محمدی حمیدی نسباً بدایونی موطناً حنفی مذہباً قادری برکاتی نوری مشرباً ۱۲۷۵ھ قدسی میں بمقام سہارنپور پیدا ہوا نام تاریخی غلام صدیق ہے۔

قرآن شریف مخدومی استادی حافظ محمد یوسف خان صاحب تشنہ برفی اور ابتدائی کتب فارسی میاں جی داد الٰہی و میانجی بو علی بخش و میانجی غلام جیلانی و اخی معظم مولوی غلام قنبر صاحب سے پڑھیں سکندر نامہ ابو الفضل .... ظہوری بدر چاچ قصاید عرفی وغیرہا حضور والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کو سنائیں دسواں سال اس ناچیز کو تھا کہ والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے بمقام بھنڈولی ضلع بلند شہر ۲۵ جمادی الاخرٰی ۱۲۸۵ھ کو انتقال فرمایا اور مخدومی مولوی ماجد علی صاحب سے عربی شروع کی مولانا مرحوم نے صرف چھ ماہ قیام فرمایا اور یہ عاجز بدایوں حاضر ہوا چند روز فارسی مولانا محمد عظیم الدین صاحب بدایونی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھکر غالباً شروع ۱۲۸۶ھ میں حاضر مدرسہ قادریہ ہوا۔

صرف و نحو عربی کا سبق حضرت اخنا المعظم مولانا محمد عبد القادر صاحب عثمانی بدایونی مجیدی رحمۃ اللہ علیہ اور ایک سبق فارسی کا حضرت استاذ الاساتذہ مولانا نور احمد صاحب عثمانی بدایونی مجیدی رحمۃ اللہ علیہ سے شروع ہوا چند رسالے ابتدائی مدرسہ قادریہ میں پڑھے تھے کہ حضرت استادی مولانا حافظ خورشید حسن صاحب صدیقی بدایونی مرید حضرت شاہ ذکر اللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بدایونی فرشوری شاگرد حضرت مولانا مولوی محمد عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ تعلیم عاجز کو مقرر ہوئے شرح جامی۔ قطبی۔ میر۔ نور الانوار۔ شرح عقاید نسفی۔ مختصر معانی وغیرہ مولانا مرحوم سے

پڑھیں لیکن اپنی بدشوقی بدذہنی کی بدولت پڑھنے کو بدنام کیا آہ کیسا اچھا وقت تھا کیسی بے فکری وآزادی تھی کیسے قابل شفیق استاد تھے مگر کم نصیبی یہ کہ فرصت کو غنیمت نہ جانا اور کبھی پڑھنے پر دل نہ لگایا۔

بلندشہر پہنچکر کاروبار جایداد سر پڑ گئے اور نہ پڑھنے کا عمدہ بہانہ ہاتھ آ گیا خود اس زمانہ میں کہ مکتب کو خیرباد کہا پڑھا ہوا ایک حرف یاد نہ تھا پھر اور بعد ہوتا گیا اور یہ حال ہو گیا گویا کچھ پڑھا نہ تھا البتہ حضرت مولانا خورشید حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فیض تعلیم سے دو باتیں پیدا ہو گئیں ایک شوق کتابت دوسرے مطالعہ کتب خدائے تعالےٰ کا فضل تھا کہ باوجود اسکے کہ موروثی کتابیں ایام غدر میں سب تلف ہو گئی تھیں لیکن اس عاجز نے اپنے شوق واہتمام سے ایک چھوٹا سا ذخیرہ کتابوں کا فراہم کر لیا تھا اور قریب قریب ہر فن میں کچھ نہ کچھ موجود تھا باوجود پڑھنا چھوڑ دینے اور دوسرے معاملات کے سالہا سال یہ حال رہا کہ دوپہر اور شب کو جب تک کتاب نہ دیکھوں نیند نہ آئے بیشتر خالی اوقات میں مطالعہ یا کتابت کرتا رہتا جو تخمینًا ساٹھ کتابیں اس عاجز کے ہاتھ کی لکھی ہوئی موجود ہیں کچھ تلف ہو گئیں کاش یہ مطالعہ درسیات ہوتا ضروری فایدہ پہنچتا صرف تاریخ وسیر وتصوف ادب قصص کی کتابیں دیکھتا رہتا جنمیں باوجود عبارت نہ سمجھنے کے صرف اصل مطلب نکال لیتا اور ہمیشہ کتاب کو پورا دیکھتا۔

عوارف المعارف۔ احیاء علوم الدین۔ کیمیائے سعادت۔ مدارج النبوت مثنوی مولانا روم۔ تاریخ الخلفاء۔ تاریخ خمیس۔ تاریخ ابن خلقان۔ طبری تاریخ ابن قتیبہ۔ خصائص کبرے۔ شفا وغیرہ وغیرہ بیشتر دیکھتا رہتا۔ بارے اس مطالعہ کی برکت سے ایک مناسبت زبان عربی سے اردو ترجمہ کر لینے کی قوت پیدا ہو گئی یہ بھی مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا کرم ہے کہ فقیر صحبت علماء وفقرا سے انس ومحبت مجالس عوام سے وحشت ونفرت پیدا ہو گئی اور اس سے بہت فائدہ پہنچے افسوس کہ زمانے نے اس سے بھی محروم کر دیا نہ فرصت رہی نہ کتاب۔ الحمد للہ کہ محبت وانس باقی ہے

یہ واقعی اور سچی حقیقت ہے۔

اس التماس سے غرض اپنے سوانح کی گزارش نہیں یہ صرف اس اقرار و اعتذار کی غرض سے معروض ہوا کہ یہ ناچیز تحریر جو آپ حضرات کے روبرو حاضر ہے ایسی تصنیف کی قابلیت اس ناچیز میں نہ تھی کمی علم کے ساتھ افکار ضیقی سفر صدمات لوازمات کا موجود نہ ہونا غرض کتنے ہی موانع تھے لیکن آقا کا کرم خادم نواز ہے کہ چند اوراق جمع ہو گئے یہ جوش عقیدت کی حوصلہ افزائی یا فرض اعتقادی کا پورا کرنا یا کسی زبردست حاکم کے حکم کی تعمیل بھی ہو۔

یہ عاجز باوجود شفقت اور کمال قابلیت اساتذہ ظاہر جسطرح اس فضل کے حصول میں ناکام رہا اسیطرح باوصف کرم خاص اور ذرہ نوازی حضور اقدس قدس سرہٗ اور آپ کے وسیلہ سے توجہ دیگر اکابر رضی اللہ عنہم اجمعین کے باوجود ان مکارم سے بھی محروم رہا جو ایک طالب و مرید کو شیخ کامل اور ایک مستفیض کو مشائخ سے حاصل ہونا چاہییں ہر چند نہ ادھر اخلاص و عقیدت میں کمی تھی نہ ادھر تعلیم و عطا میں لیکن وہی بدنصیبی کہ یہاں بھی سنگ راہ ہوں یہ خیال تھا کہ نعمت موجود ہے جس وقت چاہوں گا سب کچھ ہو جائے گا آہ وہ نادر چیزیں جو حضور اقدس قدس سرہٗ نے بامراد حکماً لکھا دی تھیں اور جن سے مجموعہ مرتب ہیں؛ اور صرف اسی وجہ سے بیکار ہیں کہ وہ اسرار و نکات اور آسان طرق حصول کون بتائے جو اپنی کوتاہ قلمی اور بدبختی سے باوجود ارشاد و اصرار درج کتاب نہیں کیے اور حافظہ پہ اطمینان کیا کیسی کیسی عجیب اور مخصوص چیزیں ہیں کہ اسی بدولت بیکار ہیں اب کچھ یاد نہیں کہ ان کے متعلق کیا کیا خاص ہدایات تھیں۔

غالباً یہ عرض کرنا مبالغہ یا غلط بیانی نہ ہو گی کہ اس فقیر کے اعزہ میں حضور اقدس قدس سرہٗ کو اپنے اس خادم ذلیل کا خاص خیال اور مخصوص نگاہ کرم تھی جو سوا اسکے کہ اس ناقابل پہ رحم تھا اور کیا عرض کروں وہ جواہر اسرار خاندانی کہ محترم خلفاء سے مخفی رکھے جاتے اس عاجز کو بے تکلف مرحمت ہوتے، حضور اقدس قدس سرہٗ

کا خیال تھا کہ یہ بدنصیب محروم نہ رہے لیکن۔ ؎

تہید ستانِ قسمت را چہ سود از رہبر کامل ، کہ خضر از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر را

اعمال کی طرف متوجہ پایا بہترین طریقہ اعمال کے مرحمت فرمائے تکسیر پہ پایل دیکھا عجیب قواعد و کلیات عطا ہوئے جفر پر خیال دیکھا اسکے متعدد قواعد مرحمت ہوئے اشغال و ادعیہ میں خاص خاص چیزیں عنایت ہوئیں مسمریزم کا شوق پایا تو اعد اشراق سے عزت افزائی فرمائی۔ غرض ایک دریائے کرم تھا جو طوفان خیز موجوں سے مدواں تھا، فوائد نفیسہ سلوک ترک ورزش اشغال نتائج و ثمرات پھر سب کے حقائق ارشاد ہوتے تھے ہیں آہ صد آہ یہ مرثیہ بہت طویل ہے۔

مختصراً بعض خاص اکرامات کا حال عرض کروں۔ فقیر کو ارادت خاندان مارہرہ مطہرہ سے موروثی تھی اور ابتدائے شعور سے ہمیشہ اپنے کو خادم حضور اقدس قدس سرہٗ کہتا اور لکھتا لیکن ایک خاص وجہ سے نوبت حصول شرف بیعت بتاریخ ۱۸ جمادی الاخریٰ ۱۲۹۷ھ بمقام بدایوں آئی اور شجرہ قادریہ جدیدہ کا پیوند مرحمت ہوا ما بین ظہر و عصر بتاریخ ۲۶ ماہ مذکور یوم شنبہ طلب خاندان چشتیہ نظامیہ قدیمیا پایا یہ مرحمت ہوا بروز چہار شنبہ ۱۴ ماہ مبارک ذیقعدہ ۱۲۹۷ھ طالب سلاسل علیہ قادریہ رزاقیہ و سہروردیہ و نقشبندیہ و مداریہ ہوا والحمد للہ علیٰ ذالک۔

۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۰۰ھ کو سند حدیث مسلسل بالاولیہ و حدیث اضافہ و مصافحات اربعہ کی نعمت حاصل ہوئی۔ ۱۵ شہر مذکورہ میں قواعد اشراق مرحمت ہوئے و ترکیب خاص عندہ مفاتیح الغیب عطا ہوئی۔ ۱۳۰۳ھ کو جو اجازت خاندان صفویہ و عمل سیفی صفوی حضرت مخدوم حکیم خلیل الدین خانصاحب رحمۃ اللہ علیہ الہ آبادی نے اس عاجز کو بلا طلب مرحمت فرمائی تھی۔ ۱۳۰۵ھ میں اسکی سند خاص بیک اکرام سے حضور نے مرحمت فرمائی اور اجازت عاملانہ معہ نسخہ سیف الرحمٰن عطا فرمائی۔ ۱۳۰۵ھ میں سند تسبیع معہ عطائے تسبیح و قرأت قرآن مجید و دلائل الخیرات و حصن حصین مرحمت ہوئی۔ ۱۸ ذیقعدہ ۱۳۰۷ھ کو اجازت عام مرحمت ہوئی والحمد للہ علیٰ ذالک۔

نقل سند عطیہ حضور اقدس قدس سرہٗ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العلمين وافضل الصلوة واكمل السلام على
سيد المرسلين خاتم النبيين محمد وعلى آله وصحبه واولياء
امته وعلماء ملته اجمعين. لاسيما على ابنه الامين المكين غوث
الاسلام والمسلمين محي الحق والشريعة والطريقة والدين وعلى
اصوله وفروعه ومشايخه وذريته الى يوم الدين آمين وبعد
فاني لما رأيت الولد الصالح الشاب الصالح غلام صديق المدعو
بغلام شبر الابن الوفي الصديقي نوره الله بالنور الحقيقي اهلا للاجازة
ومستاهلا للخلافة وقد جرت السنة السنية من مشايخنا
الكرام عليهم رضوان الله الملك العلام ان لا يمنعها من كان
اهلا لها فاستخرت الله سبحانه وتعالى واجزت الولد المذكور
بالسلسلة العلية العالية القادرية القديمة والجديدة وسلسلة الذهب
والقادرية الرزاقية بطريقيها والچشتية النظامية القديمة
والجديدة والسهروردية كذلك والنقشبندية العلائية
الصديقية والمرتضوية والمدارية والعلوية المنامية وبجميع
الاذكار والاشغال والاوراد والاعمال البركاتية لاسيما الاسماء
الاربعينية والبشمخ والحرز اليماني كما اجازني بها سيدي
وسندي ومولائي ومستندي امام الواصلين سنام الكاملين
سراج السالكين منقذ الهالكين تاج الكملاء افضل الفضلاء سيدي
ومرشدي وذخري ليومي وغدي سيدنا السيد آل الرسول

الاحمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا وجعل جنۃ
الفردوس منقلبہ ومثواہ وکذا اجزتہ بالسلسلۃ
القادریۃ المنوریۃ المعمریۃ والصحاح الستۃ والموطا وسنن
الدارمی والمشکوۃ والحدیث المسلسل بالاولیۃ وسائر
المسلسلات والمصافحات الاربعۃ والقرآن العظیم ودلائل
الخیرات والحصن والحصین والتسبیع وسائر ما یجوز لی روایتہ
عن مشایخی العظام واساتذتی الکرام وشرطت علیہ ان یستقیم
علی اتباع الشریعۃ الغراء ویجانب فی العقد والعمل بدعۃ اھل
الاھواء ومن سالہ الاجازۃ وراہ اھلا لذلک فلیجزہ کما
ھو معھود ھنالک نسئال المولیٰ سبحانہ وتعالیٰ ان یوفقنا
وایاہ لصالح ما یحب ویرضاہ والحمد للہ اولاً واخراً وباطناً وظاھراً
وکان ذلک لثمانی عشرۃ من الشھر الحرام ذی القعدۃ
یوم الاثنین سنۃ الف وثلثمائۃ وسبع من ھجرۃ سید الکونین
نبی الحرمین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ الی
تعاقب الملوین آمین قالہ بفمہ وامر برقمہ العبد المتوکل
علی ربہ ابو الحسین احمد النوری المعروف بمیاں صاحب
المارھروی نور اللہ بالنور المعنوی والصوری آمین دستخط و
مھر حضور اقدس قدس سرہٗ۔

بتاریخ ۱۱ شوال ۱۳۰۵ھ رسالہ عمل یوم واللیل مصنفہ حضور میر سید محمد کالپوری
قدس سرہ مرحمت ہوا ۱۳۰۵ھ میں ترکیب خاص زکوٰۃ حروف بیجا مرحمت ہوئی
اور ارشاد ہوا کہ تمام دعاؤں میں یہی زکوٰۃ کے واسطے کافی ہے اسکا حاکم جس دعا کو ورد
کرے گا اسکا حاکم وعامل ہو جائے گا کہ یہ اصل الاصول ہے پھر مکتوب حضور میر سید

عبدالواحد بلگرامی قدس سرہٗ السامی در بارہ تحقیق سماع مرحمت ہوا۔

بتاریخ ۲۰ شوال ۱۳۰۵ھ میں سند مصافحہ طریقہ شیخ محقق محدث دہلوی قدس سرہٗ عطا ہوئی۔ ۲۱ شوال ۱۳۰۵ھ کو حضور اقدس قدس سرہٗ نے پانی چھواروں پر دعوت فرمائی اور سند حدیث مسلسل بالاولیہ جو حضور اقدس قدس سرہٗ کو حضرت مولانا احمد حسن صاحب مرادآبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے تھی عطا فرمائی۔

غرض مختصر یہ کہ جس قسم چیزیں دیکھئے بہت زیادہ ہیں اور حضور کا کرم ان سے بہت زیادہ تھا اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور اقدس قدس سرہٗ کے برکات سے محروم نہ رکھے اور حسب وعدہ حضور خاتم الاکابر قدس سرہٗ و حضور اقدس قدس سرہٗ خاتمہ ایمان پر نصیب ہو جائے۔ آمین۔ بس یہی بڑی نعمت ہے۔ شجرہ زر کی اجازت کا حال سابقاً گذارش ہو چکا ہے کسی دوسرے کو بعلم فقیر ایسی اجازت نہیں دی گئی یہ تمام عطیہ بلا طلب محض براہ کرم تھے اس خادم سے اکثر راز حضور اقدس قدس سرہٗ ظاہر فرما دیتے حاضر و غایب ہر خطرہ ہر شبہ خادم پر توجہ فرماتے اور بذریعہ نوازشنامہ ارشاد زبانی یا دوسری طرح اسکی توضیح فرما کر رفع شبہ فرما دیتے یہ خادم جب بعید ہوتا ہر اکرام میں یاد فرمایا جاتا ہر دربار ہر مجلس میں نگاہ کرم کچھ خاص جلوہ دکھاتی۔

حکم والا تھا کہ جہاں کوئی اہل اللہ پاؤ ضرور جاؤ اور سوائے دعائے فلاح آخرت کبھی دنیاوی کام کا سوال نہ کرو بلا طلب کچھ عطا کرے لے لو الحمد للہ کہ خادم اس پر مستقیم ہے بعض نادر چیزیں اسی حکم کی تعمیل میں اکابر سے ملیں جو حقیقتاً حضور کا عطیہ ہیں۔

مقصود اس گذارش سے حاشا اپنا اظہار نہیں حقیقت یہی ہے کہ حضرات عارفین عموماً اور ہمارے آقائے اکرم قدس سرہ خصوصاً اپنے ناکارہ و ناقابل خدام کی عزت افزائی میں ایک خاص شان رکھتے تھے۔ عجیب عجیب معرکے دیکھے ہیں اور یہ یقین ہے کہ حضور اکرم قدس سرہٗ اپنے کسی خادم کو کبھی ذلیل و رسوا نہیں ہونے دیتے حضور صاحب کسی غیر سے مقابلہ ہو جو شخص جب چاہے ہر بہ کاتی احمدی نوری کا امتحان کرے اور دیکھ لے اس میں صلاح و تقوےٰ بھی شرط نہیں۔ صرف صاحب اخلاص و درستی اعتقاد

سچا ارادت مند ہونا درکار ہے۔

اس عاجز سے زیادہ تمام خدام حضور اقدس قدس سرہ میں کوئی سیاہ کار و ناقابل نہیں لیکن جب کسی کام میں حضور اقدس قدس سرہٗ سے توسل کیا ہے قطعاً کامیابی ہوئی ہے حاشا خادم عاجز کو اپنے کسی عمل پر دعویٰ نہیں مگر اس پر کہ قادری برکاتی۔ احمدی۔ رسولی۔ نوری ہوں ان حضرات کا دامن مبارک تھاما ہے۔ جسکے ہاتھ میں دامن حضور غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہو اسکا ناز بے جا نہیں۔ سرکار ارشاد فرماتے ہیں ان لم یکن مریدی جید افانا جید اگر میرا فقیر کامل نہیں نہ ہو بحمداللہ تعالےٰ میں کیسا مکمل موجود ہوں۔

اسی طرح پر ارشادات تاجداران مارہرہ قدست اسرار ہم خصوصاً حضور قبلہ جسم وجان شمس الدین ابوالفضل آل احمد اچھے میاں صاحب قدس سرہٗ کا سننے ماننے والا اگر اتفاقاً کوئی دعویٰ کر بیٹھے تو غلط نہ جانے وہ کچھ بھی نہ ہو لیکن جو کچھ کہہ دیگا وہ ضرور ہو جائے گا پھر ابھی اور ایک خاص معاملہ ہے اگر کوئی خادم اس خانوادہ مکرمہ کا ناقص ناقابل انتفاع بھی ہے تاہم اسکو مضرت پہنچانے والا اس کی ذلت چاہنے والا یقیناً نقصان اٹھائیگا ذلیل ہوگا بس۔

بس تجربہ کردیم دریں دیر مکافات ، باور وکشاں ہرکہ درافتاد برافتاد

اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ ایسے واقعات کے تذکروں سے ضمناً اپنی تعریف پیدا ہوگی بہت واقعات دیکھے ہوئے گذارش کرتا مختصر یہ کہ محض ناقابل ہوں مگر گدائے آستانہ نوری ہوں اور اس خانوادہ مبارکہ کے ہر منتسب کا خادم جسکو سرکار سے جسقدر نسبت ارادت و خلوص ہے فقیر کو ان سے اسی قدر نیاز و محبت ہے ۔ ؎

مرا عہدیست باجاناں کہ تاجاں در بدن دارم

ہواداران کویش را چو جان خویشتن دارم

خدا شاہد ہے کہ فقیر کو جو بعض خلفائے خاندان یا مریدین سے باوجود حصول نیاز وحشت و بُعد ہے وہ کسی ذاتی مخالفت پر نہیں بعض ادائیں ان حضرات کی جو خلاف طریقہ ارادت

دیکھی ہیں یا بعض اقوال و افعال سوئے عقیدت پر اطلاع پائی ہے بس یہی وجہ ہے کہ کہ ان سے میل اور انس نہیں فیضان و رشد اسی سلسلہ میں ہوگا جو بزرگوں کا ادب کرے گا اور ترفع اور تعلی سے دور ہوگا ہم نے ان اکابر قدست اسرارہم کی بھی زیارت کی ہے جو صاحبان معرفت و رشد ہدایت تھے۔ سرکار مارہرہ مطہرہ کے سجادہ نشینوں کے خدام کی وہ عزت کرتے تھے جو آج مریدین اپنے پیروں کی نہیں کرتے۔ وہ حضرات بھی ہماری نظروں میں ہیں جو تھوڑے سے معمولی اکرام اور ایک نسبت کے نام سے تاجداران مارہرہ سے مساوات بلکہ علو کے دعوے دار ہیں۔

از خدا خواہیم توفیق ادب ، بے ادب محروم ماند از فضل رب

فقیر ایں عموماً اور اس خانوادہ برکاتیہ مقدسہ مطہرہ میں خصوصاً اپنے کمال ذاتی پر دعویٰ اور فخر و عُجُب نہ ہوگا اللہ تعالےٰ ہمکو اپنے اکابر کا ادب انکے ہر منتسب سے محبت عطا فرمائے اور دعوے علویت و فخر و انانیت سے محفوظ رکھے آمین۔

فقیر کو بعض اعمال کی اجازت حضرت صاحبزادہ مخدومی شاہ ظہور حیدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ہے بعض اعمال حضور صاحبزادہ امیر حیدر عرف گورے میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پہنچے ہیں۔

دعائے حزب قادری اور قصیدہ کریمہ بردہ شریف کی اجازت حضرت مولانا مولوی محمد عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔

کبریت احمر کی اجازت حضور معظمی صاحبزادہ مولانا سید شاہ خواجہ احمد صاحب رامپوری دامت برکاتہم سے ہے جو بذریعہ سلسلہ آبادی معنعن حضور غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا سے ہے۔

بعض اعمال کی اجازت مولانا حافظ محمد عمر صاحب دہلوی دامت برکاتہم سے بھی ہے بعض دعائیں حضرت معروف بغدادی صاحب قدس سرہٗ سے عطا ہوئی ہیں سیف الرحمٰن ملقب بہ سیف یمنی ایک سید صاحب مدنی سے پہنچی ہے جسکا عجیب قصہ ہے۔

چند اعمال ونقوش کی اجازت اعلیحضرت[۵] مولانا شاہ احمد رضا خانصاحب بریلوی زید مجدہم سے بھی حاصل ہے۔

ایک نقش خاص کی اجازت حضرت صاحبزادہ حاجی سید شاہ اسمٰعیل حسن صاحب دامت برکاتہم سے بھی ہے۔

۵: ہم پہلے حاشیہ میں لکھ چکے ہیں کہ اعلیحضرت پچاس علوم میں ماہر تھے ان میں سے علم جفر تھا جو تمام علوم سے مشکل اور سکھانے والے مفقود اکابر مصنفین کو کمال اخفا مقصود ۱۲۹۴ھ میں حضرت میاں نوری صاحب نے اعلیحضرت کو صرف ایک قاعدہ بدوح بلی جفر و جفرجات سے ہے تذکرہ تعلیم فرما دیا تھا اس سے آپ نے علم جفر کی تمام پیچیدگیوں کو حل کیا پھر جب آپ کو حج کی دوبارہ حاضری نصیب ہوئی تو خیال آیا کہ کوئی صاحب جفر دان مل جائے تو فن کی تکمیل کی جائے پتہ چلا کہ مولانا عبدالرحمٰن مکی جو آپ سے سند حدیث لے چکے ہیں وہ اس فن میں بہت مشہور ہیں انکو بلاکر آپ نے ان سے کئی گھنٹے گفتگو کی نتیجہ یہ نکلا کہ جو ان کے پاس ناقص قاعدے تھے انکی تکمیل ہو گئی۔
اسی طرح کا ایک واقعہ شہر مدینہ شریف پیش آیا ایک صاحب عبدالرحمٰن آفندی شامی نام اعلیحضرت کی خدمت میں مسلسل کئی روز حاضر ہوتے رہے اور دیر تک بیٹھ کر چلے جاتے۔ آپ کے ہاں علماء و معززین کا ہجوم رہتا تھا بات کا موقع نہ ملتا تھا۔ ایک دن آپ نے حاضری کی غرض پوچھی جواب دیا کہ تنہائی میں کہوں گا۔ دوسرے دن ان کے لئے وقت مقرر ہوا تشریف لائے اور بولے کہ میں جفر میں کچھ باتیں کرنی چاہتا ہوں۔ جب گفتگو ہوئی تو ان پر ظاہر ہو گیا کہ علم جفر اتنا آسان نہیں جتنا انہوں نے سمجھا ہے۔ کہنے لگے اب میرا بھی یہاں زیادہ دن قیام نہیں اور آنکا بھی نہیں میں ہندوستان میں آپ کے پاس خاص اس علم کے حاصل کرنے کے لئے آؤں گا مگر وہ نہ آسکے لیکن سید عبدالقادر مدنی کے صاحبزادے مولانا سید حسین مدنی بریلی تشریف لائے اور چودہ ماہ اس علم کو اور علم اوفاق اور علم تکسیر کو حاصل کیا پھر آپ نے شب و روز لوگوں کے کثرت سوالات خالص دینی خدمات میں درج ہونے کی وجہ سے اس کو ترک کر دیا
اسی طرح حضرات مشائخ کرام میں ۲۰ فیصد ایسے ہیں جو نقش مثلث یا مربع مشہور قاعدے

(باقی اگلے صفحہ پر دیکھیں)

ایک درود شریف کی اجازت استادی مولانا سید پرورش علی صاحب سوانی زید مجدہ ہم سے بھی ہے۔

بعض اعمال کی اجازت حضرت صاحبزادہ سید احمد علی شاہ صاحب بغدادی ثم مہاجر دامت برکاتہم سے بھی ہے۔

ایک عمل استقرارِ حمل کا حضرت مولانا سید احمد حسن صاحب دامت برکاتہم سے بھی پہنچا ہے علاوہ ان چیزوں کے فقیر کے پاس متفرق فوائد کے چند مجموعہ مرتب ہیں

خادم نے شجرہ نسب سرکار بطور منقبت نظم کیا اور چھپوا کر پیش کیا بہت پسند فرمایا اور ایک خرقہ ایک تاج مرحمت فرمایا۔

ایک خاص راز اگرچہ قابل اظہار نہ تھا لیکن بعض ضرورتیں مجبور کرتی ہیں لہٰذا التماس ہے فقیر کو دربار حضور اقدس قدس سرہٗ میں ایک معزز پیر بھائی کی بعض گستاخانہ ادائیں سخت گراں آئیں لیکن بپاس ادب کچھ عرض نہ کر سکا ایک نوازشنامہ میں بطور تحقیق ارقام مقام فرماتے ہیں۔

؎ بھرنا جانتے ہیں لیکن پوری چال سے نقوش کی خانہ پری کرنے پر تو شاذ چار پانچ سو میں سے صرف دو چار حضرات کو عبور ہو گا۔ اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ کے شاگرد حضرت مولانا سید ظفر الدین صاحب بہاری کو ایک شاہ صاحب ملے جنکا خیال تھا کہ فن تکسیر کا علم صرف مجھ کو ہے دوران گفتگو میں بہاری صاحب نے ان سے دریافت کیا کہ جناب نقش مربع کتنے طریقے سے بھرتے ہیں شاہ صاحب مذکور نے بڑے فخریہ انداز میں جواب دیا کہ سولہ طریقے سے پھر انہوں نے مولانا بہاری سے پوچھا کہ آپ کتنے طریقے سے بھرتے ہیں مولانا نے بتایا کہ الحمدللہ میں نقش مربع کو گیارہ سو باون طریقے سے بھرتا ہوں شاہ صاحب سن کر محو حیرت ہو گئے اور پوچھا مولانا آپ نے فن تکسیر کس سے سیکھا ہے مولانا بہاری نے فرمایا حضور پر نور اعلیٰحضرت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ سے۔ شاہ صاحب نے دریافت کیا کہ اور اعلیٰحضرت نقش مربع کتنے طریقوں سے بھرتے تھے مولانا بہاری نے جواب دیا دو ہزار تین سو طریقے سے پھر تو شاہ صاحب نے ہمہ دانی کا کیڑا اپنے دماغ سے باہر نکال دیا۔ ؞

عارف سالک کو ایک مقام پر بظاہر صوریہ کی طرف مجبورانہ توجہ ہوتی ہے
جو خاصہ مقام ہے جو قصہ اکابر کے کسی سے عشق و محبت کے مذکور ہیں وہ
یہی مقام ہے اسکی اصل صحیح راز حدیث شریف کلمینی یا حمیراء
میں مستور ہے۔ ہم نے فلاں صاحب کو خود گستاخ کر دیا ہے وہ بڑا با
ادب ہے خیال نہ کرنا اس راز پر صرف تجھکو اطلاع دی گئی ہے اس کا مخفی
رہنا بہتر ہے۔"

خدائے تعالےٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ حضور صاحب سجّادہ برکاتہ دامت برکاتہم
اس اپنے عاجز خادم پر اسی طرح کرم فرماتے ہیں جو انکے اکابر قدست اسرارہم کا تھا خادم
کے خلوص پر اعتماد ہے اور رضامند ہیں اسکے بعد فقیر حقیر کو حضرات خلفا اور انکی افواج
مریدین کا مطلق خوف نہیں۔ حق کا جانب دار ہے اور کشاکش تعصب و حمیت سے
بیزار ہے۔ والحمد للہ علیٰ ذالک۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العٰلمین

(فقیر غلام شبر بدایونی)

حرفِ آخر

حضور اقدس حضرت سیدنا مولانا شاہ الاتقیا والاولیا امام الکاملین والعارفین
سید شاہ ابو الحسین المعروف بہ احمد نوری الملقب بمیاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ مارہروی
کے حالات مبارکہ و واقعات حیات طیبہ میں قادری حافظ عبد الصمد القادری نوری
بدایونی ولد حضرت مولانا مولوی مقصود حسین صاحب بدایونی سرائے چودھری نے
"نور مدائح حضور" مؤلفہ مولوی غلام شبر صاحب قادری نوری بدایونی سکنہ سرائے عباسیاں
قلمی کتاب جو کہ میرے پاس مؤلف کی دستخطی موجود محفوظ تھی بپاس خاطر عزیز من
محمد ایوب قادری ساکن قصبہ آنولہ ضلع بریلی وارد حال قصبہ اوجھیانی ضلع بدایوں سلمہ ربہٗ

القوی ولد مولوی مشیت اللہ دامت برکاتہم علینا[۱] ولد حضرت میاں رحیم بخش مرحوم ولد حکیم مولوی سعید اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لئے حرف بحرف نقل کیا اللہ تعالےٰ توفیق عمل دے۔

کتاب ہٰذا کی افادیت اور ضرورت اس دور پر فتن میں جسقدر ہے وہ اہل دین حضرات سے پوشیدہ نہیں یہ چمنستان نوری دگلستان مارہروی کے تازہ بہ تازہ نو بہ نو رنگ پھولوں کا سہرا ہے۔ یوں تو مارہرہ علم و ادب کے لحاظ سے تمام ہندوستان کو مستفیض کرتا رہا ہے مگر اس کی اسلامی شعاعوں سے جسقدر علاقہ روہیلکھنڈ مستفیض ہوا وہ اہل علم سے پوشیدہ نہیں۔ حضرت نواب علی محمد خاں والی روہیلکھنڈ کے خلف اکبر نواب عبد اللہ خاں والی اجھیانی ضلع بدایوں حضرت شاہ حمزہ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ مارہرہ اور آنولہ کا روحانی تعلق حضرت شاہ حمزہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ سے ہے۔ حضرت اچھے میاں کے دو خلیفہ جلیل القدر شاہ میرن میاں بریلوی و حافظ محمد محفوظ آنولہ میں استراحت فرما ہیں۔

سرزمین آنولہ (مونثہ) میں حضرت سلطان العارفین شیخ شاہی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمعصر حضرت شاہ نور غازی مزار ہے۔ نواب علی خاں کے زمانے میں حضرت سید علی شاہ بابا ترمذی و حضرت محدث جلال الدین بخاری ترمذی دکابل سے وارد آنولہ ہوئے اور یہیں پیوند خاک ہوئے یہ علماء و صلحا کا مورد مسکن رہا ہے۔ اسکی تاریخ شاندار ماضی کی حامل ہے۔

فقط حافظ عبد الصمد قادری نوری حنفی سنی بدایونی وارد حال اوجھیانی روڈ ضلع بدایوں مورخہ ۲۵ / مارچ ۱۹۴۹ء مطابق ۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۸ھ بروز جمعہ مبارک وقت چار بجے تحریر کردہ شد۔

ختم شد

---

[۱]: المتوفی ۲۱ / ربیع الثانی ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۵ اکتوبر ۱۹۵۹ء یکشنبہ بمقام دادو (سندھ)